بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء — عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

فون نمبر ۴۹ | رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

The Daily ALFAZL RABWAH

جلد ۵۵/۲۰ | ۲۶ امان ۱۳۴۵ ہش | ۲ ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ | ۲۶ مارچ ۱۹۶۶ء | نمبر ۷۰

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غیر مطبوعہ کلام

(ارسال فرمودہ حضرت سیدہ اُمِّ متین مریم صدیقہ صاحبہ)

یہ نظم بہت پرانی ہے غالباً ۱۹۲۲ء کے لگ بھگ کی کہی ہوئی تھی۔ صرف حضورؓ کو مطلع یاد رہ گیا تھا اور حضورؓ نے ۱۹۴۶ء میں دوبارہ اسی مطلع پر نظم کہی تھی۔ جو ۸ نومبر ۱۹۵۱ء کے الفضل میں شائع ہوئی۔ اب کاغذات دیکھتے ہوئے پہلی نظم حضورؓ کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی مل گئی ہے جو ذیل میں شائع کی جا رہی ہے۔ (مریم صدیقہ)

ایک دل شیشہ کی مانند ہوا کرتا ہے — ٹھیس لگ جائے ذرا سی تو صدا کرتا ہے

میں نے پوچھا جو ہو کیوں چپ تو تنک کر بولے — ہم بھرے بیٹھے ہیں جانے بھی دے کیا کرتا ہے

دوستی اور وفاداری ہے سب عیش کے تئیں — آڑے وقتوں میں بھلا کون وفا کرتا ہے

چلتے کاموں میں مدد دینے کو سب حاضر ہوں — جب بگڑ جائیں فقط ایک خدا کرتا ہے

کیا بتاؤں تجھے کیا باعثِ خاموشی ہے — میرے سینہ میں یونہی درد ہوا کرتا ہے

میں تو بیداری میں رکھتا ہوں سنبھالے دل کو — جب میں سو جاؤں تو یہ آہ و بکا کرتا ہے

تم نے بھی آگ بجھائی نہ کبھی آ کے مری — میری آنکھوں سے مرا دل یہ گلہ کرتا ہے

درد تو اور بھی کرتا ہے تقاضہ دل سے — پر وہ اظہارِ مصیبت سے حیا کرتا ہے

ہجر میں زیست مجھے موت نظر آتی ہے — کوئی ایسا بھی ہے عاشق جو جیا کرتا ہے

بیٹھ جاتا ہوں وہیں تھام کے اپنے سر کو — جب کبھی دل میں مرے درد اٹھا کرتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بعض تاریخی تصاویر اور اہم جماعتی مصروفیات کے بعض مناظر

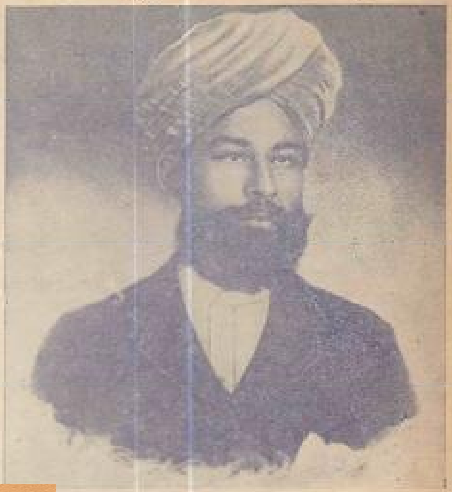

ایام جوانی کی شبیہ مبارک

ایام طفولیت کی ایک یادگار تصویر

ایک ملاقاتی کے ساتھ گفتگو فرما رہے ہیں

حضور جلسہ گاہ میں نماز پڑھا رہے ہیں

اللہ تعالیٰ کے حضور عجز و نیاز کی حالت

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رض لاہور اور ربوہ کے صحابیوں کے ساتھ

الفضل ربوہ فضلِ عمر نمبر سنہ ۱۹۶۶ء

حضرت مسیح پاک کے اُولوالعزم فرزندِ موعود

المُصلح المو عود حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

روزنامہ الفضل ربوہ
فضل عمر نمبر ۱۹۶۶ء

ہجرت کا عظیم الشان کارنامہ

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زندگی میں ایسے ایسے عظیم الشان کارنامے سرانجام دیئے ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی کسی شخص نے سرانجام دیا ہو۔ تو یہی ایک کارنامہ اس کا نام تاریخ عالم میں ہمیشہ تک ثبت کرنے کے لئے کافی سمجھا جاتا۔

آج ہم قارئین کرام کی خدمت میں الفضل کا فضل عمر نمبر پیش کر رہے ہیں یہ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی زندگی کی محض ایک ناتمام سی جھلک ہے۔ آپ کی سیرت کے اتنے درخشاں پہلو ہیں کہ اگر صرف ان کی مجمل سی فہرست ہی تیار کرنے کی کوشش کی جائے۔ تو وہ بھی شاید مکمل طور پر تیار نہ ہو سکے۔ آپ نے اپنے عین حیات میں جو کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ ان میں سے ایک کارنامے کی تفصیل کے لئے کئی دفتر چاہئیں۔ چہ جائیکہ آپ کے تمام کارناموں کی تفصیل اخبار کے ایک مختصر سے نمبر میں سموئی جا سکے۔

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم
کرشمہ دامنِ دل مے کشد کہ جا اینجاست

حقیقت یہ ہے کہ ہم قارئین کرام سے اپنی نارسائیوں اور کوتاہیوں کے لئے معذرت طلب کرنے میں بھی شرمندگی محسوس کرتے ہیں۔ کیونکہ ایسا کرنے سے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ گویا اس عرصے دفتر کو کوزے میں بند کر سکنے پر کوئی قادر ہو سکتا ہے۔ جو ہم سے نہیں ہو سکا۔ آنے والے زمانے بتائیں گے کہ کتنا بڑا انبار اس لٹریچر کا لگ سکتا ہے جو حضرت آپ کی سیرت کو تحریر میں لانے کے لئے وجود میں لایا جائے گا۔ جب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کے مطابق احمدیت ساری دنیا پر چھا جائے گی۔ اس وقت ایسے لوگ ضرور پیدا ہوں گے جنہوں نے آپ کی سیرت اور آپ کے کارناموں کے کسی نہ کسی پہلو پر مجلد تیار کرنے میں اپنی عمریں صرف کی ہوں گی۔

اس مختصر سی تحریر میں ہم آپ کے عظیم الشان کارناموں میں سے صرف ایک ہی کارنامہ کی طرف کچھ اشارے کرنا چاہتے ہیں۔ یہ وہ عظیم الشان کارنامہ ہے جس نے جماعت احمدیہ کو دارالامان قادیان سے دارالہجرت ربوہ تک پہنچایا۔

جب تمام فریقوں نے مطالبہ پاکستان کو تسلیم کر لیا اور اس کے نتیجہ میں ملک تقسیم ہوا تو اگرچہ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوری سعی فرمائی کہ دارالامان پاکستان میں جس میں انصافاً اس کو شامل ہونا چاہیئے تھا شامل ہو مگر انگریزوں اور کانگرسی لیڈروں کی سازش سے ایسا نہ ہو سکا تو جماعت احمدیہ کے لئے کوئی چارہ نہ رہا کہ وہ اپنے جان سے پیارے وطن کو چھوڑ کر پاکستان میں ہجرت کرے۔ یہ ہجرت کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ اس کا ایک نازک ترین پہلو یہ تھا کہ دارالامان بھی تاخت و تاراج سے بچا رہے۔ عوام دونوں طرف ایک غیر معمولی دیوانگی کے چنگل میں گرفتار ہو گئے تھے۔ فسادات کی آگ نے اس بار ایک سخت وحشیانہ رنگ اختیار کر لیا تھا۔ انسانی جان اور عزت و ناموس چوراہے پر آپڑے تھے۔ ایسے طوفان بے تمیزی میں اگر کوئی ہوشمند تھا تو وہ صرف ایک ہی ذات تھی جس پر اللہ تعالیٰ کا سایہ تھا۔ اور وہ سیدنا حضرت فضل عمر کی ذات تھی۔

سیدنا حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کشتی تیار کی تاکہ اپنے خاندان اور خدا پرستوں کو طوفان سے بچا لے جائیں۔ آپ نے اپنے ایک بیٹے کو کشتی میں سوار ہونے کے لئے پکارا مگر وہ نابکار محروم رہا۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جماعت کو کشتی پر سوار کر کے محفوظ کنارے پر لگا دیا۔ لیکن اپنے جگر کے ٹکڑوں کو اس لئے طوفان ہی میں رہنے دیا کہ نہ صرف جماعت محفوظ کنارے پر اتر آئے بلکہ جان و دل سے پیارے دارالامان کی بھی حفاظت ہو۔ ایک آپ بیتی مثال سے اس کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ حضور کے ارشاد کے مطابق راقم الحروف کو اپنی بچیوں کی وجہ سے جو پہلے کارواں ہی میں جگہ مل گئی تھی۔ بارش ہو چکی تھی کچی سڑک نہر تک پانی کھڑا ہونے کی وجہ سے لاریوں کے لئے ناقابل گزار تھی انہیں کسی نہ کسی طرح نہر کی پٹڑی تک پہنچانا تھا۔ یہ کارنامہ کس نے سرانجام دیا؟ خدا کے فضل و کرم سے یہ کارنامہ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک شیر دل صاحبزادے (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ) نے سرانجام دیا۔ وہ منظر نہیں بھولتا جب آپ نیکر پہنے دیگر ہمراہیوں کے ساتھ پیچھے سے تختے اٹھا اٹھا کر لاریوں کے آگے رکھتے تا کہ لاریاں کیچڑ میں نہ پھنس جائیں۔

جب ہمارا کارواں لاہور پہنچا حضور جودھامل بلڈنگ سے نکل کر رتن باغ کی طرف آ رہے تھے۔ راقم الحروف سڑک پر ہی آپ سے جا ملا اور سلام عرض کیا۔ جواب کے بعد پہلے الفاظ آپ کے دہن مبارک سے جو نکلے وہ یہ تھے کہ

"کیا آپ کی بچیاں بحفاظت پہنچ گئی ہیں"

اللہ اللہ جس انسان نے اپنے جگر پاروں کو ان جلتے شعلوں میں رہنے دیا اس کو ایک ادنیٰ خادم کا کتنا خیال تھا۔ اس سے اندازہ کیجئے کہ آپ نے کس طرح جماعت کی کشتی کو پار لگایا۔ آپ کو جماعت کے فرد فرد کی کتنی فکر تھی۔

آپ اگر بروقت لاہور نہ پہنچتے تو جو انتظامات آپ نے خدا کے فضل و کرم سے فرمائے جن کی وجہ سے جماعت سلامتی کے ساتھ پاکستان پہنچ گئی۔ کون یہ انتظامات کرتا۔ آپ نے نہ صرف کارواں پر کارواں بھیجے۔ بلکہ لاہور میں مہاجرین کے لئے ٹھہرنے کے لئے بھی مکمل انتظامات فرمائے۔

کاروانوں کے بعد کارواں لاہور سے قادیان جاتے اور آتے۔ ان کاروانوں سے نہ صرف قادیان اور قادیان کے اردگرد کے غیر از جماعت مسلمانوں نے فائدہ اٹھایا بلکہ سکھوں سے

(باقی دیکھیں صفحہ ...)

اپنے وطن سے نکلے اپنے وطن میں آئے

جو قادیاں سے آئے ربوہ میں لا بسائے
اک قادیاں کے تو نے دو قادیاں بنائے

تاریخ میں ہے یکتا تیرا یہ کارنامہ
اپنے وطن سے نکلے اپنے وطن میں آئے

کشتی نوح نے چلائی طوفاں میں ایک کشتی
ہجرت میں تو نے کتنے ہی کارواں چلائے

مدت سے منتظر تھی رودِ چناب تیری
ساحل پہ جس کے تو نے اللہ کے گھر سجائے

جس شور زار میں تھی اک گھاس کی نہ پتی
تیرے قدم سے اس میں گلزار لہلہائے

اک بوند کے لئے جو مٹی ترس رہی تھی
آبِ بقا کے چشمے تو نے وہاں بہائے

اس سرزمیں پہ تیرا جب سے پڑا ہے سایہ
جبریل کے پروں کے پڑنے لگے ہیں سائے

تو پھر خاکِ ربوہ کیونکر نہ ہو مقدس
لاکھوں کروڑوں اربوں سجدے جہاں سمائے

تنویر

سیدنا حضرت فضلِ عمر المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کا

ایک غیر مطبوعہ مکتوب گرامی

حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کے نام

ذیل میں ہم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک غیر مطبوعہ مکتوب کا چربہ درج کرتے ہیں۔ یہ مکتوب حضور نے قادیان سے حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نام برصغیر ہند کی تقسیم کے پُرآشوب ایام میں تحریر فرمایا تھا اور ہمیں حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی نے ازراہ شفقت عطا فرمایا ہے۔ اس مکتوب سے حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بلند روحانی مقام کا ثبوت ملتا ہے کہ نازک ترین اوقات میں بھی حضور کو اپنے ذاتی جذبات کی بجائے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر صبر و توکل کرنے اور جماعت کے لئے نمونہ بننے کا کتنا خیال رہتا تھا۔ حتیٰ کہ اپنی بزرگ والدہ ماجدہ کو بھی حضور اسی کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ (ادارہ)

اماں جان السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو آپ کا مقام بہت

بڑے صبر اور حوصلہ کا مقام ہے خدا تعالیٰ کی راہ پر چلنا آپ نے

دوسروں کو سکھانا ہے۔ آپ اپنی صحت کا خیال رکھیں اور دعائیں

کرتے رہیں کچھ معلوم ہو تو ہمیں بھی اطلاع دیتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ

پر بھروسہ ہے وہ خود حافظ و ناصر ہے اور ہم تو آخر تک اس سے خیر

مانگتے چلے جائیں گے۔ خاکسار مرزا محمود احمد

اماں جان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ وناصر ہو

آپ کا مقام بہت بڑے صبر اور حوصلہ

کا مقام ہے۔ خدا تعالیٰ کی راہ پر چلنا

آپ نے دوسروں کو سکھانا ہے آپ

اپنی صحت کا خیال رکھیں اور دعائیں

کرتے رہیں کچھ معلوم ہو تو ہمیں بھی

اطلاع دیتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ پر

بھروسہ ہے وہ خود حافظ و ناصر

ہے اور ہم تو آخر تک اس سے

خیر مانگتے چلے جائیں گے۔

خاکسار:۔ مرزا محمود احمد

چند باتیں - چند یادیں

رقم فرمودہ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی بنت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

میرے پیارے میرے محبوب چاہنے والے بھائی کا سب سے بڑا احسان

انہوں نے تمام عمر مجھ سے محبت کی بلکہ جہاں تک مجھ پر اثر ہے اور شہادتیں بھی ہیں کہ سب بہن بھائیوں سے بڑھکر اپنے پیار سے مجھے شرف بخشا۔ ایک ان کا احسان جس کی بابت جب میں سوچتی ہوں تو دل آج تک شکرگزاری کے جذبات سے بھر جاتا ہے وہ یہ ہے کہ جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال ہوا۔ اس وقت باوجود اس کے کہ سب دوسرے لوگ بھی موجود تھے میں دروازہ کھولکر اندر کی جانب کھڑی ہوگئی۔ آنکھ سے آنسو نہ نکلتا تھا معلوم ہوتا تھا کہ دنیا اندھیر ہوگئی ہے اور زمین قدموں تلے سے نکلی جارہی ہے۔ اس وقت وہ خود رو رہے تھے اور دعائیں کر رہے تھے پلٹ کر مجھے دیکھا اور میرے گلے میں ہاتھ ڈالکر قریب لے گئے روتے روتے میرا سر جھکایا اور کہا کہ لو پیشانی پر بوسہ دو۔ اگر ان کا سہارا نہ ہوتا اور اگر وہ میرا خیال نہ کرتے تو شاید میں جھجکتی رہ جاتی اور عمر بھر پچھتاتی۔ وہی تھے جنہوں نے اس مقدس و مبارک پیشانی پر بوسہ دینے کی سعادت مجھے بخشی۔ آج وہ مبارک لب خاموش ہیں جن کا اپنی پیشانی پر بوسہ دینا مجھے یاد تھا۔ آج اسی بھائی کے طفیل میں ان کی پیشانی پر بوسہ دے رہی تھی وہ وقت عمر بھر نہیں بھول سکتا۔

بچپن سے انہوں نے مجھ سے خاص محبت کی۔ ہمیشہ میرا خیال رکھا۔ کئی آڑے وقتوں میں میری مدد کی۔ یہ تو تمام عمر کے آخر تک کے محبت کے مظاہرے ہیں جن کو میں ہر وقت یاد کرتی ہوں۔ بچپن میں تو غلطیاں بھی ہوتی ہیں۔ کبھی بڑے بھائی بہنوں کو گھرک جھڑک بھی سہنے ہوں گے۔ مگر یہاں تو محض پیار اور نازبرداری ہی تھی۔ ایک دفعہ بھی کبھی ٹیڑھی نظر سے نہ دیکھا۔ میرا بھی یہ حال تھا کہ ہر بات پر شکایت یا "آبا" سے یا "بڑے بھائی" سے۔

ایک لطیفہ

ایک دفعہ پیر منظور محمد صاحب (میرے استاد) مرزا افضل بیگ صاحب سے گراموفون مانگ لائے اور ریکارڈ چلانے لگے۔ میں چھوٹی تھی اور وہ عجیب سے اشعار میرے لئے نئی چیز تھے۔ میں نے کہا پیر جی میری کاپی پر یہ شعر لکھ دو۔ انہوں نے بےخیالی میں لکھ دیا۔ ایک مصرعہ یاد ہے ع

"ستم سے باز آ ظالم قیامت آنے والی ہے"

میں فوراً بھاگی اور آکر بڑے بھائی کو دکھایا کہ یہ پیر جی سے لکھوا کر لائی ہوں میرے ہاتھ سے کاپی لی اور وہیں کھڑے کھڑے کاپی پر لکھ دیا ے

اگر لایا کئے ایسی کھڑدل کو کاپیاں نہ مجھے
تو حضرت آپ کی اک روز شامت آنیوالی ہے

اور کہا کہ اب جا کر یہ پیرجی کو دکھا دو۔ اُن دنوں وہ گول کمرے میں ہمارے ہاں ہی رہتے تھے۔ میں نے جا کر دکھا دیا۔ پیرجی نے کہا توبہ توبہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ مجھ سے بڑی غلطی ہوگئی اور چاک کرنے لگے میں نے کہا ان کو اپنے شعر کو پھاڑ دو پر بڑے بھائی کا شعر میں نہیں پھاڑنے دونگی۔ اس واقعہ کا بھی ہم آپس میں اکثر ذکر کرتے اور ہنسی ہوتی اپنے اشعار ضرور پہلے مجھے سناتے۔ دو تین بار مصرعہ میں نے لگا دیا اس کو پسند کیا اور شامل کر لیا شادی کے بعد جب میں آتی۔ میری آواز سنکر یا معلوم کر کے کہ میں آئی ہوں فوراً تشریف لے آتے۔ خوشبو پسند تھی خود بھی وقت فرصت تیار کرتے۔ مجھے ضرور لگاتے اور پسند کرواتے جو بات نئی میری غیر حاضری میں ہوتی مجھے ضرور سناتے۔

ایک بار جب پہلا مجموعہ "کلام محمود" کا شائع ہوا مجھ سے پوچھا ٹھیک ٹھیک بتاؤ تم کو میرا کونسا شعر سب سے زیادہ پسند ہے۔ میں نے کہا ے

حقیقی عشق گر ہوتا جو سچی جستجو ہوتی
تلاش یار ہر ہر ذرہ میں ہوتی کو بہ کو ہوتی

فرمایا تم نے اچھا انتخاب کیا ہے۔

میں بہت چھوٹی تھی۔ آپ باہر ڈھاب (جوہڑ) میں کشتی چلانے گئے ہوئے تھے دو لڑکے آئے اور کہا کہ میاں ٹب مانگ رہے ہیں ٹب دے دیا گیا اور میں نے اس وقت اپنی زندگی کا پہلا شعر کہا۔ جب آئے تو خوشی سے لپٹ کر کہا۔ بڑے بھائی میں نے تمہارے لئے شعر بنایا ہے (اس وقت اس عمر میں ہم شعر کہتے نہیں تھے بلکہ بناتے تھے) فرمایا بتاؤ بتاؤ کیا۔ میں نے بڑے فخر سے سنایا کہ ے

ٹب لینا تھا ٹب لے گئے ÷ کشتی چلانی تھی کشتی چلا گئے

اسکو بھی یاد کر کے اب تک ہنسا کرتے تھے۔ آج وہ کشتی اسلام کا ناخدا کشتی چلا کر رخصت ہوگیا۔ خدا تعالےٰ ہمارے تمام بیڑے پار لگائے اور یہ کشتیاں تمام دنیا میں دولت ایمان تقسیم کرتی پھریں آمین

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی علم تھا کہ میں ان سے اور وہ مجھ سے بہت مانوس اور بے تکلف ہیں۔ آپ اب بڑے ہو چکے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بچپن کی بےتکلفی سے کچھ طلب نہ کرتے تھے۔ ویسے بھی سوال کرنا آپ کو ناپسند تھا۔ مگر وہاں تو ادب کا بھی حجاب تھا۔ چند بار مجھے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کہا کہ

"محمود کچھ خاموش اور اداس ہے تم کو بتائے گا۔ تم بھائی سے پوچھو کسی چیز کی ضرورت ہے؟"

دو تین بار کا تو مجھے ٹھیک یاد ہے۔ ایک دفعہ تو میرے پوچھنے پر کہا تھا "کتابیں منگا دیں"۔ پھر کئی جلدوں میں سرخ جلدیں تھیں۔ بہت سے پارے بخاری شریف کے آئے تھے۔

ایک بار اسی طرح آپؓ کے فرمانے پر میں نے پوچھا تو کہا کہ "سول اخبار میرے نام جاری کرا دیں" وہ بھی ہو گیا۔ ایک بار بھابی جان کو جن کی نئی نئی شادی ہوئی تھی لاہور سے واپس بلا لینے کو کہا اور ساتھ ہی کہا کہ ان کا زیادہ لاہور رہنا میں پسند نہیں کرتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ سے واضح طور پر بہت محبت اور آپ کی بہت قدر تھی۔ اس کم عمری میں بھی مجھ پر یہ اثر تھا کہ مبارک چھوٹا ہے میں لڑکی ہوں اس لئے زیادہ خیال میرا رکھتے اور مبارک سے زیادہ پیار کرتے ہیں۔ مگر اصل میں سب سے زیادہ میرے ابا کو پیارے میرے بڑے بھائی ہیں۔ ایک بار آپ لاہور گئے ہوئے تھے کوئی شخص ترینیاں لایا۔ ایک لمبوترہ خربوزہ جس کو ترینی کہتے تھے۔ ہماری طرف پیدا نہیں ہوتا تھا کہیں دور سے آیا تھا بہت شیریں تھیں حضرت مسیح موعودؑ ایک ترینی ہاتھ میں لے کر دیکھ رہے تھے۔ اور فرمایا میرا دل چاہتا ہے کہ اس وقت کوئی یہ لے جا سکتا اور محمود کو دیتا۔

حضرت اماں جانؓ سے حضرت بڑے بھائی کو بہت محبت تھی۔ ایک خط میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے کہ محمود اپنی والدہ سے بہت مانوس ہے وغیرہ وغیرہ (خط میرے میاں مرحوم کے نام ہے)

حضرت اماں جان ایک بار بیمار ہوئیں۔ ہم سب پریشان تھے۔ آپ مجھے الگ لے گئے کہا اماں جان کے لئے بہت دعا کرو۔ مگر ایک دعا میں کرتا ہوں تم بھی کیا کرو۔ کہ اماں جان کو خدا تعالےٰ بڑی عمر دے۔ ان کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ لیکن

"اب ہم پانچوں میں سے کسی کا غم اماں جان نہ دیکھیں"

یہ دعا کبھی نہ بھولنا۔

حضرت اماں جانؓ کی وفات ہوئی میں آپ کی چھاتی سے لگ گئی میرے آنسو بہنے لگے۔ مجھے سینہ سے لگا کر فرمایا بالکل نہ رو۔ صبر، صبر! اور آپ کی اپنی آواز بھرا رہی تھی۔

حضرت اماں جان کا سارا گھر کا سامان اور جو زیور کپڑا تھا سب میرے سپرد کر دیا۔ اور مجھے ایک بار نہیں کئی بار کہا یہ میں نے سب تم کو دے دیا میرے خیال میں یہ تمہارا حق ہے۔ میں نے کہا میں نے آخر سب کو دینا ہے۔ یہ تبرکات ہیں اماں جان میں سب کا حق ہے۔ کہنے لگے میں نے تم کو اختیار دیا میں نے تو تم کو دیا ہے چاہے دو یا نہ دو حتی کہ جب میں نے چیزیں بانٹیں تو سب کو دیں۔ آپ کے حصہ میں دو تین زیورات آئے میں نے پیش کرنے تو جب بھی یہی کہا میں تو تم کو دے چکا ہوں میں نے ان کی بچیوں کو اور ناصر احمد کو تینوں چیزیں تقسیم کر دیں۔ ناصر احمد کو اس لئے کہ دراصل اماں جان فرماتی تھیں کہ اب یہ چیزیں جو میری ہیں یہ سب ناصر احمد کی ہیں اور خود حضرت بھائی صاحب کو بھی اماں جانؓ کے اس خیال کا ایک حد تک علم تھا۔

میں نے ایک دن کہا کہ حضرت اماں جانؓ کے کپڑوں کا تبرک بہت۔ لوگ مجھ سے مانگتے ہیں۔ وہ اپنی زندگی کے آخری سال میں خود بہت تقسیم کر چکی ہیں۔ کپڑے کم ہیں۔ اب اتنے لوگوں میں کس طرح تقسیم کروں۔ آخر ہم نے خود بھی تو سب نے ان کا تبرک نشانی رکھی ہے۔ فرمایا اماں جان کو بھی خدا تعالےٰ نے خاص برکت دی تھی ان کا ایک رومال بھی تبرک ہے۔ بے شک کرتہ کی آستین ہو یا پاجامہ کا پائنچہ ٹکڑے ٹکڑے کر کے تقسیم کر دو برکت سے غرض ہے۔

اب آخر وقت بیماری اور ضعف کے زیادہ بڑھ جانے کے ایام میں بھی جبکہ آواز بھی مشکل سے نکلتی تھی جب میں جاتی مجھے دیکھ کر ہمیشہ بلا ناغہ یہ شعر میری آمین کا پڑھتے رہے۔

ہوا اک خواب میں مجھ پر یہ اظہر
کہ اس کو بھی ملے گا بخت برتر (از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

ایک دن میں نے کہا آپ روز یہ شعر پڑھتے ہیں۔ اچھا ہے میرے لئے دوہری دعا ہو رہی ہے۔ آپ مسکرائے۔

میری دونوں بھاوجیں شب و روز خدمت میں تھیں ان کی خدمت سے خوش تھے اور ظاہر تھا کہ ان کی قدر آپ کے دل میں بڑھ رہی ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کو اجر عظیم دے اور دونوں کو سلامت رکھے آمین۔ مگر یہ بہن بھائی کا ایک لاڈ تھا کہ جب میں جاتی اکثر کہتے "دیکھو یہ مجھے ستاتی ہیں۔" وہ کہتیں بس بہن کو دیکھا اور شکایت ہماری شروع کر دی۔ پھر ان کی دلداری کرتے۔ مگر یہ شکایت بڑے ناز سے ضرور ہی ہوتی تھی۔

سیدہ "مہر آپا" کا ایک احسان ان کی بے خبری میں ہی مجھ پر ہو گیا جو میرے دل پر نقش ہے اس کا ذکر بھی کر دوں۔ چار پانچ روز قبل یہ حالت تھی کہ آپ کے لبوں سے کان لگا کر میں پوچھتی کہ کیسی طبیعت ہے اور بمشکل ہلکی سی آواز ہونٹوں سے نکلتی۔

"اچھا ہوں"۔ اس آخری مہینہ میں "اب اچھا ہوں" ہی کہتے تھے ورنہ مجھے تو ہمیشہ کہتے بیمار ہوں دعا کرو بڑی تکلیف ہے قادیان یاد آتا ہے وغیرہ مگر اب صرف یہی کلمہ "اچھا ہوں" کہتے تھے۔ اچھا ہونے کا وقت جو آچکا تھا۔ خیر! میں اب آواز کو ترس گئی تھی دل چاہتا تھا کہ پھر ایک بار میرا نام لیکر پکاریں۔ پھر ایک بار وہ شعر پڑھ دیں کہ ایک دن جب میری دونوں بھاوجیں کھانا کھلانے کی کوشش کر رہی تھیں (اب حالت یہ تھی کہ ایک چمچہ بھی خوشی سے منہ کھول کر نہ لیتے تھے غذا قریباً بند تھی) منتیں کر کے منہ میں چمچہ دیتی تھیں کہ ایک لے لیں ایک اور لے لیں۔ اس وقت مہر آپا کھلا رہی تھیں۔ میں بھی ساتھ تھی۔ میں بھی کہہ رہی تھی ایک چمچہ تو لے لیں کہ مہر آپا نے کہا دیکھیں تو آپ کی بہن کہہ رہی ہیں اب تو کھا لیں۔ بھلا کس کے پیارے بھائی ہیں آپ؟ فوراً کافی بلند صاف آواز سے کہا "مبارکہ کا" میرا دل شاد شاد ہو گیا۔ میری جان اس محبت بھری آواز پر قربان۔ اب کہاں سے سنوں گی۔ خدا مہر آپا پر سارے فضل فرمائے۔ اگر وہ نہ کہتیں تو میرا دل پھڑکتا رہ جاتا۔

اللہ تعالےٰ میرے پیارے بھائی کے درجات بلند سے بلند فرماتا چلا جائے اور ہم سب بہن بھائیوں کو ہماری اولاد کو ہمارے جوڑوں سمیت ہمارے آقا کے قدموں میں مسیح موعود علیہ السلام اور اماں جانؓ کے ساتھ دار السلام میں اپنی آغوش رحمت میں بے حساب بخش کر یکجا کرے آمین۔ دل ان کی فرقت میں اب دن بدن زیادہ ہی زیادہ بے چین ہے مگر اب وہ یہاں تو آ نہیں سکتے

"جنت کے مسافر سے ہمیں جا کے ملیں گے"

والسلام۔ مبارکہ

سیدنا حضرت فضل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک ایمان افروز غیر مطبوعہ تقریر

مومن کا کام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے جہاں بھی اور جس حالت میں بھی رکھے وہ خدمتِ دین کرتا چلا جائے

مرتبہ مکرم مولوی سلطان احمد صاحب پیرکوٹی

آج سے چودہ برس قبل مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۵۲ء بعد نماز عصر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے مستقل دفاتر کی عمارت کے افتتاح کے موقع پر ایک مختصر مگر سادہ تقریب منعقد ہوئی تھی جس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد مکرم معتمد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے عمارت کے متعلق رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مختصر سی تقریر فرمائی جو اب تک شائع نہیں ہوئی تھی۔ اب پہلی بار قارئین کے استفادہ کے لئے شائع کی جا رہی ہے۔ (ادارہ صیغہ زود نویسی۔ ربوہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

جس وقت یہ زمین خریدی گئی تھی۔ اس وقت میں نے تحریک جدید اور صدر انجمن احمدیہ سے جو اس زمین کے خریدار تھے یہ خواہش کی تھی کہ وہ

انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ کے لئے

بھی ایک ٹکڑا وقف کریں۔ چنانچہ بارہ بارہ کنال زمین دونوں کے لئے وقف کی گئی۔ بارہ کنال زمین کے یہ معنے ہیں کہ ۶۰ ہزار مربع فٹ کا رقبہ ان کے پاس ہے۔ اگر اسے صحیح طور پر استعمال کیا جائے تو یہ بہت بڑے کام آسکتا ہے۔ مثلاً اس کے اردگرد چاردیواری بنالی جائے تو آئندہ سالانہ اجتماع بجائے اس کے کہ کسی اور میدان میں کیا جائے، بڑی عمدگی کے ساتھ اس جگہ ہو سکتا ہے۔ ۶۰ ہزار مربع فٹ زمین میں سے اگر عمارتوں اور سڑکوں کو نکال لیا جائے مثلاً عمارتوں اور سڑکوں کے لئے ۲۰ ہزار مربع فٹ زمین نکال لی جائے تو چالیس ہزار مربع فٹ زمین باقی بچتی ہے اور دس دس فٹ زمین ایک آدمی کے لئے رکھ لی جائے بلکہ ۱۵-۱۵ فٹ زمین بھی ایک آدمی کے لئے رکھ لی جائے تو چالیس ہزار فٹ زمین میں اڑھائی تین ہزار آدمی ہو سکتا ہے اور اتنے نمائندے ہی اجتماع میں ہوتے ہیں۔ پھر اگر زیادہ نمائندے آجائیں تو سڑکوں وغیرہ کے لئے زمین کو محدود کیا جا سکتا ہے۔ پھر پاس ہی انصار اللہ کا دفتر ہوگا۔ اگر دونوں مجالس کے سالانہ اجتماع ایک ہی وقت میں نہ ہوں تو ۲۴ کنال زمین استعمال میں لائی جا سکتی ہے۔ انہیں ضرورت ہو تو تم اپنی جگہ انہیں دے دو۔ اور تمہیں ضرورت ہو تو وہ اپنی جگہ تمہیں دے دیں۔ اس طرح

مقامی جگہ کی عظمت

قائم ہو سکتی ہے۔ پس میرے نزدیک آپ لوگوں کو کوشش کرنی چاہئے کہ کسی نہ کسی قسم کی چاردیواری اس زمین کے اردگرد ہو جائے۔ خواہ وہ چاردیواری لکڑی ہی کی کیوں نہ ہو۔ بارہ کنال کی چاردیواری پر اڑھائی تین ہزار روپیہ خرچ آئے گا بلکہ اس سے بھی کم اخراجات میں چاردیواری بن جائے گی۔

(اس موقع پر مکرم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے فرمایا پتھروں کی چاردیواری بارہ سو روپیہ میں بن جاتی ہے۔ اس پر حضورؓ نے فرمایا)

میرے مکان کی چاردیواری کو لیا جائے تو یہ اندازہ بہت کم ہے۔ اتنی رقم میں چاردیواری نہیں بن سکتی۔

(صاحبزادہ صاحب نے عرض کیا حضور اس رقم میں صرف چار فٹ اونچی چاردیواری بنے گی)

حضورؓ نے فرمایا:

ہاں اگر چار فٹ اونچی چاردیواری بنائی جائے تو اتنی رقم میں کام ہو سکتا ہے لیکن چار فٹ اونچی چاردیواری سے پردہ نہیں ہوتا۔ بہرحال اگر چاردیواری بن جائے تو

مرکز کا اثر

بیرونی مجالس پر بڑھ جائے گا۔ عورتوں کے متعلق مجھے تجربہ ہے کہ جب وہ کوئی بنی ہوئی چیز دیکھتی ہیں تو پہلے سے بڑھ کر روپیہ خرچ کرتی ہیں۔ اور نوجوانوں میں تو یہ سپرٹ زیادہ ہونی چاہیئے۔ جب سالانہ اجتماع ہوگا۔ خدام باہر سے آئیں گے اور چاردیواری بنی ہوئی دیکھیں گے تو وہ سمجھیں گے کہ ان کا روپیہ نظر آنے والی صورت میں لگ رہا ہے اور ان کا جوش بڑھ جائے گا۔ دفاتر میں جو روپیہ لگتا ہے وہ انہیں نظر نہیں آتا۔ اگر تم کہو کہ دفتر میں کاغذ، سیاہی، قلم، پنسل اور کارکنوں کی تنخواہوں پر روپیہ صرف ہوتا ہے تو چونکہ یہ خرچ انہیں نظر نہیں آتا۔ وہ یہی سمجھتے ہیں کہ ان کا روپیہ صحیح طور پر خرچ نہیں کیا جاتا۔

تاریخ پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے

کہ جو روپیہ تنظیم پر خرچ ہوتا ہے وہ نظروں سے پوشیدہ ہوتا ہے اس لئے قوم کی طرف سے جب بھی کوئی اعتراض ہوتا ہے تو وہ تنظیم سے متعلقہ اخراجات پر ہی ہوتا ہے اور کسی چیز پر نہیں۔ مثلاً وہ کہیں گے تعلیم پر کس قدر روپیہ خرچ ہوا ہے۔ ہسپتالوں پر کس قدر روپیہ خرچ ہوا ہے۔ غریبوں کی امداد کے لئے کس قدر روپیہ خرچ ہوا ہے۔ غرباء کے وظائف پر کس قدر رقم خرچ ہوئی ہے۔ اور اگر انہیں یہ بتایا جائے کہ کام کو چلانے کے لئے اتنے سیکرٹریوں کی ضرورت ہے۔ پھر دفتری اخراجات کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے۔ سفر خرچ کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے۔ تو وہ کہیں گے ہمارا روپیہ ضائع ہو گیا۔ اگرچہ ایسا اعتراض کرنا حماقت ہوتا ہے۔ کیونکہ

سب سے اہم چیز مرکزیت ہوتی ہے

لیکن واقع یہی ہے کہ ہمیشہ ان اخراجات پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ تم انگلستان کی تاریخ کو لے لو۔ امریکہ کی تاریخ کو لے لو۔ فرانس کی تاریخ کو لے لو۔ جرمنی کی تاریخ کو لے لو۔ جاپان کی تاریخ کو لے لو۔ روس کی تاریخ کو لے لو۔ جب کبھی بھی میزانیہ پر اعتراض ہوا ہے تو اسکے اسی حصہ پر ہوا ہے جو تنظیم کے لئے خرچ ہوا ہے کیونکہ یہ اخراجات نظر نہیں آتے پس نظر آنے والا خرچ لوگوں میں مزید چندہ دینے کی تحریک پیدا کرتا ہے۔ اگر تم اس جگہ کو زیادہ سے زیادہ اعلیٰ بناتے جاؤ گے تو خدام میں چندہ کی تحریک ہوتی رہے گی۔ مثلاً میدان کو چھوڑ کر دیواروں کے ساتھ ساتھ پھول لگائے جائیں۔ چونکہ اس جگہ پر تیلیں سالانہ اجتماع بھی کرنا ہوگا اس لئے تم چمن تو بنا نہیں سکتے لیکن دیواروں کے ساتھ ساتھ پھول لگائے جا سکتے ہیں۔ اس طرح نظارہ اور زیادہ خوبصورت بن جائے گا۔ پھر بیچ میں چند فٹ کی سڑک رکھ کر اس کے اردگرد بھی پھول لگائے جا سکتے ہیں۔ جب خدام آئیں گے اور اس جگہ کو دیکھیں گے تو وہ کہیں گے ہمارا روپیہ صحیح طور پر استعمال ہوا ہے۔

اس کے بعد میں آپ لوگوں کے لئے دعا کروں گا۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے تمہیں جلد

مرکز بنانے کی توفیق

دیدی ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ انصار اللہ نے ابھی مرکز بنانے کی کوشش نہیں کی۔ دنیا میں تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ بوڑھے تجربہ کار ہوتے ہیں لیکن ہماری جماعت یہ سمجھتی ہے کہ بڈھے بیکار ہوتے ہیں اور بیکار کا کوئی کام نہیں۔ اس لئے انصار اللہ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر وہ کوئی کام نہیں کرتے تو وہ اپنے عہد کے مطابق کام کرتے ہیں۔ قادیان میں بھی انصار اللہ نے زیادہ کام نہیں کیا اور اب یہاں بھی انصار اللہ کام نہیں کرتے۔ شاید یہ چیز ہو کہ صدر انجمن احمدیہ کے بڑے بڑے افسر اس مجلس کے عہدیدار ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں صدر انجمن احمدیہ کے کاموں سے فرصت نہیں۔ بہرحال انصار اللہ کو بھی چاہیئے تھا کہ وہ اپنا مرکز بناتے لیکن انہوں نے ابھی اس طرف توجہ نہیں کی۔

یہ غلط خیال ہے

کہ چونکہ قادیان واپس ملنا ہے اس لئے ہمیں یہاں کوئی جگہ بنانے کی ضرورت نہیں ایک صحابی یہاں ہیں۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی ہیں ان سے جب بھی کوئی بات پوچھی جائے وہ یہی کہتے ہیں کہ ہم نے قادیان واپس جانا ہے اس لئے یہاں مکان بنانے کی کیا ضرورت ہے۔ انہیں یہ خیال نہیں آتا کہ قادیان کے لئے جو پیشگوئیاں ہیں وہ مکہ کے متعلق جو پیشگوئیاں تھیں ان سے زیادہ نہیں۔ لیکن کیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم مکہ واپس گئے۔ ہم تو یہ امید رکھتے ہیں کہ ہم قادیان واپس جائیں گے اور وہی ہمارا مرکز ہوگا۔ لیکن جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ چلے گئے تو مکہ میں واپس نہیں آئے حالانکہ مکہ فتح ہو گیا تھا۔ آپ نے مدینہ کو چھوڑا نہیں۔ پھر بعد میں

مدینہ ہی حکومت کا مرکز بنا

اور وہیں سے اسلام اردگرد پھیلنے لگا۔ مکہ صرف حج کے لئے رہ گیا۔ مکہ صرف اعتکاف کی جگہ بن گئی۔ یا جو لوگ اپنی زندگیاں وقف کر کے مکہ چلے جاتے تھے ان کی جگہ رہی لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ ہی کا رہے اور وہیں آپ فوت ہوئے۔ خدا تعالیٰ کیا کرے گا۔ آیا اس کے نزدیک ہمارا یہاں رہنا بہتر ہے یا قادیان واپس جانا بہتر ہے۔ ہمیں اس کا علم نہیں۔ پس یہ حماقت کی بات ہے کہ محض ان پیشگوئیوں کی وجہ سے جو کسی جگہ کے تقدس پر دلالت کرتی ہیں جبکہ ان پیشگوئیوں سے زیادہ پیشگوئیاں دوسری جگہ کے متعلق موجود تھیں اور خدا تعالیٰ نے انہیں کسی اور شکل میں پورا کیا تھا۔ ہم یہ خیال کر لیں کہ ہمیں کسی اور جگہ کی ضرورت نہیں۔ اگر بڑی جگہ کے لئے جو پیشگوئیاں تھیں وہ ظاہری رنگ میں پوری نہیں ہوئیں تو چھوٹی جگہ کے لئے یہ کیوں ضروری خیال کر لیا گیا ہے کہ اس کے متعلق جو پیشگوئیاں ہیں وہ ظاہری رنگ میں ہی پوری ہوں گی۔

قادیان کے متعلق جو پیشگوئیاں ہیں

وہ وہی آیات ہیں جو مکہ کے متعلق نازل ہوئی تھیں۔ وہ آیات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر دوبارہ نازل ہوتی ہیں۔ اور جب وہ پیشگوئیاں مکہ کے لئے بھی ظاہری رنگ میں پوری نہیں ہوئیں۔ تو ہم کیا کہتے ہیں کہ یہ کہیں کہ قادیان کے متعلق جو پیشگوئیاں ہیں وہ ظاہری رنگ میں پوری ہوں گی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم واپس مکہ تشریف نہیں لے گئے بلکہ مدینہ میں ہی مرکز بنا کر کام کرتے رہے۔ صرف آپ حج کے لئے مکہ تشریف لے جاتے تھے اور حج کر کے واپس تشریف لے آتے تھے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ واپس مکہ نہیں گئے۔ حضرت عمرؓ واپس نہیں گئے۔ حضرت عثمانؓ واپس مکہ نہیں گئے۔ حضرت علیؓ واپس مکہ نہیں گئے۔ یہ سب حج کے لئے مکہ جاتے تھے اور واپس آ جاتے تھے حکومت کا مرکز مدینہ ہی رہا اور یہیں سے اسلام اردگرد کے علاقوں میں پھیلا۔ پس جب پیشگوئیوں سے کسی جگہ کی عظمت ظاہر ہوتی ہے تو یہ سمجھ لینا کہ یہ پیشگوئیاں ضرور ظاہری رنگ میں پوری ہوں گی۔ حماقت ہے۔ چاہے بعد میں وہ پیشگوئیاں ظاہری رنگ میں ہی پوری ہو جائیں لیکن

مومن کا یہ کام ہے

کہ جس چیز میں خدا تعالیٰ نے اُسے اب رکھا ہے اُسی میں وہ راضی رہے۔ خدا تعالیٰ کا معاملہ جو ہمارے ساتھ ہے وہ کتنا عجیب ہے۔ ایک چور سیندھ لگاتا ہے اور پھر توبہ کر لیتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ دوسرے دن پھر سیندھ لگائے گا۔ پھر وہ دوسرے دن سیندھ لگاتا ہے۔ اور پھر توبہ کرتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ پھر سیندھ لگائے گا۔ پس خدا تعالیٰ باوجود اس کے کہ وہ علم غیب رکھتا ہے ہمارے ساتھ رحم کا معاملہ کرتا ہے لیکن ہم لوگ باوجود علم غیب نہ ہونے کے خدا تعالیٰ کے ساتھ مستقبل والا معاملہ کرتے ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ بھی ہمارے ساتھ مستقبل والا معاملہ کرے تو چونکہ اُسے علم ہے کہ مجرم دوبارہ جرم کرے گا۔ اُسے علم غیب حاصل ہے اس لئے کسی کی توبہ قبول نہ ہو۔ اسی طرح ہزاروں لوگ مارے جائیں گے۔

ہم دیکھتے ہیں

کہ لوگ گناہ کرتے ہیں تو پھر بعض اوقات بڑی سٹرگل (Struggle) کے بعد اس گناہ سے نجات حاصل کرتے ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ توبہ قبول کرنے سے انکار کر دے تو کوئی شخص گناہ سے نجات حاصل نہ کرے۔ توبہ ضمیر کو روشن کرتی ہے اور انسان کو گناہ سے روکتی ہے۔ باوجود اس کے کہ خدا تعالیٰ دیکھ رہا ہوتا ہے کہ اس شخص نے توبہ توڑ دینی ہے۔ باوجود اس کے کہ وہ جانتا ہے کہ یہ پھر فساد کرے گا۔ لڑائی کرے گا۔ گالیاں دے گا اور جھوٹ بولے گا وہ اس کی توبہ کو قبول کر لیتا ہے۔ گویا خدا تعالیٰ باوجود علم غیب رکھنے اور جاننے کے کہ مجرم دوبارہ جرم کرے گا وہ اس سے حاضر والا معاملہ کرتا ہے لیکن ہم باوجود علم غیب نہ ہونے کے خدا تعالیٰ سے مستقبل والا معاملہ کرتے ہیں۔ اس سے زیادہ بیوقوفی اور کیا ہوگی۔ ہمیں خدا تعالیٰ سے حاضر والا معاملہ کرنا چاہیئے۔

اگر خدا تعالیٰ چاہتا ہے

کہ ہم جنگلوں میں رہیں تو ہمیں جنگلوں میں رہنا چاہیئے اور اپنا کام کرتے چلے جانا چاہیئے ہم چھتوں اور چھوتیوں کو باہر پھینک دیتے ہیں تو وہ وہیں اپنا کام شروع کر دیتے ہیں۔ شہد کی مکھیوں کو دیکھ لو۔ انسان ان کا تیار کیا ہوا شہد حاصل کر لیتا ہے اور انہیں دُور پھینک دیتا ہے لیکن وہ وہیں اپنا کام شروع کر دیتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے کام میں کامیاب رہتی ہیں۔ اگر وہ اس بات کا انتظار کرتی رہیں کہ انہیں پہلی جگہ ملے تو کام کریں تو ہزاروں چھتے مر جائیں۔ اسی طرح اگر تمہیں اپنا گھر نہیں ملتا تو جس گھر میں خدا تعالیٰ نے تمہیں رکھا ہے تمہیں اسی میں فوراً کام شروع کر دینا چاہیئے۔ اگر خدا تعالیٰ تمہیں واپس لے جائے تو وہاں جا کر کام شروع کر دو لیکن کسی منٹ میں بھی اپنے کام کو پیچھے نہ ڈالو۔ مومن ہر وقت کام میں لگا رہتا ہے یہاں تک کہ اُسے موت آ جاتی ہے۔ گویا مومن کے لئے کام ختم کرنے کا وقت موت ہے۔

آپ نے بہت اچھا کام کیا ہے کہ اپنا مرکز تعمیر کر لیا اور خدا کرے کہ انصار اللہ کو بھی اس طرف توجہ پیدا ہو اور وہ اس حماقت کو چھوڑ دیں کہ قادیان واپس جانے کے متعلق بہت سی پیشگوئیاں ہیں اس لئے قادیان ہمیں ضرور واپس ملے گی۔ اور چونکہ قادیان ہمیں واپس ملیگی اس لئے ہمیں یہاں کوئی جگہ بنانے کی ضرورت نہیں۔ انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ قادیان کے متعلق جو پیشگوئیاں ہیں وہ مکہ کے متعلق جو پیشگوئیاں تھیں ان سے زیادہ نہیں۔ اور ہم جانتے ہیں کہ یہ پیشگوئیاں ظاہری معنوں کے لحاظ سے پوری نہیں ہوئیں۔ اسلئے ہمیں ابھی پتہ نہیں کہ آئندہ ہمارے ساتھ کیا ہوگا۔ مکہ کے متعلق بھی بہت پیشگوئیاں موجود تھیں بلکہ ان پیشگوئیوں کو پورا کرنے کے لئے آپ کو مبعوث کیا گیا تھا لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فتح کے بعد بھی مدینہ میں ہی رہے مکہ واپس نہیں گئے۔ قادیان مکہ سے بڑھ کر نہیں جو لوگ اس قسم کی باتیں کرتے ہیں اگرچہ ہم بھی امید رکھتے ہیں کہ قادیان ہمیں واپس ملے گا اور ایک مومن کو یہی امید رکھنی چاہیئے کہ قادیان ہمیں واپس ملیگا اور وہی ہمارا مرکز ہوگا لیکن انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ عملاً ہمارا مرکز وہی ہوگا جہاں ہمیں خدا تعالیٰ رکھنا چاہتا ہے۔ پس ہمیں اس نکتہ کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے کاموں کو وسیع کرنا چاہیئے اور اس بات کو نظر انداز کر کے کہ ہم نے قادیان واپس جانا ہے اپنا کام کرتے چلے جانا چاہیئے بلکہ میں تو کہوں گا کہ اگر ہمیں تار بھی آ جائے کہ آؤ اور قادیان میں بس جاؤ تو بھی ہمیں شام تک کام کرتے چلے جانا چاہیئے تا یہ پتہ لگے کہ ہمیں کام سے غرض ہے ہمیں قادیان سے کوئی غرض نہیں۔ ہمیں ربوہ سے کوئی غرض نہیں۔ اگر ہمیں خدا تعالیٰ لے جائے تو ہم وہاں چلے جائیں گے ورنہ نہیں۔ ہم خدا تعالیٰ کے نوکر ہیں کسی جگہ کے نوکر نہیں۔ اگر ہم کسی جگہ سے محبت کرتے ہیں تو صرف اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے اُسے عزت دی ہے۔ پس مومن کو

اپنے کاموں میں سست نہیں ہونا چاہیئے

پھر نوجوانوں کی عمر تو کام کی عمر ہے انہیں اپنے کاموں میں بہت چست رہنا چاہیئے۔

اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر کرنے کے لئے!

اللہ تعالیٰ نے حضرت المصلح الموعودؓ کو علوم ظاہری و باطنی میں غیر معمولی بڑی عطا فرمائی

آپ کے ذریعہ ۴۶ ممالک میں اسلامی مشن قائم ہوئے ۳۱۸ مساجد تعمیر ہوئیں ۱۶ زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم ہوئے

ہم سب اس امر کے شاہد ہیں کہ مصلح موعود کی جو صفات اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی تھیں وہ لفظ بلفظ پوری ہوئیں

جلسہ سالانہ کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی نہایت روح پرور تقریر!

(مرتبہ مولوی سلطان احمد پیر کوٹی)

جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ ۱۹۶۵ء کے موقع پر مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۹۶۵ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک نہایت ایمان افروز تقریر فرمائی تھی اس کا ایک حصہ جو سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عظیم الشان کارناموں کے تذکرہ پر مشتمل ہے افادہ احباب کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے۔

اس پیشگوئی میں جو دوسری بات جس مصلح موعود کے متعلق بتائی گئی ہے یہ ہے کہ

وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا

اور یہ اس لئے کہ

"تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو"

اور

"تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں"

ہم نے ہزاروں لاکھوں نے خود مشاہدہ کیا کہ قرآن کریم کی سچی متابعت اور اس مطہر صحیفہ سے کامل محبت اور اخلاص کے فیض سے اس پاک وجود مصلح موعودؓ کی نظر اور فکر کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو تمام فیوض کا سرچشمہ ہے ایک نور عطا ہوا جس سے علم الٰہی کے عجیب و غریب لطائف اور نکات جو کلام الٰہی کتاب مکنون میں پوشیدہ تھے اس پر کھلنے لگے اور دقیق معارف ابر نیساں کے رنگ میں اس پر برسنے لگے اور خدائے وہاب نے اپنی رحمانیت سے اس کے فکر اور نظر کو ایک ایسی برکت عطا کی کہ اس کے آئینہ فکر و نظر پر کامل صداقتیں منکشف ہونے لگیں سو جو جو علوم و معارف اور دقائق و حقائق اور لطائف و نکات اور ادلہ و براہین اُسے سوجھے اور جنہیں اس نے تفسیر کبیر اور اپنی دوسری کتب میں بیان کیا وہ اپنی کمیت اور کیفیت میں ایسے کامل مرتبہ پر واقع ہیں کہ جو یقیناً خارق عادت ہے اور جس کا مقابلہ کسی دوسرے کے لئے ممکن نہیں کیونکہ

تفسیر کا خارق عادت معجزہ

اسکی کسی ذاتی خوبی کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ لدنی تفہیم اور خدائے صمد اور قدوس کی تائید سے اس نے لکھا تھا اور یہی خوارق اس کا عالی منزلت اور حسن و احسان میں مسیح محمدی کا مثیل ہونا ثابت کرتے ہیں اور خدائی بشارات و الٰہی تفہیم کے مطابق دین و دنیا کے علوم و نکات لے کے بیان میں وہ اپنے ہم عصروں سے اس قدر سبقت لے گیا کہ اسکی تقریروں کو سن کر اور اس کی کتب کا مطالعہ کرنے کے بعد اپنے اور پرائے اس اعتراف پر مجبور ہوئے کہ اس کے بیان کردہ علوم و معارف ایک دوسرے ہی عالم سے ہیں جن کا دنیوی تعلیم و تدریس سے دور کا بھی واسطہ نہیں اور جو تائیدات الٰہیہ کے خاص رنگ سے رنگین ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی خاص مشیت نے حضرت مصلح موعودؓ کو علوم ظاہری اور باطنی میں جو بڑی عطا کی تھی اور اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر کرنے کے لئے جو قوتیں آپ کو بخشی گئیں ان کو دنیا پر ثابت کرنے کے لئے آپ نے متعدد بار للکارا۔ مگر کوئی نہ تھا جو آپ کے مقابلہ پر آنے کی جرأت کرتا۔ ۱۹۱۷ء میں آپ نے تمام دنیا کو صلائے عام دی اور فرمایا

چیلنج دیا

"میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام دنیا کو چیلنج دیتا ہوں کہ اگر کوئی شخص ایسا ہے جسے اسلام کے مقابلہ میں اپنے مذہب کے سچا ہونے کا یقین ہے تو آئے اور آکر مقابلہ کرے۔ مجھے تجربہ کے ذریعہ ثابت ہو گیا ہے کہ اسلام ہی زندہ مذہب ہے اور کوئی مذہب اس کے مقابلہ پر نہیں ٹھہر سکتا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ ہماری دعائیں سنتا اور قبول کرتا ہے اور ایسے حالات میں قبول کرتا ہے جبکہ ظاہری سامان بالکل مخالف ہوتے ہیں اور یہی اسلام کے زندہ مذہب ہونے کی بہت بڑی علامت ہے۔ اگر کسی کو شک و شبہ ہے تو آئے اور آزمائے۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ اگر کوئی ایسے لوگ ہیں جنہیں یقین ہے کہ ہمارا مذہب زندہ ہے تو آئیں۔ ان کے ساتھ جو خدا کا تعلق اور محبت ہے اس کا ثبوت دیں۔ اگر خدا کو ان سے محبت ہوگی تو وہ مقابلہ میں ضرور ان کی مدد اور تائید کرے گا۔

میں ان کو چیلنج دیتا ہوں

کہ مقابلہ پر آئیں تا کہ ثابت ہو کہ خدا کس کی مدد کرتا ہے اور کس کی دعا سنتا ہے آپ لوگوں کو چاہیئے کہ اپنی طرف سے لوگوں کو مقابلہ کے لئے کھڑا کریں۔ لیکن اس کے لئے یہ نہیں کہ ہر ایک کھڑا ہو کر کہہ دے کہ میں مقابلہ کرتا ہوں۔ بلکہ ان کو مقابلہ پر آنا چاہیئے جو کسی مذہب یا فرقہ کے قائم مقام ہوں۔ اس وقت دنیا کو معلوم ہو جائے گا کہ خدا کس کی دعا قبول کرتا ہے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ہماری ہی دعا قبول ہوگی افسوس ہے کہ مختلف مذاہب کے بڑے لوگ اس مقابلہ پر آنے سے ڈرتے ہیں۔ اگر وہ مقابلہ کے لئے نکلیں تو ان کو ایسی شکست نصیب ہوگی کہ پھر مقابلہ کرنے کی انہیں جرأت ہی نہ رہے گی"

(زندہ مذہب صفحہ ۲۹)

۱۹۳۶ء میں آپ نے فرمایا:-

"قرآن کریم کو وہ عظمت حاصل ہے جو دنیا کی کسی اور کتاب کو حاصل نہیں اور اگر کسی کا یہ دعویٰ ہو کہ اسکی مذہبی کتاب بھی اس فضیلت کی حامل ہے تو میں چیلنج دیتا ہوں کہ وہ میرے سامنے آئے۔ اگر کوئی وید کا پیرو ہے تو وہ میرے سامنے آئے اگر کوئی توریت کا پیرو ہے تو وہ میرے سامنے آئے۔ اگر کوئی انجیل کا پیرو ہے تو وہ میرے سامنے آئے اور قرآن کریم کا کوئی ایسا استعارہ میرے سامنے رکھ دے جس کو میں بھی استعارہ سمجھوں۔ پھر میں اس کا حل قرآن کریم سے ہی پیش نہ کروں تو وہ بے شک مجھے اس اقرار میں

سمجھتا ہو۔ لیکن اگر پیش کر دوں تو اسے ماننا پڑے گا کہ واقعہ میں قرآن کریم کے سوا دنیا کی اور کوئی کتاب اس خصوصیت کی حامل نہیں۔"
(فضائل القرآن صفحہ ۱۲۹)

۱۹۳۴ء میں آپ نے فرمایا:-
"صرف یہی نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہی یہ بات تھی بلکہ آپ آگے بھی یہ چیز دے گئے ہیں۔ اور آپ کے طفیل مجھے بھی ایسے

قرآن کریم کے معارف عطا کئے گئے ہیں

کہ کوئی شخص خواہ وہ کسی علم کا جاننے والا ہو اور کسی مذہب کا پیرو ہو۔ قرآن کریم پر جو چاہے اعتراض کرے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس قرآن سے ہی اس کا جواب دوں گا۔ میں نے بارہا دنیا کو چیلنج کیا ہے کہ معارف قرآن میرے مقابلہ میں لکھو۔ حالانکہ میں کوئی مامور نہیں ہوں مگر کوئی اس کے لئے تیار نہیں ہوا۔ اور اگر کسی نے اسے منظور کرنے کا اعلان بھی کیا تو بے معنی شرائط سے مشروط کر کے ٹال دیا۔ مثلاً یہ کہ بند کمرہ ہو۔ کوئی کتاب پاس نہ ہو۔ مگر اتنا نہیں سوچتے کہ اگر خیال ہے کہ میں پہلی کتب اور تفاسیر سے معارف نقل کروں گا۔ تو وہی کتب تمہارے پاس بھی ہوں گی۔ تم بھی ایسا کر سکتے ہو۔ پھر میں اگر دوسری کتب سے نقل کروں گا۔ تو خود اپنے ہاتھ سے اپنی ناکامی ثابت کر دوں گا۔ کیونکہ میرا دعویٰ تو یہ ہے کہ نئے معارف بیان کروں گا۔ لیکن مقابلہ کے وقت جب پرانی تفاسیر سے نقل کروں گا تو خود ہی میرے لئے شرمندگی اور ندامت کا موجب ہوگا۔ مگر میں جانتا ہوں کہ یہ سب بہانے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ کسی کو سامنے آنے کی جرأت ہی نہیں۔" (الفضل ۲۳ اپریل ۳۴ء)

پھر مارچ ۱۹۴۴ء میں آپ نے دنیا کو للکارا اور چیلنج کیا کہ:-
"اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتہ کے ذریعہ

مجھے قرآن کریم کا علم عطا فرمایا ہے

اور میرے اندر اس نے ایسا ملکہ پیدا کر دیا ہے کہ جس طرح کسی کو خزانہ کی کنجی مل جاتی ہے اسی طرح مجھے قرآن کریم کے علوم کی کنجی مل چکی ہے۔ دنیا کا کوئی عالم نہیں جو میرے سامنے آئے اور میں قرآن کریم کی افضلیت اس پر ظاہر نہ کر سکوں۔ یہ لاہور شہر ہے یہاں یونیورسٹی موجود ہے۔ کئی کالج یہاں کھلے ہوئے ہیں۔ بڑے بڑے علوم کے ماہر اس جگہ پائے جاتے ہیں۔ میں ان سب سے کہتا ہوں دنیا کے کسی علم کا ماہر میرے سامنے آ جائے۔ دنیا کا کوئی پروفیسر میرے سامنے آ جائے، دنیا کا کوئی سائنسدان میرے سامنے آ جائے اور وہ اپنے علوم کے ذریعہ قرآن کریم پر حملہ کر کے دیکھ لے۔ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسے ایسا جواب دے سکتا ہوں کہ دنیا تسلیم کرے گی کہ اس کے اعتراض کا رد ہو گیا۔ اور میں دعویٰ کرتا ہوں کہ میں خدا کے کلام سے ہی اس کو جواب دوں گا اور قرآن کریم کی آیات کے ذریعہ سے ہی اس کے اعتراضات کو رد کر کے دکھا دوں گا۔" (الفضل ۱۸ فروری ۵۹ء)

پھر فرمایا:-
"ایسا انسان جس کی صحت کبھی ایک دن بھی اچھی نہیں ہوئی۔ اس انسان کو خدا نے زندہ رکھا اور اس لئے زندہ رکھا کہ اس کے ذریعہ اپنی پیشگوئیوں کو پورا کرے اور

اسلام اور احمدیت کی صداقت کا ثبوت

لوگوں کے سامنے مہیا کرے۔ پھر میں وہ شخص تھا جسے علوم ظاہری میں سے کوئی علم حاصل نہیں تھا۔ مگر خدا نے اپنے فضل سے فرشتوں کو میری تعلیم کے لئے بھجوایا اور مجھے قرآن کے ان مطالب سے آگاہ فرمایا جو کسی انسان کے واہمہ اور گمان میں بھی نہیں آ سکتے تھے۔ وہ علم جو خدا نے مجھے عطا فرمایا اور وہ چشمہ روحانی جو میرے سینہ میں پھوٹا وہ خیالی یا قیاسی نہیں ہے بلکہ ایسا قطعی اور یقینی ہے کہ میں ساری دنیا کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر اس دنیا کے پردہ پر کوئی شخص ایسا ہے کہ جو یہ دعویٰ کرتا ہو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے قرآن سکھایا گیا ہے تو میں ہر وقت اس سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن میں جانتا ہوں آج دنیا کے پردہ پر سوائے میرے اور کوئی شخص نہیں جسے خدا کی طرف سے قرآن کریم کا علم عطا فرمایا گیا ہو۔ خدا نے مجھے علم قرآن بخشا اور اس زمانہ میں اس نے قرآن سکھانے کے لئے مجھے دنیا کا استاد مقرر کیا ہے۔ خدا نے مجھے اس غرض کے لئے کھڑا کیا ہے۔ کہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں اور اسلام کے مقابلہ میں دنیا کے تمام باطل ادیان کو ہمیشہ کی شکست دے دوں۔ دنیا زور لگا لے۔ وہ اپنی تمام طاقتوں اور جمعیتوں کو اکٹھا کر لے۔ عیسائی بادشاہ بھی اور ان کی حکومتیں بھی مل جائیں۔ یورپ بھی اور امریکہ بھی اکٹھا ہو جائے۔ دنیا کی تمام بڑی بڑی مالدار اور طاقتور قومیں اکٹھی ہو جائیں اور مجھے اس مقصد میں ناکام کرنے کے لئے متحد ہو جائیں۔ پھر بھی

میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں

کہ وہ میرے مقابلہ میں ناکام رہیں گی۔ اور خدا میری دعاؤں اور تدابیر کے سامنے ان کے تمام منصوبوں اور مکروں اور فریبوں کو ملیامیٹ کر دے گا۔ اور خدا میرے ذریعہ سے یا میرے شاگردوں اور اتباع کے ذریعہ سے اس پیشگوئی کی صداقت ثابت کرنے کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے طفیل اور صدقے اسلام کی عزت کو قائم کرے گا۔ اور اس وقت تک دنیا کو نہیں چھوڑے گا جب تک اسلام پھر اپنی پوری شان کے ساتھ دنیا میں قائم نہ ہو جائے اور جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر دنیا کا زندہ نبی تسلیم نہ کر لیا جائے۔ ..... میں اس سچائی کو نہایت کھلے طور پر ساری دنیا کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ یہ وہ آواز ہے جو زمین و آسمان کے خدا کی آواز ہے یہ مشیت وہ ہے جو زمین و آسمان کے خدا کی مشیت ہے یہ سچائی نہیں ٹلے گی۔ نہیں ٹلے گی اور نہیں ٹلے گی اور اسلام دنیا پر غالب آ کر رہے گا۔ مسیحیت دنیا میں مغلوب ہو کر رہے گی۔ اب کوئی سہارا نہیں جو عیسائیت کو میرے حملوں سے بچا سکے۔ خدا میرے ہاتھ سے اس کو شکست دے گا۔ اور یا تو میری زندگی میں ہی اس کو اس طرح کچل کر رکھ دے گا۔ کہ وہ سر اٹھانے کی بھی تاب نہیں رکھے گی۔ یا پھر میرے بوئے ہوئے بیج سے وہ درخت پیدا ہوگا۔ جس کے سامنے عیسائیت ایک خشک جھاڑی کی طرح مرجھا کر رہ جائے گی۔ اور دنیا میں چاروں طرف اسلام اور احمدیت کا جھنڈا انتہائی بلندیوں پر اڑتا ہوا دکھائی دے گا۔" (الموعود صفحہ ۲۱۱ تا ۲۱۲)

پھر آپ نے فرمایا:-
"خدا تعالیٰ کی صفت علم جس شان اور جس جاہ و جلال کے ساتھ میرے ذریعہ سے جلوہ گر ہوئی اس کی مثال مجھے خلفاء کے زمرہ میں اور کہیں نظر نہیں آتی۔ میں وہ تھا جس کو کند ذہن کہا جاتا تھا۔ میں وہ تھا جسے احمق اور نادان قرار دیا جاتا تھا۔ مگر عہدۂ خلافت کو سنبھالنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھ پر قرآنی علوم اتنی کثرت کے ساتھ کھولے کہ اب قیامت تک امت مسلمہ اس بات پر مجبور ہے کہ میری کتابوں کو پڑھے اور ان سے فائدہ اٹھائے۔

وہ کونسا اسلامی مسئلہ ہے

جو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ اپنی تمام تفاصیل کے ساتھ نہیں کھولا۔ مسئلہ نبوت، مسئلہ کفر، مسئلہ خلافت، مسئلہ تقدیر، قرآنی ضروری امور کا انکشاف، اسلامی اقتصادیات، اسلامی سیاسیات اور اسلامی معاشرت وغیرہ پر تیرہ سو سال سے کوئی وسیع مضمون موجود نہیں تھا۔ مجھے خدا نے اس خدمت دین کی توفیق دی، اور اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے ہی ان مضامین کے متعلق قرآن کے معارف کھولے جن کو آج دوست دشمن سب نقل کر رہے ہیں۔ مجھے کوئی لاکھ گالیاں دے۔ مجھے لاکھ برا بھلا کہے۔ جو شخص اسلام کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے لگے گا۔ اسے میرا خوشہ چیں ہونا پڑے گا۔ اور وہ میرے احسان سے کبھی باہر نہیں جا سکے گا، چاہے کوئی پیغامی ہو یا مصری۔ ان کی اولادیں جب بھی دین کی خدمت کا ارادہ کریں گی وہ اس بات پر مجبور ہوں گی کہ میری کتابوں کو پڑھیں اور ان سے فائدہ اٹھائیں بلکہ میں بغیر فخر کے کہہ سکتا ہوں کہ اس بارہ میں سب خلفاء سے زیادہ مواد میرے ذریعہ سے جمع ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔ پس مجھے یہ لوگ خواہ کچھ کہیں۔ خواہ کتنی بھی گالیاں دیں ان کے دامن میں اگر قرآن کے علوم پڑیں گے تو میرے ذریعہ ہی۔ اور دنیا ان کو یہ کہنے پر مجبور ہوگی کہ اے نادانو! تمہاری جھولی میں تو جو کچھ بھرا ہے وہ تم نے اسی سے لیا ہے پھر اس کی مخالفت تم کس منہ سے کر رہے ہو۔" (خلافت راشدہ صفحہ ۲۵۴ - ۲۵۶)

خدا تعالیٰ نے کہا تھا کہ

وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا

اس کے متعلق میں نے بہت سی تفصیلات جمع کی تھیں۔ لیکن اس وقت میں صرف وہ نقشہ ہی پیش کر سکتا ہوں جو میں نے اس غرض کے لئے تیار کروایا ہے۔ اور وہ یہ ہے

۱۔ **تفسیر**۔ اس سلسلہ میں حضور کی ایک کتاب تو تفسیر کبیر ہے جو خود اتنی عجیب تفسیر ہے کہ جس شخص نے بھی غور سے اس کے کسی ایک حصہ کو پڑھا ہوگا۔ وہ یہ بات تسلیم کرنے پر مجبور ہوگا۔ کہ اگر دنیا میں کوئی خدا رسیدہ بزرگ پیدا ہوتا۔ اور وہ صرف یہ حصہ قرآن کریم کا تفسیری نوٹوں کے ساتھ شائع کر دیتا۔ تو یہ اس کو دنیا کی نگاہ میں بزرگ تر بنانے کو ہی سے ایک انسان بنانے کے لئے کافی تھا۔ لیکن اس پر ہی بس نہیں۔ قرآن کریم پر اور بہت سی کتب لکھیں اور میرا خیال ہے کہ حضور نے صرف قرآن کریم کی تفسیر پر ہی آٹھ دس ہزار صفحات لکھے ہیں۔ تفسیر کبیر کی گیارہ مجلدات جن میں شامل ہیں۔

۲۔ **کلام** کے اوپر حضور نے دس کتب اور رسائل لکھے

۳۔ روحانیات، اسلامی اخلاق، اور اسلامی عقائد پر انتیس کتب اور رسائل تحریر فرمائے

۴۔ سیرت و سوانح پر تیرہ کتب و رسائل لکھے۔

۵۔ تاریخ پر چار کتب و رسائل

۶۔ فقہ پر تین کتب و رسائل

۷۔ سیاسیات قبل از تقسیم ہند ۵۰ کتب و رسائل

۸۔ سیاسیات بعد از تقسیم ہند و قیام پاکستان ۱۰ کتب و رسائل

۹۔ سیاسیات کشمیر۔ پندرہ کتب اور رسائل۔

۱۰۔ تحریک احمدیت کے مخصوص مسائل و تحریکات پر ایک کم سو کتب و رسائل

ان سب کتب و رسائل کا مجموعہ ۲۲۵ بنتا ہے۔ تو جیسا کہ فرمایا تھا کہ وہ علوم ظاہری و باطنی۔ سے پر کیا جائے گا۔

ان پر ایک نظر ڈال لیں

قرآن میں علوم ظاہری بھی نظر آتے ہیں۔ اور علوم باطنی بھی نظر آتے ہیں اور پھر لطف یہ کہ جب بھی آپ نے کوئی کتاب یا رسالہ لکھا۔ ہر شخص نے یہی کہا کہ اس سے بہتر نہیں لکھا جا سکتا۔ سیاست میں جب بھی آپ نے قیادت سنبھالی۔ یا جب بھی آپ نے سیاست کے بارہ میں قائدانہ مشورے دیئے تب سے بڑا مخالف بھی آپ کی بے مثال قابلیت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو گیا۔ غرض حضور کے علوم ظاہری و باطنی سے پر ہونے کے متعلق ایک بڑی تفصیل ہے جس کے ہزارویں حصہ میں بھی میں نہیں جا سکتا۔ صرف ایک سرسری سا چیز آپ کے سامنے رکھ کر اس حصہ کو ختم کرتا ہوں۔

پھر دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ اقوام عالم پر ظاہر کرنے کے لئے یہ بھی ضروری تھا کہ وہ علوم و معارف جو اللہ تعالےٰ کی موہبت سے ... کو عطا ہوئے

ان کا ترجمہ مختلف زبانوں میں کیا جائے

اگر خالی اردو میں ہی وہ علوم لکھے جاتے تو آپ کا بھلا بے معنے بن کر رہ جاتا کیونکہ غیر ممالک اور غیر اقوام اس سے فائدہ حاصل نہ کر سکتیں۔ پس اگر اس مصلح موعود کے ذریعہ سے دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ تمام اقوام عالم پر ظاہر ہونا تھا۔ تو اس کے ذریعہ ظاہر ہونے والے علوم و معارف کا ترجمہ تمام دنیا کی زبانوں یا دنیا کی ان زبانوں میں ہونا ضروری تھا جو دنیا کے اکثر حصوں میں بولی اور سمجھی جاتی ہیں۔ مجھے ابھی خیال آیا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے یہ تدبیر کی کہ دنیا کے بہت سے ممالک صرف دو تین قوموں کے سیاسی اقتدار کے نیچے آ گئے۔ اس میں دنیا کے لئے ایک بڑا روحانی فائدہ مضمر تھا اور وہ فائدہ یہ تھا کہ جب اللہ تعالےٰ نے مسیح محمدی کو بھیجے تو اشاعت اسلام کا کام آسان ہو جائے ورنہ مسیح محمدی کے زمانہ میں اس وقت تک آپ کا پیغام تمام دنیا میں نہیں پہنچ سکتا تھا جب تک دنیا کی ساری زبانوں میں اس کا ترجمہ کیا جاتا۔ چونکہ خدا تعالےٰ کی مشیت کے ماتحت دنیا کی اقوام میں سے کچھ قومیں انگریزوں کے اقتدار کے نیچے آ گئیں کچھ فرانسیسیوں کے اقتدار کے نیچے آ گئیں اور کچھ جرمنوں کے اقتدار کے نیچے آ گئیں۔ اس لئے ہم اسلام کا پیغام ان تین زبانوں کے ذریعہ اقوام عالم کی خاص بڑی تعداد تک پہنچا سکتے ہیں۔ اگر روسی اور چینی بھی شامل کئے جائیں تو میرا خیال ہے کہ ۹۰ فیصدی آبادی کو ہمارا پیغام پہنچ جاتا ہے ورنہ ہمارے لئے بہت زیادہ جد و جہد اور کوشش اور قربانیوں اور مال خرچ کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اللہ تعالےٰ کے سارے ہی کام حکمت سے پر ہوتے ہیں۔۔

اللہ اکبر۔

غرض یہ ضروری تھا کہ ان علوم و معارف کا ترجمہ دوسری زبانوں میں کروایا جاتا چنانچہ اس کی طرف حضور نے خاص توجہ دی۔ اور بڑی کوشش فرمائی۔ سب سے ضروری کام تو

قرآن کریم کے صحیح تراجم

کا دنیا میں پھیلانا تھا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں حضور نے جو کام شروع کروائے ان میں سے کچھ تو پورے ہو گئے ہیں اور کچھ پورے ہونے والے ہیں۔

انگریزی زبان میں ترجمہ قرآن کریم جیسا کہ آپ جانتے ہیں شائع ہو چکا ہے۔ اسی طرح انگریزی زبان میں تفسیر القرآن بھی شائع ہو چکی ہے۔ جرمنی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ نیز سورہ کہف کی تفسیر بھی شائع ہو چکی ہے۔ ڈچ زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ ڈینش زبان میں قرآن کریم کے پہلے سات پاروں کا ترجمہ مع مختصر تفسیری نوٹ شائع ہو چکا ہے۔ مشرقی افریقہ کے لئے سواحیلی زبان میں ترجمہ مع مختصر تفسیری نوٹ شائع ہو چکا ہے۔ لوگنڈی زبان میں قرآن کریم کے پہلے پانچ پاروں کا ترجمہ مع تفسیری نوٹ شائع ہو چکا ہے۔ مغربی افریقہ کے لئے مینڈی کی زبان میں پہلے پارہ کا ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ کئی تراجم کئے جا رہے ہیں۔ فرانسیسی زبان میں ترجمہ مکمل ہو چکا ہے۔ نظر ثانی ہو رہی ہے

ہسپانوی زبان میں ترجمہ

مکمل ہو چکا ہے نظر ثانی ہو رہی ہے۔ اٹالین زبان میں ترجمہ مکمل ہو چکا ہے۔ نظر ثانی ہو رہی ہے۔ روسی زبان میں ترجمہ مکمل ہو چکا ہے نظر ثانی کروانی باقی ہے۔ پرتگیزی زبان میں ترجمہ تیار ہے۔ نظر ثانی کروانی باقی ہے۔ ڈینش زبان میں بقیہ تیئس پاروں کا ترجمہ مع تفسیری نوٹ تیار ہے۔ طباعت کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ مشرقی افریقہ کے لئے ککویو زبان میں ترجمہ تیار ہے۔ نظر ثانی کروانی باقی ہے۔ کمبا زبان میں ترجمہ تیار ہے نظر ثانی کروانی باقی ہے۔ مغربی افریقہ کے لئے مینڈی زبان میں بقیہ ۲۹ پاروں میں سے ۲۰ پاروں کا ترجمہ ہو چکا ہے ۹ پاروں کا ترجمہ کروایا جا رہا ہے۔ انڈونیشین زبان میں دس پاروں کا ترجمہ مع مختصر تفسیری نوٹ مکمل ہے۔ بقیہ زیر تکمیل ہے۔

تراجم قرآن کریم کے علاوہ بہت سی کتب کا حضور نے مختلف زبانوں میں ترجمہ کروایا۔ اور ان کی اشاعت کروائی۔ مثلاً احمدیت یعنی حقیقی اسلام۔ اسلامی اصول کی فلاسفی وغیرہ۔ جن کتابوں کا ترجمہ دوسری زبانوں میں کروایا گیا ہے۔ ان کی فہرست بڑی لمبی ہے تفصیل بیان نہیں کی جا سکتی۔ غرض قرآن کریم کے علوم اور معارف جو اللہ تعالےٰ نے آپ کو عطا فرمائے تھے ضروری تھا کہ ان کو کثرت سے دنیا میں پھیلایا جاتا اور یہ کام ہو نہیں سکتا تھا جب تک کہ ان کے تراجم دوسری زبانوں میں نہ کرائے جاتے۔ اور اس کام کو بڑی حد تک حضرت مصلح موعودؓ نے پورا کیا۔ اور بہت سا کام جو باقی ہے وہ انشاء اللہ اپنے وقت پر ہو جائے گا۔

پھر دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ بنی نوع انسان پر ظاہر کرنے کے لئے تمام دنیا میں

مساجد کا ایک جال

پھیلایا جانا ضروری تھا۔ حضور نے اس کی طرف بھی خاص توجہ دی۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے اب تک کئی ممالک میں مساجد تعمیر کروائی جا چکی ہیں۔

مساجد کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے کہ مساجد دینی علوم سیکھنے کے لئے درس گاہوں کا کام دیتی ہیں اور تربیت کے لئے مساجد کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ اگر مسجد کو اخلاص نیک نیتی اور اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ کے طور پر بنایا جائے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ اگر ایک نمازی بھی نہ ہو تب بھی اللہ تعالےٰ اس قسم کی مساجد کے لئے نمازی پیدا کر دیتا ہے۔ غرض مساجد انسانی معاشرہ کے اندر بڑا اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس طرف خاص توجہ دی۔ اور آپ کے مبارک عہد میں جو مساجد تعمیر ہوئیں۔ ان کی فہرست درج ذیل ہے۔

امریکہ	۲	انگلستان	۱	سوئٹزرلینڈ	۱	ہالینڈ	۱
فلسطین	۱	برما	۲	ماریشس	۶	انڈونیشیا	۷
غانا	۱۶۳	سیرالیون	۳۰	نائیجیریا	۲۰	یوگنڈا	۴
کینیا	۳	ٹانگانیکا	۲	جرمنی	۲	شمالی بورنیو	۳
کل	۲۱۱						

ان کے علاوہ مندرجہ ذیل مقامات پر مساجد زیر تعمیر ہیں:۔

۱۔ ہمالے (غانا) ۲۔ مساکا (یوگنڈا) ۳۔ ٹانگا (تنزانیہ) ۴۔ کیمبیا (جس کے گورنر جنرل جیسا کہ میں نے شروع میں بتایا تھا ایک احمدی دوست مقرر ہوئے ہیں) ۵۔ فری ٹاؤن (سیرالیون)
۶۔ نائیجیریا میں اس وقت پانچ مساجد زیرِ تعمیر ہیں۔ ۷۔ ڈنمارک میں احمدی بہنوں کی کوشش اور چندہ سے ایک مسجد بنانے کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ اور اس کا انتظام کیا جا رہا ہے۔

پھر دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ اقوامِ عالم پر ظاہر کرنے کے لئے یہ بھی نہایت ضروری تھا کہ ایسے

مخلصین کا ایک گروہ

تیار کیا جائے۔ جو نامساعد حالات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اکنافِ عالم میں پھیل جائیں اور ملک کے قریہ قریہ میں اسلام کی نورانی شمعیں فروزاں کرتے چلے جائیں۔ حضور کی توجہ سے ۱۶۲ ایسے واقفین پیدا ہوئے جنہوں نے اپنے اپنے وقتوں میں مندرجہ ذیل ممالک میں اسلام کی اشاعت کا فریضہ ادا کرنے کی سعادت حاصل کی:۔

(۱) انگلستان (۲) فرانس (۳) سوئٹزرلینڈ (۴) ہالینڈ (۵) سپین (۶) ڈنمارک (۷) سویڈن (۸) ہنگری (۹) سسلی (۱۰) اٹلی (۱۱) روس (۱۲) جرمنی (۱۳) انڈونیشیا (۱۴) سنگاپور (۱۵) ملائشیا (۱۶) جزائر فجی (۱۷) بورنیو (۱۸) برما (۱۹) ہانگ کانگ (۲۰) ایران (۲۱) جاپان (۲۲) فلپائن (۲۳) سیلون (۲۴) شام (۲۵) لبنان (۲۶) عدن (۲۷) ٹرکی (۲۸) فلسطین (۲۹) اردن (۳۰) مسقط (۳۱) مصر (۳۲) غانا (۳۳) سیرالیون (۳۴) ٹوگولینڈ (۳۵) لائبیریا (۳۶) آئیوری کوسٹ (۳۷) نائیجیریا (۳۸) گیمبیا (۳۹) کینیا (۴۰) یوگنڈا (۴۱) تنزانیہ (۴۲) مارشس (۴۳) برٹش گی آنا (۴۴) ٹرینی ڈاڈ (۴۵) ڈچ گی آنا (۴۶) ارجنٹائن۔

گویا حضور نے اپنے عہدِ مبارک میں ۴۶ ملکوں میں اپنے مشن قائم کئے۔ اور ان مشنوں نے جو کام کیا۔ وہ اتنا زیادہ ہے کہ اسے مہینوں میں بھی بیان نہیں کیا جا سکتا۔

غیر ممالک میں ہماری جماعتیں

بڑی ہی مخلص ہیں۔ ان کے ممبران نام کے احمدی یا مسلم نہیں۔ بلکہ وہ توحیدِ باری پر پختگی سے قائم۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں سرشار ہیں۔ ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جن سے خدا تعالیٰ ہم کلام ہوتا ہے انہیں سچی خوابیں آتی ہیں۔ اور ہر رنگ میں وہ روحانی نعمتوں سے مالا مال ہیں۔ حضور کے وصال پر ان احباب کی طرف سے جو خطوط مجھے موصول ہوئے ہیں۔ ان سے ان کے اخلاص کا علم ہوتا ہے۔ ان خدا رسیدہ اور خدا کے جاں نثاروں میں سے ایک کا ایک خواب میں بطور نمونہ سناتا ہوں۔ تا وہ دوستوں کے ازدیادِ ایمان کا موجب ہو۔ وہ خدا رسیدہ اور دینِ اسلام کا شیدائی ایک حبشی تھا۔ جس کا رنگ سیاہ اور ہونٹ لٹکے ہوئے تھے۔ دنیا کی مہذب قومیں اسے حقارت سے دیکھتی تھیں۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل خدا تعالیٰ کی نظرِ کرم اس پر پڑی اور وہ اس سے ہم کلام ہوا۔ یہ ہیں

ہمارے دوست امری عبیدی

اور ان کا انتخاب میں نے اس لئے بھی کیا ہے کہ وہ کچھ عرصہ ہوا جوانی کی عمر میں فوت ہو گئے ہیں۔ یہ دوست احمدیت کے شیدائی اور فدائی تھے۔ ربوہ میں کچھ عرصہ رہ کر گئے تھے۔ وہ خواب بین انسان تھے انہیں بڑی واضح اور سچی خوابیں خدا تعالیٰ نے دکھائیں۔ ایک دفعہ انہوں نے سنایا کہ میں نے

خواب میں دیکھا

کہ مسٹر جولیس نریرے کرسی پر بیٹھے ہیں مجھے دیکھ کر وہ کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کرسی پر مجھے بٹھا دیا۔

کچھ عرصہ تک وہ اس خواب کی کوئی اور تعبیر سمجھتے رہے لیکن یہ خواب اس طرح پوری ہوئی کہ آزادی کے بعد جو لیجسلیٹو کونسل بنی۔ اس کے افریقن ممبران کی ایک سوسائٹی تھی اور جولیس نریرے جو ٹانگانیکا افریقن نیشنل یونین کے پریذیڈنٹ ہونے کے باعث لیجسلیٹو کونسل کی افریقن پارٹی کے لیڈر تھے، اس سوسائٹی کے صدر تھے۔ دوسرے سال جب اس سوسائٹی کا انتخاب ہوا۔ تو مسٹر جولیس نریرے کو دوبارہ صدر چن لیا گیا۔ سوسائٹی کے اس اجلاس میں مسٹر جولیس نریرے موجود نہیں تھے۔ انہیں اطلاع بھجوائی گئی۔ چنانچہ وہ آئے اور انہوں نے شیخ امری عبیدی کو جو اس وقت لیجسلیٹو کونسل کے ممبر بن چکے تھے بازو سے پکڑا اور کرسی پر بٹھا دیا اور کہا یہ آپ کے چیئرمین ہیں۔ گویا خواب میں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غیر مطبوعہ کلام

حضور اقدس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ غیر مطبوعہ کلام حضرت سیدہ ام متین مریم صدیقہ مدظلہا العالی نے ہماری درخواست پر عطا فرمایا ہے۔

قبل از ہجرت قادیان میں

آمد کا تیری پیارے ہو انتظار کب تک — ترسے گا تیرے مونہہ کو یہ دلفگار کب تک
کرتا رہے گا وعدے اے گلعذار کب تک — چبھتا رہیگا دل میں حسرت کا خار کب تک
کھولے گا مجھ پہ کب تو یہ رازِ خلق و خالق — دیکھوں گا تیری جانب آئینہ وار کب تک
ہر چیز اس جہاں کی ڈھلتا ہوا ہے سایہ — زورِ شباب کب تک لطفِ بہار کب تک
ان وادیوں کی رونق کب تک رہے گی قائم — یہ ابر و باد و باراں یہ سبزہ زار کب تک
یہ خدّ و خال کب تک یہ چال ڈھال کب تک — اس حسنِ عارضی میں آخر نکھار کب تک
بیٹھیں گے ابنِ آدم کب کنجِ عافیت میں — شور و شغب یہ کب تک یہ خرخشہ کب تک

(۲) بعد ہجرت سندھ کے سفر میں

تری تدبیر جب تقدیر سے لڑتی ہے اے ناداں — تو اک نقصان کے بدلے ترے بٹتے ہیں سو نقصان
وہ خود دیتے ہیں جب مجھکو بھلا انکار ممکن ہے — میں کیوں فاقے رہوں جب شاہ کے گھر میں ہوا مہماں
بٹھا کر مائدہ پہ لاکھ وہ خاطر کریں میری — گدا پھر بھی گدا ہے اور سلطاں پھر بھی ہے سلطاں
جب آئے دل میں۔ آؤ اور جو چاہو کہو اس سے — یہ وہ در ہے کہ جس کا کوئی حاجب ہے نہ دربان

جو کچھ انہوں نے دیکھا تھا۔ خدا تعالیٰ نے اسے لفظاً بلفظ پورا کر دیا۔ اور یہ اسلام اور اللہ تعالیٰ کی محبت کا نتیجہ تھا۔ جسے دیکھ کر دوسرے لوگ اسلام کے گرویدہ ہو رہے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ خالی دلائل کے ساتھ یہ اخلاص پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے لئے

قوتِ قدسیہ کی ضرورت ہے

اور اس کے لئے اس نور کی ضرورت تھی جو ربوہ میں بیٹھا تھا اور اس کی نورانی کرنیں ایک طرف افریقہ کے ممالک میں پہنچ رہی تھیں تو دوسری طرف یورپ اور امریکہ کے ممالک کو روشن کر رہی تھیں۔ اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو کچھ کہا تھا وہ لفظ بلفظ پورا ہوا کہ

"وہ اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا"
"وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔"

آپ یہ سن کر خوش ہوں گے

کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بیرون ممالک میں قائم ہونے والی جماعتیں بھی قربانیوں میں تم سے کم نہیں۔ مثلاً انڈونیشیا کی جماعت کے چندہ دہندگان کی تعداد قریباً پاکستان کے چندہ دہندگان کے برابر ہوتی جا رہی ہے۔ اسی طرح افریقن ممالک میں بڑی قربانی کرنے والی جماعتیں ہیں۔ وہ مالی قربانیاں بھی کرتی ہیں۔ وقت کی قربانیاں بھی کرتی ہیں۔ اور عبادات میں وقت گزارنے والی ہیں۔ ان لوگوں کا نمونہ اور اللہ تعالیٰ کا ان کے ساتھ جو سلوک ہے۔ غیروں کو اسلام کی طرف کھینچنے والا اور جذب کرنے والا ہے

کلامُ الامام امامُ الکلام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک نظم

ذیل میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ کے دستِ مبارک سے لکھی ہوئی ایک پرانی نظم کا چربہ تبرکاً شائع کیا جاتا ہے جو کہ ہمیں حضرت سیدہ اُم متین صاحبہ مدظلہا العالی نے ازراہ نوازش عطا فرمائی ہے۔

یہ نظم "کلام محمود" میں شائع ہو چکی ہے۔

۱ ہم تو مجبور تھا اس کے لیے آیا نہ گیا — کس طرح لوں اُسے تیرے بھی بلایا نہ گیا
۲ نفس کو بھولنا چاہا تھا بھلایا نہ گیا — جان جاتی کا مجھے ڈر تھا پر ارادہ نہ گیا
۳ عشق اک راز ہے پر راز ہی اک پیار کا — ہم کبھی یہ راز چھپانے سے چھپایا نہ گیا
۴ دیکھ کر دشمن و کمیاب گراں قدر ہے — رہ گئے ششدر و حیران — اٹھایا نہ گیا
۵ ہاں جی بھر کے مصیبت طاقت نہ تھی ہم کو — قدم جو آقا آگے رکھ بڑھایا نہ گیا
۶ کس طرح سمجھو گے تم مجھ یہ بہلاوہ جرأت سے ہاتھ پھیلا کے تو لگایا نہ گیا
۷ کفر نے لاکھ کئیں تدابیر لیکن پھر بھی — صفحۂ دہر سے اسلام مٹایا نہ گیا
۱۲ جان محمد پہ مرا حسن ہے یا حسن کا کان — لاکھ چاہا پہ ترا نقش اٹھایا نہ گیا
۸ ہو نکتا کس طرح کہ دوسری صاحب نہ ہوں — دل میں ڈھونڈا نہ گیا غیر میں پایا نہ گیا
۹ ایسے مجبور کہاں ہے بچہ ہم کیا لغزش — مجھ سے دیکھا نہ گیا آج تو دکھایا نہ گیا
۱۰ جاہ و عزت تو سب لگے آخر نہ چھوٹا مجھ سے — بھوت تو چھوڑ گیا تم کو پہ سایہ نہ گیا
۱۱ حسین یہ بیٹھے تو بیٹھے کس طرح یہ ہم — دور بیٹھا نہ گیا پاس بٹھایا نہ گیا

مرحبا اسلام کے شیریں ثمر

مکرم میجر عبد الحمید صاحب ڈیٹن امریکہ

یہ الم انگیز ہے کتنی خبر
ہوش جس نے کر دیئے زیر و زبر

دل دھڑکتا ہے زباں چلتی نہیں
آنسوؤں نے کر دیا ہے تر بہ تر

جو خدا کا نور بنتا جا رہا
ہو گئے تاریک اب شمس و قمر

چھپ گیا دنیا سے اک بدرِ منیر
اک رخِ روشن ہوا ہے مستتر

نور تھے وہ نور سے جا کر ملے
ہو گئے تاریک سارے بحر و بر

کوئی بس چلتا نہیں میرے خدا
موت سے کوئی نہیں جائے مفر

چپکے چپکے ہو گئے ہم سے جدا
جن کے سایہ میں کٹی اپنی عمر

کام صدیوں میں نہیں جو ہو سکے
کر گئے لمحوں میں وہ عالی گہر

اب کہے گا کون میرے منہ سے
بولتا ہے وہ خدائے مقتدر

مرحبا اے مظہر الحق والعلا
مرحبا اسلام کے شیریں ثمر

میرے جیسے عاصیوں کو ناز ہے
جو ہوئے خاکِ درِ فضلِ عمر

بادشاہوں کو وہ نعمت کب ملی
جس سے ہم جیسے گدا ہیں بہرہ ور

یاد آیا میکہ ہم بھی تھے ایاز
کر گئے محمود دنیا سے سفر

—o—

پھر کوئی رشکِ قمر یاد آیا

مکرم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری سنگاپور

پھر مجھے داغِ جگر یاد آیا
پھر کوئی رشکِ قمر یاد آیا

خادمِ نوعِ بشر یاد آیا
باعثِ فتح و ظفر یاد آیا

مظہرِ حق و علا ماحیٔ کفر
مطلعِ نورِ سحر یاد آیا

حسن و احسان میں مہدی کے مثیل
اک سخی داتا کا در یاد آیا

بیٹھے بیٹھے مجھے اُس پیارے کا
سوئے فردوس سفر یاد آیا

برکتیں پا گئیں قومیں جس سے
وہ مسیحا کا پسر یاد آیا

برکت و رحمت و قربت کا نشاں
منبعِ علم و ہنر یاد آیا

مصدرِ جود و سخا، حلم و کرم
راحتِ قلب و جگر یاد آیا

جس نے بنجر کو بنایا کندن - ۱۰ اپریل ربوہ
مجھ کو وہ کیمیا گر یاد آیا

سنگِ پارس تھا جو امت کے لئے
وہ ضیا بار گہر یاد آیا

بدرِ کامل کا ہوا جب بھی طلوع
جانے کیوں فضلِ عمر یاد آیا

حالتِ غیر مری دیکھ کے غیر
کہہ رہے ہیں اسے گھر یاد آیا

غیر کیا جانے کہ صدیق کو اک
رشکِ خورشید و قمر یاد آیا

—o—

مرکز احمدیت ربوہ دار الہجرت کی تعمیر

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کا عظیم الشان کارنامہ

مکرم مولوی محمد اجمل صاحب شاہد مربی سلسلہ مقیم کراچی

میں حیران ہوں وہ کونسی طاقت ہے جس نے ایک جگہ پر جس کو حکومتیں بھی نہیں بسا سکتی تھیں لاکر بسا دیا ہے۔ اسے دیکھکر وہ زمانہ یاد آتا ہے جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ذریعہ مکہ کی دوبارہ بنیاد رکھوائی۔ یہ نشان تمہاری جتنی بھی تقویت کا موجب ہو تھوڑا ہے۔
(حضرت مصلح موعودؓ)

مرکز احمدیت ربوہ دار الہجرت کی تعمیر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ کی بے پناہ تنظیمی و تعمیری صلاحیتوں کا زندہ و تابندہ شاہکار اور قیامت تک آنیوالی نسلوں کے لئے آپ کی اولوالعزم شخصیت کا شاہد ناطق ہے۔ دنیا میں بے شمار بلاد و امصار موجود ہیں اور آئے دن نئے شہروں کی تعمیر ہوتی رہتی ہے۔ مگر خالصتاً مذہبی اور روحانی اغراض کے لئے ایک بالکل غیر ذی زرع وادی میں۔ نہایت ہی نامساعد حالات میں ایک شہر کی تعمیر۔ دنیا کی تاریخ میں عجیب و غریب واقعہ ہے۔

ربوہ کی تعمیر کوئی اتفاقی واقعہ نہیں بلکہ یہ اپنے اندر ایک اہم پس منظر لئے ہوئے ہے اور خدا تعالیٰ کی مخفی تقدیر یہ چاہتی تھی کہ قادیان سے ہجرت کے بعد جماعت ایک نئے مرکز میں اپنے کام کو شروع کرے اور اس کام کی داغ بیل اور تکمیل سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے وجود سے ہی وابستہ تھی۔ کیونکہ اس قسم کے روحانی مرکز کی تعمیر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جس الہام میں تعبیر کے ذریعہ بھی مقدر تھی۔ چنانچہ حضور رضؓ نے ۱۹۴۴ء میں دعویٰ مصلح موعود خدا تعالیٰ کے علم کی بنا پر فرمایا اور اسکی حکمت اپنے ایک مکتوب میں یوں بیان فرمائی:۔

"قادیان کا تقرر یقینی ہے کہ کوئی حملہ قلعہ اسلام پر ہونے والا ہے یا شاید اسلام کو قلعہ کفر پر حملہ کرنے کا موقعہ ملنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو طاقت اور ہمارے قدموں کو ثبات اور ہمارے دلوں کو صبر بخشے۔"
(بحوالہ الفضل ۔ فروری ۱۹۴۴ء)

چنانچہ حضور کے اس اعلان کے تھوڑے عرصہ کے بعد ہی حالات کا رخ بڑی تیزی سے بدلنے لگا۔ انقلابات کے دھارے بہنے لگے اور نوآبادیاتی نظام کی زنجیریں ڈھیلی ہونے لگیں اور سامراجی عزائم کی گرفت نرم پڑنے لگی اور دیکھتے ہی دیکھتے ایشیا اور افریقہ میں صدیوں سے محکوم اقوام آزادی سے ہمکنار ہونے لگیں اور برصغیر ہند میں پاکستان کے قیام کا خواب شرمندۂ تعبیر ہوا اور مسلمانان عالم کی ترقی و عروج کے دور کا آغاز ہوا۔ مگر دشمن نے قلعہ اسلام پر حملہ آور ہو کر اسے مسمار کرنے کی کوشش کی اور قادیان اور اس کے گرد و نواح کے مسلمانوں کو تہ تیغ کرنے کی مہم شروع کی لیکن خدا تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود رضؓ کی قیادت میں قلعہ اسلام کو بچا لیا اور اس کے مکینوں کو ایک نئے حصار میں محفوظ کر دیا۔ غرض ہجرت سے قبل خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ کی قیادت کا اعلان بڑا ہی معنی خیز تھا اور جماعت احمدیہ کے مرکز پر آئندہ جو حملہ ہونے والا تھا۔ اور اس وجہ سے نئے مرکز کی تعمیر کے جو مراحل درپیش تھے۔ ان تمام عظیم الشان کام کی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کو بطور قائد مقرر کیا گیا تھا۔ چنانچہ آپ اس عظیم ذمہ داری سے شاندار طور پر عہدہ برآ ہوئے۔ آپ نے ہجرت کے بعد نہایت ہی بے سروسامانی اور غیر معمولی حالات میں اس کام کو شروع فرمایا اور جس وقت آپ اس دنیا سے رخصت ہوئے تو وہ مرکز ابتدائی مراحل طے کر کے ایک باقاعدہ شہر کی صورت اختیار کر چکا تھا۔ بلکہ صرف ایک دینی مرکز اور جماعت کی تربیت گاہ ہے بلکہ دنیوی ۔۔ اور فنون کا بھی گہوارہ ہے

چنانچہ خود حضورؓ نے ہجرت کے بعد کے حالات اور نئے مرکز کی تعمیر کے مقاصد پر ربوہ میں منعقد ہونے والے ۲۷ دسمبر ۱۹۴۹ء کے جلسہ پر خود روشنی فرمائی تھی۔ فرماتے ہیں:

"ایک دن آیا کہ دنیا کی وجاہت چاہنے والوں نے اس پر امن بستی (قادیان ناقل) پر حملہ کیا اور خدا تعالیٰ کی یاد میں بسر کرنے والے اور صداقت کو پھیلانے والے مسکین بندے قادیان کو چھوڑنے پر مجبور ہوئے وہ گھروں سے پریشان ہو کر نکلے انہوں نے چاروں طرف نگاہ کی۔ معمور شہروں آباد قصبوں اور زرخیز زمین نے انہیں پناہ دینے سے انکار کر دیا۔ ان کے ساتھ بھاگنے والے چاروں طرف پھیل گئے۔ مگر یہ حیران تھے کہ ہم کہاں جائیں۔ کیونکہ وہ ایک مقصد رکھتے تھے اور ان کے لئے اکٹھا رہنا ان کے لئے ضروری تھا۔ وہ خدا کے سپاہی تھے اور اکٹھا رہنا اور اکٹھا لڑنا جانتے تھے۔ وہ حیران تھے کہ چناب پار کی پہاڑیوں نے انہیں دعوت دی۔ بہتے ہوئے پانی کے پاس ایک اونچے ٹیلے نے کہا اے خدا کی راہ میں بھاگنے والو! ادھر آؤ میری چھاتیوں میں دودھ نہیں ہے۔ مجھے کبھی بھی دنیا کے نوجوانوں نے اپنے لئے قبول نہیں کیا۔ مگر میں اپنی خشک چھاتیاں اور اپنا جلتا ہوا سینہ تمہارے لئے پیش کرتی ہوں۔ اور ان بھاگنے والوں نے خدا تعالیٰ کا شکر کیا اور اسجگہ ڈیرہ ڈال دیا۔۔۔۔۔ اور خدا تعالیٰ نے بھی عرش سے اس امر کو دیکھ کر کہا کہ اے آب و گیاہ وادی تو بابرکت ہو کہ تو نے میرے نام سے بھاگنے والوں کو پناہ دی اور وہ بابرکت ہو گئی۔"
(بحوالہ الفضل ۲۷ دسمبر ۱۹۴۹ء)

پیشگوئی مصلح موعود میں اس موعود کی آمد کو اور اس کے نزول کو "بہت مبارک" قرار دیا گیا تھا۔ اسلئے ایسے بابرکت وجود کے ہاتھوں اس مرکز کی تعمیر اور پھر اس میں کم و بیش تقریباً سترہ سال تک قیام یقیناً اس سرزمین اور اس شہر کے بابرکت ہونے کا واضح ثبوت ہے۔ وہ عظیم الشان وجود جس کی وجہ سے سینکڑوں اقوام نے برکات حاصل کیں۔ اس کی جائے رہائش اور جائے تدفین لاریب مبارک اور مقدس ہے اور رہتی دنیا تک ایک زندہ نشان ہے اسی لئے حضورؓ نے فرمایا۔

"اب یہ جگہ ہمیشہ کیلئے بابرکت ہے خواہ ہمیں اسے کسی وقت چھوڑنا ہی پڑے۔ اس کی برکت اس سے کبھی چھینی نہیں جائیگی بلکہ پیشگوئیوں سے جو کچھ معلوم ہوا ہے اسکو مدنظر رکھتے ہوئے میں کہہ سکتا ہوں کہ قیامت سے پہلے یہ جگہ ضرور ایک دفعہ علم محمدی کے سربلند کرنے کا موجب ثابت ہوگی اور اسرائیل یہاں سے ایک دفعہ ضرور اپنا منہ پھیر لے گا۔"
(بحوالہ الفضل ۲۷ نومبر ۱۹۵۰ء)

نیز فرمایا

"میں حیران ہوں وہ کونسی طاقت ہے جس نے ایک جگہ پر جس کو حکومتیں بھی نہیں بسا سکتی تھیں لاکر بسا دیا ہے دیکھکر وہ زمانہ یاد آتا ہے جب اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ذریعہ مکہ کی دوبارہ بنیاد رکھوائی۔ یہ نشان تمہاری جتنی بھی تقویت

تیرا ہر سانس اک موجِ بہارِ علم وعرفان تھا

مکرم عبدالرشید صاحب تبسم ایم اے لاہور

میں سمجھا تھا تمہاری زندگی فانی نہیں ہوگی
ازل سے تا قیامت ایسی نادانی نہیں ہوگی

اگر سارا جہاں مرتا ہے تیرے بعد مر جائے
کسی کی موت پر مجھ کو پریشانی نہیں ہوگی

ترا ہر سانس اک موجِ بہارِ علم و عرفان تھا
وہ موج اب فضائے گلشنِ عرفانی نہیں ہوگی

کبھی مغرب کو للکارا کبھی مشرق کو للکارا
نبردِ کفر و دیں میں تجھ سی جولانی نہیں ہوگی

گدایانِ محمدؐ کو کیا یوں تو نے صف آرا
کہ اب ان کے مقابل شانِ سلطانی نہیں ہوگی

تری تربت پہ اے سالار! آئی ہیں تری فوجیں
رجز خوانی کریں گی مرثیہ خوانی نہیں ہوگی

تجھے ہر دور کے تاریخ داں ڈھونڈیں گے دنیا میں
تری وہ شخصیت ابھری جو فانی نہیں ہوگی

جدھر نکلیں گے دیوانے تمہارے نقشِ پا ہونگے
کوئی وادی جنوں زاروں میں اَن جانی نہیں ہوگی

جنوں کے ہاتھ سے آئیگی پھر شامت گریباں کی
مگر اس طور سے اب چاک دامانی نہیں ہوگی

کئی خورشید ابھریں گے ابھی آفاقِ مشرق پر
مگر اُن میں ترے ماتھے کی تابانی نہیں ہوگی

بہت بکھریں گے گیسو خوب رندوں کی جبینوں پر
تمہاری زلف سی اُن میں پریشانی نہیں ہوگی

اسی محفل سے اٹھیں گے کئی آتش نوا لیکن
کسی کے نطق میں یہ شعلہ سامانی نہیں ہوگی

تری آہِ شرر افشاں ستارے کر گئی پیدا
شبِ غم اب اندھیروں کی فراوانی نہیں ہوگی

فصیلِ شہر تک تو کھینچ لایا مہرِ تاباں کو
گلی کوچوں میں ہے جو رات طولانی نہیں ہوگی

بالتخصیص مے بٹتی تھی تیرے دور میں ساقی
کہیں رندوں کی قسمت میں یہ ارزانی نہیں ہوگی

مناسب ہے نکل جاؤ تبسم جانبِ صحرا
دلِ وحشی کی اب تم سے نگہبانی نہیں ہوگی

ہو گئی حاصل تجھے واللہ حیاتِ جاوداں

مکرم عبدالحمید صاحب شوق بہاولپور

نورِ جانِ حضرتِ مہدئ امام اتقیا
مصلحِ موعودِ وقت و صاحبِ فہم و ذکا

فخرِ قوم و فخرِ ملت خادمِ دینِ متیں
قادیاں کے بادشاہ حضرت امیر المومنیں

اک نشانِ رحمتِ پروردگارِ کائنات
لختِ جگر مہدئ موعود پاکیزہ صفات

ہر کہ و مہ کی زباں پر تیرا ذکرِ ضوفشاں
ہو گئی حاصل تجھے واللہ حیاتِ جاوداں

عشقِ دینِ مصطفٰے میں تو تڑپتا تھا مدام
ذکرِ رب العالمیں تیری زباں پر صبح و شام

عہد تیرا رحمتِ پروردگار بے چگوں
کفر و باطل سامنے تیرے ہمیشہ سرنگوں

تو نے دنیا میں کیا اسلام کا پرچم بلند
ہو گئی ساری زمیں پر یورشِ شیطاں بند

نور سے بھرپور لے کر آستینِ زندگی
گھس گئے ظلمت میں تیرے دافعینِ زندگی

چل دیئے وہ ساتھ لیکر عشقِ ربِ ذوالمنن
زندگی میں چھوڑ کر سود و زیانِ مال و تن

جان کی بازی لگا کر غیر ملکوں میں گئے
سینکڑوں رنج و مصائب ایک عرصہ تک سہے

احمدیت کا پیامِ جانفزا سب کو دیا
ساری دنیا کو خدا کے نور سے روشن کیا

زندہ باد اے ناخدائے کشتیٔ اسلامیاں
تو سلامت باکرامت اے امیرِ کارواں

کام تیرے تجھ کو زندہ تا قیامت کر گئے
تیرے ذمے ساری دنیا کی امامت کر گئے

نور سے معمور تھی تیری حیاتِ کامیاب
مرقدِ پُر نور بھی روشن ہے مثلِ ماہتاب

عظمتِ اسلام کے خورشید کی تابندگی
شوق روشن کر گئی انسانیت کی زندگی

حضرت فضل عمرؓ کا پیدا کردہ عظیم الشان لٹریچر

نکات و معارف کا بیش بہا علمی خزانہ

محترم شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی

حضرت فضل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو عظیم الشان لٹریچر پیدا کیا وہ اپنی افادیت۔ اپنی وسعت اپنی تعداد اور اپنی اہمیت کے لحاظ سے عدیم النظیر ہے۔ اگر حضور کے مضامین خطبات اور ملفوظات جمع کئے جائیں تو بلا مبالغہ پچاس جلدوں میں آجائیں بلکہ ان سے بھی زیادہ جلدوں میں۔ یہ حقیقت ہے کہ جو بے نظیر اور شاندار ذخیرہ کتب آپ نے اپنے بعد چھوڑا ہے وہ عجیب غریب نکات و معارف کا مجموعہ اور بے حد معلومات افزا اور بیش بہا علمی خزانہ ہے۔

حضرت فضل عمر، حضرت سلطان القلم کے فرزند ارجمند اور آپ کے موعود خلیفہ تھے۔ جن کے متعلق ان کے پیدا ہونے سے بھی پہلے خدا نے فرمایا تھا کہ:

"وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا"

(تذکرہ صفحہ ۱۴۴)

یہ پیشگوئی آپ کے وجود اقدس میں جس عمدگی سے پوری ہوئی وہ درحقیقت خدا تعالیٰ کا ایک عظیم الشان نشان ہے آپ نے جو عظیم الشان لٹریچر اپنی یادگار چھوڑا ہے، وہ اس پیشگوئی کی صداقت کو روز روشن کی طرح ظاہر کر رہا ہے۔ یہ ایک واقعہ ہے جس کو سلسلہ احمدیہ کے معاند بھی نہیں جھٹلا سکتے کہ جو لٹریچر حضرت فضل عمرؓ نے پیدا کیا وہ اپنی افادیت اپنی وسعت اپنی تعداد اور اپنی اہمیت کے لحاظ سے نہایت عظیم الشان ہے۔ اور موجودہ زمانہ میں اپنی کوئی دوسری نظیر نہیں رکھتا۔ سرسید کے مقالات اور رسائل سولہ ضخیم جلدوں میں مرتب کئے گئے ہیں۔ لیکن اگر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مضامین خطبات اور ملفوظات جمع کئے جائیں تو بلا مبالغہ پچاس جلدوں میں آئیں بلکہ ان سے بھی زیادہ جلدوں میں۔ یہ حقیقت ہے کہ جو بے نظیر اور شاندار ذخیرہ کتب آپ نے اپنے بعد چھوڑا ہے وہ عجیب و غریب نکات و معارف کا مجموعہ اور بے حد معلومات افزا اور بیش بہا علمی خزانہ ہے۔ جن جن موضوعات پر آپ نے قلم اٹھایا [illegible] علاوہ علوم کا جو سمندر ان [illegible] بھرا ہوا ہے وہ ایک بیش قیمت [illegible] جس کی چمک دمک اور [illegible] سب دیکھ [illegible] ہیں کہ ایک شخص جو [illegible] کر سکا [illegible] باقاعدہ تعلیم [illegible] دینیات، فقہ اور حدیث [illegible] حاصل [illegible] خلافت کے بار

اور کاموں کی زیادتی نے جسے بے حد مشغول کر دیا تھا۔ جسے اپنی اہم ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے دن رات سخت اور شدید محنت کرنی پڑتی تھی۔ جسے پانچوں وقت مسجد میں آکر نمازیں پڑھانی پڑتی تھیں جسے جمعہ، عیدین اور نکاحوں کے موقعوں پر خطبات دینے پڑتے تھے۔ جسے نہایت کثرت کے ساتھ جلسوں، محفلوں اور تقریبات پر تقریریں کرنی پڑتی تھیں۔ بے شمار ڈاک روزانہ دیکھنی پڑتی اور ہر خط کے متعلق خود ہی جواب لکھوانا پڑتا تھا۔ احمدی اور غیر احمدی جس کی ملاقات کو بکثرت آتے رہتے تھے۔ جو اپنی قائم کردہ مختلف تنظیموں کی براہ راست خود نگرانی کیا کرتا تھا۔ وہ تصنیف و تالیف جیسے کام کے لئے وقت کہاں سے اور کس طرح نکال لیتا تھا۔ حالانکہ تصنیف و تالیف کے لئے جس سکون کی ضرورت ہے وہ آپ کو شاید ایک دن بھی میسر نہیں آیا۔ ان حالات کی موجودگی میں دو سو سے زیادہ تالیفات و تصنیفات کا عظیم ذخیرہ چھوڑ جانا ایک ایسی بات ہے کہ اگر حضورؓ کی مصنفہ کتابیں ہمارے سامنے نہ ہوتیں تو ہرگز یقین نہ آتا۔ جن جن موضوعات پر آپ نے اپنی زندگی میں قلم اٹھایا ہے ان کی مختصر سی تفصیل حسب ذیل ہے:-

(۱-۲) ترجمہ قرآن مجید اور اس کی تفسیر و تشریح کے متعلق
(۳) اسلامی اور مذہبی تصانیف
(۴) تبلیغی لٹریچر
(۵) غیر مبایعین کے متعلق
(۶) اصلاحی اور اخلاقی تصانیف
(۷-۸) سیاست اور حالات حاضرہ کے متعلق
(۹-۱۰) اقتصادیات و عمرانیات
(۱۱) مکتوبات، اعلانات اور اشتہارات
(۱۲-۱۳) تاریخی کتب و سوانحی کتابیں
(۱۴) دہریوں کے متعلق
(۱۵) عیسائیوں کے لئے لٹریچر
(۱۶-۱۷-۱۸) ہندوؤں، آریوں اور سکھوں کے متعلق
(۱۹) خلیفانہ تحریریں
(۲۰-۲۱) ملفوظات، خطبات اور تقریریں
(۲۲-۲۳) تصوف اور الٰہیات
(۲۴) اتفاق و اتحاد کے متعلق
(۲۵) مذہب و سائنس
(۲۶) متعلق ہندو مسلم فسادات
(۲۷) لٹریچر متعلق شاتمان رسولؐ
(۲۸) زمینداروں کے متعلق
(۲۹) تحریک کشمیر کے متعلق
(۳۰) احمدی خواتین کے متعلق
(۳۱) قیام و استحکام پاکستان کے متعلق
(۳۲) زراعت اور فلاحت کے متعلق
(۳۳) متعلق کمیونزم

ان مختلف اور متنوع موضوعات پر آپ نے وقتاً فوقتاً کتابیں تصنیف فرمائیں رسائل تحریر کئے ٹریکٹ لکھے۔ اعلانات اور اشتہارات شائع کئے۔ ان کے نام اور عنوانات جہاں تک معلوم ہو سکے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ حضورؓ کی تخلیقات کی فہرست حروف تہجی کے لحاظ سے مرتب کی گئی ہے۔ تاکہ آسانی کے ساتھ ہر تالیف یا پمفلٹ کا نام محفوظ کیا جا سکے۔ اگر اس پیشکردہ فہرست میں کسی کتاب کا نام رہ گیا ہو تو احباب کرام میں سے جنہیں اس کا علم ہو وہ ازراہ نوازش مجھے مطلع فرمائیں تاکہ فہرست بالکل مکمل ہو جائے۔

حضرت فضل عمرؓ کی تصنیفات و تالیفات کی تفصیلی فہرست

ا

(۱) اسلامی نماز (۱۹۲۵ء)
(۲) القول الفصل (۱۹۱۵ء)
(۳) انوار خلافت (۱۹۱۵ء)
(۴) اللہ تعالیٰ کی محبت صادقوں کے ساتھ ہے (۱۹۱۵ء)
(۵) ایک صاحب کے پانچ سوالوں کا جواب (۱۹۱۵ء)
(۶) اسلام اور دیگر مذاہب (۱۹۱۹ء)
(۷) [illegible] احمدیت کے متعلق مولوی محمد علی صاحب کو آخری حجت (۱۹۱۹ء)
(۸) اسلام میں اختلافات کا آغاز (۱۹۱۹ء)
(۹) ایک غلط بیانی کی تردید (۱۹۲۰ء)
(۱۰) آئینہ صداقت (۱۹۲۱ء)
(۱۱) احمدیت یعنی حقیقی اسلام (۱۹۲۴ء)
(۱۲) ایک سیاسی لیکچر (۱۹۲۴ء)
(۱۳) اساس الاتحاد (۱۹۲۴ء)
(۱۴) آل مسلم پارٹیز کانفرنس کے پروگرام پر ایک نظر (۱۹۲۵ء)
(۱۵) آپ اسلام اور مسلمانوں کے لئے کیا کر سکتے ہیں؟ (۱۹۲۶ء)
(۱۶) آل انڈیا کشمیر کمیٹی اور احرار اسلام (۱۹۳۱ء)
(۱۷) اسوۂ کامل (۱۹۳۳ء)
(۱۸) انقلاب حقیقی (۱۹۳۷ء)
(۱۹) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بلند شان (۱۹۳۷ء)
(۲۰) اعمال صالحہ (۱۹۳۷ء)
(۲۱) اہل پیغام سے عقائد کے فیصلہ کا آسان طریق اور مسئلہ وفات کے متعلق اعتراضات کا جواب (۱۹۴۰ء)
(۲۲) امام جماعت احمدیہ کا اہم پیغام (بیان) اور پارٹیشن کمیشن کے نام (۱۹۴۷ء)
(۲۳) اصول احمدیت (۱۹۴۷ء)
(۲۴) اسوۂ حسنہ (۱۹۴۸ء)
(۲۵) الموعود (۱۹۴۴ء)
(۲۶) اسلام کا اقتصادی نظام (۱۹۴۵ء)
(۲۷) آئندہ الیکشنوں کے متعلق جماعت احمدیہ کی پالیسی (۱۹۴۵ء)
(۲۸) الاستفتاء (۱۹۴۶ء)
(۲۹) الانتصار بذوات الخمار (۱۹۳۰ء)

(۳۰) احمدیت کا پیغام (۱۹۴۸ء)
(۳۱) الکفر ملۃ واحدۃ (۱۹۳۸ء)
(۳۲) اسلام اور ملکیت زمین (۱۹۵۰ء)
(۳۳) ایک ضروری پیغام (۱۹۶۱ء)
(۳۴) اہل کشمیر کے نام میرا پہلا خط
(۳۵) " " " دوسرا خط
(۳۶) " " " تیسرا خط
(۳۷) " " " چوتھا خط
(۳۸) " " " پانچواں خط
(۳۹) " " " چھٹا خط
(۴۰) " " " ساتواں خط
(۴۱) " " " آٹھواں خط
(۴۲) احمدی اور غیر احمدی میں فرق
(۴۳) اللہ تعالیٰ کی ہستی کا زندہ ثبوت
(۴۴) اظہار حقیقت (متعلق مولوی محمد علی)
(۴۵) اسلام کا آئین اساسی
(۴۶) ایک عظیم الشان پیشگوئی

ب

(۱) برکات خلافت (۱۹۱۴ء)
(۲) بالشویک علاقوں میں تبلیغ احمدیت (۱۹۲۳ء)
(۳) برادران کشمیر کے نام میرا پہلا پیغام
(۴) " " " دوسرا پیغام
(۵) " " " سلسلہ چہارم کا مکتوب اول
(۶) " " " مکتوب دوم

پ

(۱) پیارا وعظ
(۲) پیغام مسیح (۱۹۱۸ء)
(۳) پیارا نبی (۱۹۲۳ء)
(۴) پیغام آسمانی (۱۹۲۴ء)
(۵) پردہ کے متعلق ایک ضروری خطبہ (۱۹۵۸ء)
(۶) پکارنے والے کی آواز

ت

(۱) تحفۃ الملوک
(۲) ترقی اسلام کے متعلق شملہ سے جماعت کے نام پیغام (۱۹۱۷ء)
(۳) تقدیر الٰہی (۱۹۱۹ء)
(۴) ترک موالات اور احکام اسلام (۱۹۲۰ء)
(۵) تقریر سیالکوٹ (۱۹۲۲ء)
(۶) تحفہ شہزادہ ویلز (۱۹۲۲ء)
(۷) تقریر برہ لینیڈر (۱۹۲۷ء)
(۸) تحفہ لارڈ ارون (۱۹۳۱ء)
(۹) تبلیغ حق (۱۹۳۳ء)
(۱۰) تفسیر کبیر ۱۰ جلدیں
(۱۱) تعلیم العقائد والاعمال پر خطبات (۱۹۵۱ء)

(۲) تعلق باللہ (۱۹۵۲ء)
(۳) تحقیقاتی عدالت میں حضرت امام جماعت احمدیہ کا بیان (۱۹۵۳ء)
(۴) تفسیر صغیر (۱۹۵۶ء)
(۵) تناسخ اور آواگون (۱۹۵۶ء)
(۶) تبلیغ ہر مسلمان پر فرض ہے (۱۹۵۶ء)
(۷) تحریک اتحاد
(۸) تقریر شملہ

ٹ

(۱) ٹرکی کا مستقبل (۱۹۱۹ء)

ج

(۱) جماعت احمدیہ کا عقیدہ (۱۹۴۳ء)
(۲) جو (حضرت) خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا منکر ہے وہ یقیناً اسلام سے باہر ہے (۱۹۵۳ء)

چ

(۱) چشمہ توحید (۱۹۳۰ء)
(۲) چند غلطیوں کا ازالہ (۱۹۱۵ء)
(۳) چشمہ ہدایت (۱۹۵۱ء)
(۴) چٹھی بنام اہل کشمیر

ح

(۱) حقیقۃ النبوۃ (۱۹۱۵ء)
(۲) حقیقۃ الرؤیا (۱۹۱۷ء)
(۳) حقیقت امر (۱۹۱۸ء)
(۴) حقائق القرآن (۱۹۲۰ء)
(۵) حق الیقین (د صفوات الصلین) (۱۹۲۶ء)
(۶) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے (۱۹۲۷ء)
(۷) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے تین شاہد (۱۹۲۳ء)
(۸) حالات حاضرہ کے متعلق حضرت امام جماعت احمدیہ کا فرمان (۱۹۴۷ء)
(۹) حضرت خلیفۃ المسیح کا فرمان (۱۹۱۹ء)

خ

(۱) خطبات محمود (۱۹۱۳ء)
(۲) خدا تعالیٰ کے قہری نشان (۱۹۱۸ء)
(۳) خزینۃ السلام (۱۹۲۳ء)
(۴) خلافت راشدہ (۱۹۳۹ء)
(۵) خطبات النکاح جلد اول (۱۹۳۹ء)
(۶) " " دوم
(۷) خطبات عیدین (۱۹۳۲ء)
(۸) خلافت حقہ اسلامیہ (۱۹۵۶ء)
(۹) خدمت دین کا فریضہ اور احمدی نوجوان (۱۹۶۱ء)
(۹) خلافت احمدیہ کے مخالفین کی تحریک

د

(۱) دلائل ہستی باری تعالیٰ (۱۹۱۳ء)
(۲) درس القرآن (۱۹۲۱ء)
(۳) دعوت عملاء (۱۹۲۲ء)
(۴) دعوت الامیر برائے امیر افغانستان (۱۹۲۶ء)
(۵) دیباچہ تفسیر القرآن (۱۹۴۸ء)

ذ

(۱) ذکر الٰہی (۱۹۱۶ء)

ر

(۱) روحانی علوم
(۲) رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کا تحفظ اور ہمارا فرض
(۳) رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی تعلیم

ز

(۱) زندہ خدا کے زبردست نشان (۱۹۱۶ء)
(۲) زندہ مذہب (۱۹۱۶ء)
(۳) زمینداروں کی اقتصادی مشکلات کا حل (۱۹۳۱ء)
(۴) زندہ خدا کے زندہ نشان

س

(۱) سیرت النبی (آپ کے مضامین مندرجہ الفضل کا مجموعہ) (۱۹۱۳ء)
(۲) ساڑھے چار لاکھ مسلمان ارتداد کے لئے تیار (۱۹۲۳ء)
(۳) سیرت حضرت مسیح موعودؑ (۱۹۲۵ء)
(۴) سائمن کمیشن کے متعلق رائے (۱۹۲۶ء)
(۵) سرزمین کابل کا تازہ نشان (۱۹۲۴ء)
(۶) سردار کھڑک سنگھ صاحب اور ان کے ہمراہیوں کو دعوت حق (۱۹۲۴ء)
(۷) سیر روحانی (پہلی تقریر) (۱۹۳۸ء)
(۸) " " (دوسری ") (۱۹۴۰ء)
(۹) " " تیسری (۱۹۴۱ء)
(۱۰) " " چوتھی (۱۹۴۰ء)
(۱۱) " " پانچویں (۱۹۵۰ء)
(۱۲) " " چھٹی (۱۹۵۱ء)
(۱۳) سکھ قوم کے نام دردمندانہ اپیل (۱۹۴۷ء)
(۱۴) سیرۃ خیر الرسل (صلی اللہ علیہ وسلم)

ش

(۱) شکریہ اور اعلان ضروری (۱۹۱۴ء)
(۲) شرعی تعزیر کے متعلق صحیح اسلامی نظریہ (۱۹۵۱ء)

ص

(۱) صادقوں کی روشنی کون دور کرسکتا ہے (۱۹۲۱ء)
(۲) ترک موالات (۱۹۲۰ء)
(۳) صلح کا پیغام (۱۹۴۵ء)

ض

(۱) ضروری اعلان نمبر ۱ (متعلق مسلمانان کشمیر)
(۲) " " " نمبر ۲

ع

(۱) عید الاضحیہ پر مسلمانوں کا فرض (۱۹۱۶ء)
(۲) عرفان الٰہی (۱۹۱۹ء)
(۳) عقائد احمدیت (۱۹۶۱ء)

ف

(۱) فرائض مستورات (۱۹۴۰ء)
(۲) فیصلہ درتمان کے بعد مسلمانوں کا اہم فرض (۱۹۲۷ء)
(۳) فریضہ تبلیغ اور احمدی خواتین (۱۹۴۶ء)
(۴) فتح اسلام

ق

(۱) قبولیت دعا کے طریق (۱۹۱۶ء)
(۲) قول الحق (۱۹۲۴ء)
(۳) قیام پاکستان اور ہماری ذمہ داریاں (۱۹۴۸ء)
(۴) قادیانی مسئلہ کا جواب

ک

(۱) کون ہے جو خدا کے کام روک سکے! (۱۹۱۴ء)
(۲) کلام محمود (آپ کا منظوم کلام جو بیسیوں مرتبہ چھپ چکا ہے)
(۳) کیا آپ اسلام کی زندگی چاہتے ہیں؟ (۱۹۲۷ء)
(۴) کشمیری لیڈر مسٹر عبداللہ کی گرفتاری پر اہل کشمیر کا فرض
(۸۔۵) کمیونزم اور ڈیموکریسی (ترجمہ انگریزی)

گ

(۱) گوشت خوری

ل

(۱) لیکچر شملہ (۱۹۲۷ء)
(۲) لوح الہدیٰ

م

(۱) مدارج تقویٰ
(۲) مسلمان وہ ہے جو خدا کے سب ماموروں کو مانے
(۳) منصب خلافت
(۴) ملائکۃ اللہ (۱۹۲۰ء)
(۵) معاہدہ ترکیہ اور مسلمانوں کا آئندہ رویہ (۱۹۲۰ء)
(۶) معارف القرآن (۱۹۲۲ء)
(۷) محبت الٰہی (۱۹۲۲ء)
(۸) مجمع البحرین (۱۹۲۴ء)
(۹) مطالبہ وقف جائداد (۱۹۴۴ء)
(۱۰) منہاج الطالبین (۱۹۲۵ء)
(۱۱) مذہب اور سائنس (۱۹۲۴ء)
(۱۲) مسلمانان ہند کے امتحان کا وقت (۱۹۲۷ء)

معجون فوفل سیلان الرحم (لیکوریا) کے لئے مفید دوائی - قیمت مکمل کورس ۵ روپے دواخانہ خدمت خلق رجسٹرڈ گولبازار ربوہ

(۳) مسلمانوں کے حقوق اور نہرو رپورٹ (۱۹۲۸ء)
(۴) حضرت امام جماعت احمدیہ کا مکتوب مسئلہ ذبیحہ گائے کے متعلق (۱۹۳۹ء)
(۵) میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں (۱۹۳۶ء)
(۶) مجموعہ نظم (کلام محمود) (۱۹۴۷ء)
(۷) مسئلہ وحی و نبوت کے متعلق اسلامی نظریہ (۱۹۵۳ء)
(۸) میری وصیت
(۹) مطالبات تحریک جدید
(۱۰) مسئلہ زکوٰۃ

ن

(۱) نجات (بجواب پادری سیکلین) (۱۹۰۹ء)
(۲) نجات (تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۲۲ء)
(۳) نظام نو (۱۹۴۲ء)
(۴) نبیوں کا سردار (۱۹۴۸ء)
(۵) نظام آسمانی کی مخالفت اور اس کا پس منظر (۱۹۶۶ء)
(۶) ترانے ایمان نمبر ۱
(۷) " " نمبر ۲
(۸) " " نمبر ۳
(۹) " " نمبر ۴

و

(۱) وحی ہمارا کرشن (۱۹۳۶ء)

ھ

(۱) ہدایات زریں (۱۹۲۱ء)
(۲) ہستی باری تعالیٰ (۱۹۲۵ء)
(۳) ہمارا رسول (۱۹۲۴ء)
(۴) ہندو مسلم فسادات۔ ان کا موجب اور مسلمانوں کا آئندہ طریق عمل (۱۹۲۷ء)
(۵) ہندوستان کے موجودہ سیاسی مسئلہ کا حل (۱۹۳۰ء)
(۶) ہدایات برائے مبلغین ملکانہ

مندرجہ بالا کتابوں میں سے اکثر تالیفات اور تصنیفات کے علاوہ جو حضرت فضل عمرؓ نے مستقل طور پر تحریر فرمائیں بہت سے مضامین اور خطبات بھی ہیں جو دعوۃ و تبلیغ یا اصلاح و ارشاد یا بک ڈپو تالیف و اشاعت نے یا گاہے گاہے تشحیذ الاذہان یا الفضل وغیرہ سے لے کر کتابی شکل میں شائع کئے اور اس طرح ان کو محفوظ کر دیا۔ مستقل تصانیف کے علاوہ حضرت فضل عمرؓ کی گوہر فشانی علمی جا بجا بکھری ہوئی ہیں۔

(۱) سلسلہ کے اخبارات و رسائل الحکم تشحیذ الاذہان، البدر، ریویو آف ریلیجنز اردو اور الفضل وغیرہ میں۔

(۲) غیر احمدی اخبارات و رسائل تنظیم امرتسر اور نیرنگ خیال و شاہکار لاہور وغیرہ میں۔

(۳) مجلس مشاورت کی سالانہ رپورٹوں میں

(۴) اپنے خطوط میں جو آپ نے بے شمار کی تعداد میں مختلف اوقات میں مختلف لوگوں کو لکھے۔ اگر ان سب مضامین تقاریر اور مکتوبات کو جمع کر کے شائع کیا جائے تو آپ کی تصنیفات کی تعداد ... سے بھی زیادہ بڑھ جائے گی۔ اگر صرف جمعہ اور عیدین کے خطبات ہی ایک جگہ مرتب کئے جائیں تو بارہ یا پندرہ جلدوں سے کم میں نہیں سمائیں گے۔ کاش الشرکۃ الاسلامیہ یا اصلاح و ارشاد کا محکمہ اس طرف توجہ کرے تو علوم و معارف کا ایک بیش بہا خزانہ بیاب کے ہاتھوں میں آ سکتا ہے۔ بالخصوص قرآن کریم کے رموز و نکات اور معارف و محاسن جو ان مضامین میں بھرے پڑے ہیں وہ حسن لطافت میں اپنی کوئی دوسری مثال نہیں رکھتے۔ حضرت فضل عمرؓ کی قرآن دانی اتنی بے مثل اور بے نظیر تھی کہ آپ کے اور سلسلہ کے شدید ترین دشمنوں کو بھی اس کا اعتراف تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ "مولانا" ظفر علی خاں ایڈیٹر زمیندار نے احراریوں کو مخاطب کر کے بڑے پُرزور طریقہ پر لکھا تھا۔

"کان کھول کر سن لو! تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن ہے اور قرآن کا علم ہے تمہارے پاس کیا دھرا ہے؟ تم نے تو کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا۔ مرزا محمود کے پاس ایسی جماعت ہے جو تن من دھن اس کے اشارے پر اس کے پاؤں پر نچھاور کرنے کو تیار ہے۔ مرزا محمود کے پاس مبلغ ہیں۔ مختلف علوم کے ماہر ہیں۔ دنیا کے ہر ملک میں اس نے اپنا جھنڈا گاڑ رکھا ہے۔"

(ایک خوفناک سازش مصنفہ مولانا مظہر علی اظہر ص۱۹۶)

۱۹ مارچ ۱۹۲۷ء کو لاہور میں شاعر مشرق علامہ اقبال کی صدارت میں ایک جلسہ ہوا جس میں حضرت مصلح موعودؓ نے تقریر فرمائی اس تقریر کے بعد صدر جلسہ علامہ اقبال نے حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"ایسی پُر از معلومات تقریر بہت عرصہ کے بعد لاہور میں سننے میں آئی ہے۔ خاصکر جو قرآن شریف کی آیات سے مرزا صاحب نے استنباط کیا ہے وہ تو نہایت ہی عمدہ ہے میں اپنی تقریر کو زیادہ دیر تک جاری نہیں رکھ سکتا تا مجھے (مرزا صاحب کی) اس تقریر سے جو لذت حاصل ہوئی ہے وہ زائل نہ ہو جائے۔ اس لئے میں اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔" (الفضل ۵ اپریل ۱۹۲۷ء)

قرآن دانی اور قرآن فہمی کے علاوہ آپ کی اعلیٰ قابلیت اور لیاقت کا اظہار آپ کے ایک دوسرے مخالف شمس العلماء خواجہ حسن نظامی ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

"اکثر بیمار رہتے ہیں مگر بیماریاں ان کی علمی مستعدی میں رخنہ نہیں ڈال سکتیں۔ انہوں نے مخالفت کی آندھیوں میں اطمینان کے ساتھ کام کر کے اپنی مغلئی جوانمردی کو ثابت کر دیا اور اس بات کو بھی کہ مغل ذات کار فرمائی کا خاص سلیقہ رکھتی ہے۔ سیاسی سمجھ بھی رکھتے ہیں اور مذہبی عقل و فہم میں بھی قوی ہیں اور جنگی ہنر بھی جانتے ہیں۔ یعنی دماغی اور قلمی جنگ کے ماہر ہیں؟"

(اخبار عادل دہلی مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۳۳ء)

حضرت فضل عمرؓ کی نہایت وسیع علمی، ادبی اور تاریخی واقفیت و معلومات کا ایک تجربہ مجھے بھی ہوا۔ میں نے سنسکرت کی مشہور کتاب کلیلہ دمنہ (جس کا فارسی اور اردو میں انوار سہیلی کے نام سے ترجمہ ہوا) کی تاریخ اور اس کے مختلف ترجموں کی تفصیل تین سال کی تلاش اور محنت کے بعد مرتب کی مگر میری حیرت کی انتہا نہ رہی۔ جب ایک مرتبہ خطبہ جمعہ میں بسبیل تذکرہ حضرت صاحب نے نہایت جامعیت لیکن اختصار کے ساتھ اس کتاب کی تمام تاریخ صرف چند لفظوں میں بیان کر دی۔ اور ایسی سلاست اور روانی کے ساتھ کہ میں بے اختیار سوچنے لگا کہ یہ عجیب و غریب واقفیت اور عجیب و غریب قابلیت کا انسان ہے کہ اسے ہر علم اور فن سے پوری واقفیت ہے اور اس کا مطالعہ کتنا وسیع ہے کہ قصہ کہانیوں کی اس کتاب کی بھی ساری تاریخ اس نے چند لفظوں میں بیان کر کے رکھ دی۔

اللہ تعالیٰ نے ہزاروں برکتیں اور رحمتیں نازل فرمائے حضرت فضل عمرؓ کی پاک روح پر۔ گردش لیل و نہار ہزار پھیر کھاتی ہے جب ایسا گوہر نایاب پیدا ہوتا ہے۔ ایسے نازش فرزندان تاریخ بہت ہی کم منظر عام پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں تو اپنے محیر العقول کارناموں سے ایک دنیا کو محو حیرت کر دیتے ہیں۔ مرزا محمودؓ تجھ پہ لاکھوں سلام!
تو نے ہر سانس کیا دین محمدؐ کے لئے

تیرہ و تاریک دُنیا میں اُجالا کر دیا

مکرم اکبر حمیدی صاحب فیروز والہ

دہر میں اسلام کا پھر بول بالا کر دیا
زندگی کا تُو نے نصب العین پورا کر دیا

مادیت کی موت سے تُو نے جہاں کو دی نجات
کس قدر مایوس بیماروں کو اچھا کر دیا

تُو نے ذروں کو اٹھایا اور مہر و مہ کیا
تُو نے قطروں پر نظر کی اور دریا کر دیا

تُو نے صحراؤں کے دل میں دھڑکنیں بیدار کیں
تُو نے پھر مُردہ لبوں کو نغمہ پیرا کر دیا

اک نئے انداز سے کی تُو نے تفسیر حیات
زندگی کا اک نیا مفہوم پیدا کر دیا

کھو گئے خود اس طرح اس حُسن کے انوار میں
اپنی ہر جانب اسی کو جلوہ آرا کر دیا

تُو جو نکلا مشعل فرقان ہاتھوں میں لئے
تیرہ و تاریک دُنیا میں اُجالا کر دیا

بائیسکل ٹرائیسکل اور بچہ گاڑیاں مضبوط خوبصورت اور ارزاں ملنے کا پتہ محبوب عالم اینڈ سنز راجپوت سائیکل نیلا گنبد لاہور

حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمدردی و شفقت

مکرم ملک محمد عبد اللہ صاحب فاضل

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۹۱۴ء میں مسند خلافت پر متمکن ہوئے۔ اس سال کے جلسہ سالانہ پر آپ نے برکات خلافت کے موضوع پر ایک معرکۃ الآراء تقریر فرمائی۔ اس تقریر میں آپ نے فرمایا:

"تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا، تمہاری محبت رکھنے والا، تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا اور تمہارے لئے خدا کے حضور دعا کرنے والا ہے۔" (برکات خلافت صفحہ)

حضرت اقدس کی یہ ۱۹۱۴ء کی تقریر ہے حضور کا وصال نومبر ۱۹۶۵ء میں ہوا۔ اس اتنے لمبے عرصہ کا ایک ایک دن اس امر پر شاہد ہے کہ حضرت فضل عمرؓ نے جو الفاظ اپنے عہد مبارک کے پہلے جلسہ سالانہ پر بیان فرمائے تھے۔ آپ کی ساری زندگی کے مطابق بسر ہوئی۔ دوسروں کے درد کو اپنا درد سمجھا اور جب بھی جماعت کے کسی فرد کو تکلیف میں دیکھا اپنے آرام کو ترک کر دیا اور اس کی تکلیف کو دور کرنے کی سعی دعا اور دوا دونوں طرح کی۔ آپ کی حقیقی ہمشیرہ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے اپنے ایک شعر میں اس حقیقت کو نہایت ہی صحیح رنگ میں بیان فرمایا ہے جبکہ حضور کی علالت کے دوران میں آپ نے جماعت کو دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

قوم احمد جاگ تو بھی جاگ اس کے واسطے
ان گنت راتیں جو تیرے درد سے سویا نہیں

(درِ عدن)

قادیان دارالامان کا واقعہ ہے۔ بٹالہ میں احمدی اور غیر احمدی علماء کا مناظرہ تھا۔ ان دنوں مناظرے اور مباحثے کثرت سے ہوتے تھے۔ بٹالہ میں جماعت احمدیہ کی مخالفت بہت تھی۔ اس لئے قادیان اور دیگر قریبی جماعتوں کے احمدی احباب مناظرہ میں شمولیت کی غرض سے بٹالہ پہنچے ہوئے تھے۔ مناظرہ چونکہ دو دن تھا اس لئے بہت سے احمدی احباب شہر کے متصل کمپنی باغ میں ڈیرا ڈالے ہوئے تھے۔ گرمی کے ایام تھے۔ اہل بٹالہ نے حسب عادت بڑھ چڑھ کر مخالفت کی اور دوکانداروں کو احمدی احباب کو کھانے پینے کی چیزیں دینے سے روک دیا گیا۔ رات عشاء کی نماز کے بعد حضرت فضل عمرؓ کو قادیان میں یہ رپورٹ پہنچی کہ بٹالہ میں جماعت کے دوست باغ میں مقیم ہیں اور انہیں کھانا نہیں ملا۔ یہ خبر سنتے ہی حضور بے چین ہو گئے۔ ابھی آپ نے خود بھی کھانا نہیں کھایا تھا۔ اسی وقت محترم مولانا مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل حال امیر جماعت قادیان کو بلوایا۔ آپ اس وقت مقامی جماعت کے پریذیڈنٹ تھے۔ میں بھی مقامی جماعت کا سیکرٹری ہونے کی وجہ سے آپ کے ہمراہ تھا۔ جب ہم مسجد مبارک کی بالائی چھت پر پہنچے تو حضور بڑے اضطراب میں ٹہل رہے تھے۔ ہمیں دیکھتے ہی حضور نے محترم مولوی صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ ابھی رپورٹ ملی ہے کہ بٹالہ میں اپنے دوستوں کو کھانے کی تکلیف ہے ہم نے حضور کے اس ارشاد کو اچھی طرح نہ سمجھتے ہوئے عرض کی کہ حضور صبح ہوتے ہی اس کا انتظام کر دیا جائے گا اس پر آپ نے فرمایا کہ پھر مجھے تمام رات جاگنا پڑے گا۔ ان الفاظ کو سنتے ہی ہمیں اپنی غلطی کا احساس ہوا اور عرض کی کہ حضور ابھی انتظام کرتے ہیں۔ رات کے دس بجے کے قریب کا وقت ہوگا۔ وہاں سے اتر کر دفتر کی ایک جیپ کا انتظام کیا۔ اور اسی وقت لنگر خانہ میں جا کر باورچی کو جگایا۔ کھچڑی کا سامان ایک دیگ، ایندھن اور دوسری ضروری اشیاء لے کر جیپ میں ڈالیں اور ہم جلدی ہی بٹالہ کی سڑک پر رواں دواں تھے۔ گیارہ بارہ میل کا یہ راستہ جلد ہی طے ہو گیا۔ بٹالہ پہنچ کر باورچی نے اسی وقت زمین میں چولہا بنا کر دیگ پکانے کا انتظام کر لیا۔ احباب کو جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے اس اضطراب کا علم ہوا تو ان کی عجیب ہی کیفیت تھی۔ وہ ایک طرف دوڑ بھاگ کر کھچڑی پکانے میں ہر ممکن مدد کر رہے تھے۔ اور دوسری طرف وہ زیر لب اپنے امام واجب الاحترام کے لئے دعا مانگ رہے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے کیسا ہمدرد جانثار اور خیر خواہ خلیفہ عطا فرمایا ہے۔ محترم مولانا عبد الرحمٰن صاحب نے اسی وقت جیپ کار کو قادیان واپس کیا اور حضور کی خدمت میں اطلاع بھجوائی کہ احباب کے لئے چاول تیار کر دیئے گئے ہیں۔ دوسرے دن پتہ لگا کہ حضور رات کو ہماری رپورٹ کا انتظار ہی فرما رہے تھے۔ اور اس رپورٹ کے بعد ہی آپ نے کھانا کھایا نیز ہمارے اس کام پر خوشنودی کا اظہار بھی فرمایا۔

غرباء کے ساتھ آپکی ہمدردی اور شفقت بے نظیر تھی۔ قادیان اور پھر ربوہ میں محلہ وار غرباء اور قابل امداد افراد کی فہرستیں بنائی گئیں۔ خاص طور پر عیدین اور رمضان شریف میں ان مستحقین کی آپ بہت خبر گیری فرماتے تھے۔ یہ بات بھی آپ کے فضائل میں سے ہے کہ قربانی کی عید پر محلہ وار گوشت جمع کر کے غرباء میں تقسیم کیا جاتا۔ اور اس بات کی نگرانی کی جاتی کہ عید کے دن کوئی گھر گوشت کے بغیر نہ رہے۔ یہ نظام بفضلہٖ آج بھی جاری ہے۔ عید الفطر کے موقعہ پر قادیان میں حضور کی طرف سے ایسا انتظام بھی کیا جاتا رہا کہ غرباء کے گھروں میں آٹا، سویاں، گھی اور کھانڈ تقسیم کی جاتی۔ کیونکہ رقم کی امداد کی صورت میں ضرورت مند لوگ اسے دوسری ضروریات میں صرف کر لیتے اور حضور کا منشاء مبارک یہ تھا کہ عید کے موقعہ پر غرباء بھی اپنے ہاں اچھا کھانا تیار کر سکیں۔

حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق احادیث میں آتا ہے۔ کہ حضور رمضان المبارک میں صدقہ و خیرات بہت کرتے تھے۔ اور غرباء کی بہت مدد فرماتے تھے۔ حضرت فضل عمرؓ بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اسی سنت پر پوری طرح عمل پیرا تھے۔ رمضان المبارک کے ایام میں آپ کثیر رقوم غرباء میں تقسیم فرماتے۔ اس کا انتظام بھی محلہ وار تھا تاکہ کوئی مستحق اس مدد سے محروم نہ رہ جائے۔ چنانچہ ۱۹۴۲ء کے رمضان المبارک میں حضور نے گیارہ صد روپیہ کی ایک رقم حضرت مولانا شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ کو بھجوائی کہ اسے مستحقین میں تقسیم کر دیا جائے۔ میں ان ایام میں حضرت مولوی صاحب کے ساتھ دفتر تفسیر القرآن انگریزی میں کام کرتا تھا۔ اور آپ اس قسم کا کام میرے سپرد فرما دیا کرتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اس گیارہ صد روپے کے متعلق جو تحریر حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ کو تحریر فرمائی یہ حضور کے اپنے ہاتھ کی تحریر فرمودہ ہے اور اتفاق سے اب بھی میرے پاس محفوظ ہے۔ حضور اس میں تحریر فرماتے ہیں:

"مکرمی مولوی صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
پانچ سو روپیہ کا رقعہ پہلے بھجوا چکا ہوں۔ چھ صد روپیہ کا ایک اور بھجوا رہا ہوں یہ روپیہ بھی محاسب صاحب سے لے لیں اور غرباء میں آٹا وغیرہ تقسیم کروا دیں۔"

اس کے بعد اسی خط میں حضور نے چند ایک نام بھی تحریر فرمائے ہیں کہ ان لوگوں کو بھی اس امداد میں مدنظر رکھیں۔ اللہ اللہ کیسا بابرکت وجود تھا جسے ہر وقت اپنے خدام کی بہتری اور بہبودی کا خیال رہتا تھا۔ اور ہر مشکل کے وقت میں وہ ان کا سچا ہمدرد اور حقیقی خیر خواہ تھا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

دماغی امراض
مثلاً مالیخولیا، وہم، وسواس، جنون، دیوانگی اور پاگل پن کا جدید طریقہ سے کامیاب علاج
جلدی امراض
مثلاً خشک خارش، دھدر، بالچر، جمیل، لوط اور گنج کا کامیاب علاج
دواخانہ حکیم عبد العزیز کھوکھر منزل
مغربی جانب چاک چیچہ حافظ آباد ضلع گو[جرانوالہ]

قادیان کا قدیمی مشہور عالم ادویہ
سرمہ نور جسم
کے جملہ امراض چشم کے لئے
اکسیر ثابت ہو چکا ہے
ہمیشہ خریدتے وقت
شفاخانہ رفیق حیات رجسٹرڈ سیالکوٹ
کا لیبل ملاحظہ فرما لیا کریں
شفاخانہ رفیق حیات رجسٹرڈ ٹرنک بازار سیالکوٹ

سیدنا حضرت فضل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیش فرمودہ مالی تحریکات

اور اس کے نتیجہ میں

جماعت احمدیہ کی عدیم المثال قربانیاں

مرتبہ :- مکرم مولوی سلطان احمد صاحب پیرکوٹی

اس مضمون میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کے اس پہلو کو بیان کیا گیا ہے کہ حضور نے دینی ضروریات کے لئے کس کس طرح اور کب جماعت کو مالی قربانی کی دعوت دی اور جماعت نے حضور کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے سمع و اطاعت کا کیسا اعلیٰ اور عدیم المثال نمونہ پیش کیا اور ہر موقعہ پر بھاری رقوم خدمتِ اسلام کی خاطر حضور کی خدمت میں پیش کر دیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب "فتح اسلام" میں تبلیغ اسلام اور تکمیل اشاعت ہدایت کی شاخوں کی تفصیل بیان کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔

"ان سب کاموں کے سلسلہ اجراء کے لئے بجز انتظام سرمایہ اور مالی امداد کے اور کوئی اور وسیلہ نہیں۔"

گویا تبلیغ اسلام اور تکمیل اشاعت ہدایت کا یہ دور جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بروز کامل ہونے کی حیثیت سے مبعوث ہوئے، مالی قربانیوں کا دور ہے۔ اس زمانہ میں اشاعت کے عام ذرائع موجود ہیں مثلاً ریل ہے جہاز ہیں تار اور ٹیلیفون ہیں پریس ہے لیکن ان چیزوں سے فائدہ بھی اٹھایا جا سکتا ہے جب سرمایہ موجود ہو اور اس سرمایہ کے حصول کے لئے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ساری جائداد کو اپنی زندگی میں ہی وقف کئے رکھا۔ وہاں آپ نے جماعت سے بھی چندہ کی اپیل کی۔ اور بار بار اپیل کی۔

خلافت بھی نبوت ہی کا ایک حصہ ہے خلیفہ اپنے متبوع کی لائی ہوئی تعلیم کو آگے پھیلاتا ہے اور نبوت کے زمانہ میں تابعین کا گروہ پیدا ہو جاتا ہے جو خلافت کے زمانہ میں تعداد میں اور زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور پھر کام بھی وسعت اختیار کر لیتا ہے۔ اس لئے جوں جوں زمانہ گزرتا گیا، کام وسیع ہوتا گیا اور اس کے لئے اموال کی بھی زیادہ ضرورت پیش آتی رہی۔ اور وہ اموال حسب ضرورت جماعت سے ملتے گئے۔

حضرت مصلح موعود کا زمانہ بڑا اہمیت کا حامل تھا۔ کیونکہ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کے مطابق زمین کے کناروں تک شہرت پانی تھی اور آپ کے ذریعہ احمدیت نے دنیا کے مختلف ممالک میں پھیلنا تھا۔ پھر آپ کی پیدائش سے قبل ہی اللہ تعالیٰ نے یہ بتا دیا تھا کہ

"اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔"

یعنی جماعت احمدیہ کی قیادت سنبھالنے کے معاً بعد آپ کو فضل یعنی اموال عطا ہوں گے۔ پھر آپ کو صاحب دولت کہہ کر اس بات کی پیشگوئی فرما دی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ظاہری دولت سے بھی مالا مال کرے گا۔ ان پیشگوئیوں کے پیش نظر اور جماعت کی وسعت اور کام کے پھیل جانے کے باوصف آپ کے دور میں روپیہ کی بہت زیادہ ضرورت تھی۔ چنانچہ حضور نے عام چندوں کے علاوہ جماعت کے سامنے کئی مالی تحریکات پیش کر کے ان سے دینی کاموں کی خاطر روپیہ حاصل کر کے دین پر خرچ کیا اور خود بھی صاحب دولت ہونے کی حیثیت میں خدا تعالیٰ کی راہ میں بے دریغ خرچ کیا۔

اس مضمون میں حضور کے عہد خلافت کے اس پہلو کو بیان کیا جا رہا ہے کہ آپ نے دینی ضروریات کے لئے کس کس طرح اور کب جماعت کو مالی قربانی کے لئے پکارا۔ اور جماعت نے آپ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے سمع و طاعت کا کیسا اعلیٰ اور عدیم المثال نمونہ پیش کیا۔ حضور نے اپنے قریباً باون سالہ دور خلافت میں ۳۱ مالی تحریکات کیں (تحقیق کا زیادہ وقت نہیں ملا ممکن ہے کہ بعض تحریکات میری نظر سے نہ گزری ہوں) اور ان سب تحریکات میں حضور کو اپنے مقصد عظیم الشان کامیابی نصیب ہوئی۔ ایک غریب جماعت کو جس کے پاس اموال پہلے ہی محدود تھے۔ اور پھر وہ اسلام اور احمدیت کی خاطر پہلے ہی اپنی توفیق سے بڑھ کر قربانی کر رہی تھی۔ ہنگامی ضروریات کے وقت بھاری رقوم پیش کرنے پر آمادہ کر لینا حضور کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ جس کی موجودہ زمانہ میں کوئی مثال پیش نہیں کی جا سکتی۔

آپ کی ان تحریکات کے سرسری مطالعہ سے بعض باتیں نمایاں طور پر معلوم ہوتی ہیں۔

(۱) آپ نے جب بھی جماعت سے کوئی مالی تحریک کی۔ اس سے پہلے خدا تعالیٰ سے دعا کی استخارہ کیا اور اس سے بشارات حاصل کرنے کے بعد قوم کو قربانی کے لئے بلایا۔

(۲) آپ کو اپنی ہر تحریک کی کامیابی پر کامل یقین ہوتا تھا کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے دعا اور اس سے بشارت حاصل کر لینے کے بعد جاری کی جاتی تھی۔

(۳) آپ کو اپنی جماعت کی اطاعت اور فرمانبرداری پر پورا بھروسہ تھا۔ اور آپ کو تحریک کرتے ہوئے یہ یقین ہوتا تھا کہ جماعت اپنا سب کچھ دے کر بھی آپکا مطالبہ پورا کر دیگی۔ اور پھر حضور تحریک کرنے کے بعد جماعت کو اس کے پورا کرنے کی توفیق ملنے کے لئے خدا تعالیٰ سے دعا کرتے رہتے۔

(۴) خدا تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے آپ رقم کے وصول ہونے کا انتظار کئے بغیر کام شروع کر دیتے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے آپ کو اپنے کلام میں اولو العزم قرار دیا تھا۔

(۵) خود قربانی کرنے میں سبقت لے کر جماعت کے سامنے اپنا اسوۂ حسنہ پیش فرماتے چنانچہ حضور نے اپنی جاری کردہ تحریکات میں کھوکھا روپیہ دین کی خاطر دیا۔ یہ بات جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کہ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا کو پورا کرنے والی تھی۔ وہاں آپ انا المسیح الموعود مثیلہ و خلیفتہ کے مصداق بنکر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی یفیض المال کو بھی ظاہری رنگ میں پورا کرنے والے تھے۔ آپ نے دین کے لئے بے دریغ روپیہ خرچ کیا اور خدا تعالیٰ نے آپ سے ہمیشہ یہ سلوک کیا کہ جتنا خرچ کیا اس سے بڑھ کر دیا کیونکہ آپ خدا تعالیٰ کے کلام میں صاحب فضل اور صاحب دولت قرار دیئے گئے تھے۔

اب حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مالی تحریکات کا مختصر طور پر ذکر کیا جاتا ہے۔

خاکسار سلطان احمد پیرکوٹی

۱- انجمن ترقی اسلام کے لئے چندہ کی اپیل

۱۲ اپریل ۱۹۱۴ء کو عہد خلافت ثانیہ کی پہلی مجلس شوریٰ منعقد ہوئی جس میں یہ قرارداد پیش کی گئی کہ ہندوستان کے تمام شہروں اور قصبوں میں تبلیغ کے لئے واعظ بھجوائے جائیں۔ نیز حضور نے جماعت احمدیہ کے نمائندگان کے سامنے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ۔

"میرے دل میں تبلیغ کا اب جوش ہے جس کی حدود میرے بیان میں نہیں آ سکتیں ...... اور انبیاء اور خلفاء کا پہلا کام ہی اللہ تعالیٰ نے یہ مقرر فرمایا ہے۔ اسی طرح مومنین کو حکم دیا ہے کہ ہر ایک جہاد فی سبیل اللہ میں مشغول رہے۔ لیکن میں نے اس وقت تک اس تحریک کے متعلق اس لئے کوئی اعلان شائع نہیں کیا کہ میں دعا میں مشغول تھا اور چاہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ سے پہلے استخارہ کر لوں۔ بعد میں اس کام کے لئے آپ لوگوں کو بلاؤنگا سو آج دعا اور استخارہ کے بعد آپ لوگوں کو وہ پیغام حق پہنچاتا ہوں جو دنیا کی ابتداء سے اللہ تعالیٰ کے بندے پہنچاتے چلے آئے ہیں اور وہ یہ ہے کہ من انصاری الی اللہ کون ہے جو دین کی اشاعت میں [illegible] گار اور معاون ہو"

پھر فرمایا:-

"اللہ تعالیٰ نے [illegible] کو پورا کرنے کے لئے میرے دل میں ڈالا [illegible] اسلام و احمدیت کی اشاعت کے لئے خاص جد و جہد کروں اور میں نے فی الحال اندازہ لگایا ہے کہ اس کام کو ایک سال کا خرچ بارہ ہزار روپیہ ہوگا۔ میں نے روپیہ کے انتظام کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی ہے۔ جس میں مفصلہ

معتقدین کے کل وہ ممبران شامل ہو گئے جو بیعت کر چکے ہیں۔ اور ان کے علاوہ، کچھ اور دوست بھی شامل کئے جائیں گے۔"

"میں نے بہت دعاؤں کے بعد اس بات کا اعلان کیا ہے اور اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ میری دعاؤں کو ضرور قبول کرے گا۔ اور خود اشاعتِ اسلام کے لئے سامان کرے گا۔ اور جو لوگ اس کام میں میرا ہاتھ بٹائیں گے ان پر فضل فضل فرمائے گا۔"

"میرے دوستو بارہ ہزار روپیہ سالانہ کی رقم بظاہر بہت معلوم ہوتی ہے۔ لیکن جس رب نے مجھے اس کام پر مقرر کیا ہے اس کے سامنے کچھ بھی نہیں وہ بڑے خزانہ والا ہے۔ وہ خود آپ لوگوں کے دل میں الہام کرے گا۔ اور آپ ہی اس کے لئے سامان کر دے گا۔"

(ضمیمہ الفضل ۲ مئی ۱۹۴۴ء)

چنانچہ ایسا ہی ہوا اللہ تعالیٰ نے حضورؓ کی دعاؤں کو سنا۔ اور جماعت نے حضور کے مطالبہ کے مطابق روپیہ حاضر کر دیا۔ اس بابرکت ادارہ نے ایک عرصہ تک دنیا میں تبلیغ اسلام کی ذمہ داری نہایت خوش اسلوبی سے سنبھالے رکھی۔ یہاں تک کہ صدر انجمن احمدیہ نے یہ کام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

اس تحریک کے دوسرے دن تین ہزار کے قریب وعدے ہوئے اور اعلان کی اشاعت سے پہلے ہی پانچ سو سے زائد وصول بھی ہو گئے۔ بعض مخلصین نے اس غرض کے لئے اپنی ساری زمین وقف کر دی اور بعض نے کل اندوختہ حضور کی نذر کر دیا کئی دوستوں نے اپنی ایک ماہ کی تنخواہ پیش کی۔ بعض مستورات نے اپنے زیور پیش کر دیے حضرت ام المومنینؓ نے مبلغ یکصد روپیہ اس مد میں عطا فرمایا۔ اور یہ تمام وعدے قادیان کی جماعت کے تھے بیرونی جماعتوں کے وعدے اس سے الگ ہیں خلافتِ ثانیہ کے عہد میں یہ پہلی تحریک تھی اور خدا تعالیٰ کے فضل نے اسے شاندار کامیابی نصیب ہوئی۔

۲۔ اپیل برائے چندہ ریلیف فنڈ

۱۹۱۸ء میں حکومت ایک ایسی جنگ میں مبتلا ہو گئی۔ جس کی نظیر پہلے کسی زمانہ میں نہیں ملتی تھی اس جنگ میں ہندوستان کے ہر مذہب قوم اور رنگ سے تعلق رکھنے والے افراد اور تنظیموں نے حکومت کی امداد کی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے بھی حالات کے پیش نظر جماعت میں حکومت کی مالی امداد کی اپیل کی۔

حضور کے ارشاد کے تحت جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے ۲۹ ستمبر ۱۹۱۸ء کو جلسہ منعقد ہوا اور اس میں مبلغ بارہ سو روپے کے قریب چندہ ہوا۔ بیرونی جماعتوں سے جو چندہ وصول ہوا یا جماعت کے افراد نے براہ راست امپیریل فنڈ میں جمع کرایا وہ اس کے علاوہ تھا۔

۳۔ مینارۃ المسیح قادیان کی تکمیل کی تحریک

احادیث نبوی میں ایک پیشگوئی تھی کہ مسیح ایک منارہ پر نازل ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ کی اس بات کو ظاہر میں پورا کرنے کے لئے ایک منارہ کی بنیاد رکھی۔ گو اس وقت یہ کام بظاہر مشکل نظر آتا تھا لیکن پھر بھی آپ کے زمانہ میں جماعت نے اس غرض کے لئے بہت سا چندہ جمع کیا۔ لیکن کام پھر بھی نامکمل رہا۔ بعض مخالفین نے اس پر اعتراض کیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا:۔

"اگر سارے کام ہم ہی کر جائیں تو بعد میں آنے والے لوگ کیا کریں گے اور وہ کس طرح ثواب لیں گے۔"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس منارہ کی تکمیل سے بہت سی برکات کے نزول کی پیشگوئی فرمائی تھی اور فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ اس کی بدولت ہمارے موجودہ ابتلاؤں کو دور کر دے۔

۲۷ نومبر ۱۹۱۴ء کو حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت کو منارہ کی تکمیل کی طرف توجہ دلائی اور اس کے لئے مالی قربانی پیش کرنے کی ہدایت فرمائی۔ اور خطبہ جمعہ کے بعد نامکمل عمارت کے اوپر اپنے دستِ مبارک سے اینٹ رکھی حضور کی توجہ اور مخلصین کی قربانیوں کے طفیل دسمبر ۱۹۱۶ء میں منارہ قریباً مکمل ہو گیا۔ (الفضل ۲۸ دسمبر ۱۹۱۶ء) اوپر کی برجی کی تعمیر بعد میں مکمل ہوئی اور بنیرے اور کلاک لگوانے اور روغن وغیرہ کا کام بعد میں پورا ہوا۔

۴۔ خواتین کیلئے تبلیغی فنڈ کی تحریک

حضرت مصلح موعودؓ نے دسمبر ۱۹۱۶ء میں سلسلہ کی خواتین کے سامنے یہ تجویز رکھی کہ

"اس وقت مرد ماہوار آٹھ دس ہزار روپیہ ماہوار کا خرچ برداشت کر رہے ہیں۔ جن سے مختلف ضروریات دین کو پورا کیا جاتا ہے۔ اور سب کے سب مردوں کی جماعت پر اتنا بوجھ ہے کہ وہ اب زیادہ بوجھ برداشت نہیں کر سکیں گے۔ ولایت کے اخراجات تبلیغ بڑھ رہے ہیں اور اس وقت پانچ سو روپیہ ماہوار کا اندازہ کیا جاتا ہے کہ جس سے وہاں گزارہ ہو سکتا ہے۔ ...... عورتیں اپنے ذمہ یہ پانچ سو کی رقم لے لیں ... اس سے ان کا یہ عہد بھی پورا ہو جائے گا کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔ اور جو لوگ ان کے وجود کو پیش کر کے اسلام سے لوگوں کو بدظن کرتے ہیں۔ ان کی اس کارروائی کا جواب بھی ہو جائے گا۔ کیونکہ جب ولایت کے لوگوں کو یہ معلوم ہوگا کہ مسلمان عورتوں نے وہاں لوگوں کی ہدایت کے لئے ایک تبلیغی وفد بھیجا ہے۔ تو ان کو فوراً معلوم ہو جائے گا کہ یہ جو ہمیں سنایا جاتا تھا۔ کہ اسلام میں عورتیں جانوروں کی طرح سمجھی جاتی ہیں۔ اور روحانی ترقیات کا دروازہ ان کے لئے بند ہے یہ بالکل غلط تھا کیونکہ مسلمان عورتیں نہ صرف خود دین پر قائم ہوتی ہیں بلکہ وہ تو ہزاروں کوس پر ہمیں بھی اسلام کی طرف بلانے کے لئے وفد بھیج رہی ہیں۔ یہ ایک علمی چوٹ ہوگی جو جھوٹ بولنے والوں کے طلسم کو آناً فاناً توڑ دے گی۔ اور اہل یورپ کی آنکھیں اس بات کو معلوم کرتے ہی کھل جائیں گی۔ اور وہ معلوم کر لیں گے کہ صرف صداقت سے محروم رکھنے کے لئے ہمیں دھوکہ دیا جاتا تھا۔ پھر جس قدر لوگ اسلام لائیں گے۔ ان کا ثواب تمہارے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا۔"

آپ نے ہدایت فرمائی۔

"ایک اشتہار عورتوں کی طرف سے انگریزی میں ترجمہ کر کے شائع کر دیا جائے"

نیز فرمایا:۔

"چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حکم ہے کہ ہر ایک احمدی لنگر کے لئے چندہ دے۔ اس لئے میری تجویز یہ ہے کہ سب چندہ میں سے دسواں حصہ لنگر کے فنڈ میں منتقل کر دیا جایا کرے۔ اور باقی تبلیغ ولایت پر خرچ ہو۔"

تحصیل چندہ کے متعلق فرمایا۔

"ہر جگہ کی عورتیں اپنے ہاں جلسہ کریں اور ایک اپنی سیکرٹری مقرر کریں۔ جو ماہوار چندہ سب سے اکٹھا کرے۔ اور باقاعدہ طور پر یہاں بھجوا دیا کرے۔ اگر کسی جگہ ایسی کارکن عورت نہ ہو تو مرد سیکرٹری اپنی خاوندوں، باپوں، بھائیوں اور بیٹوں کے ذریعہ عورتوں کا چندہ وصول کریں۔ وہ الگ جمع ہو اور الگ ہی بھیجا جایا کرے۔"

"گاؤں کی عورتیں یہ انتظام کر سکتی ہیں کہ ایک آٹا فنڈ قائم کر لیں اور روزانہ ایک مٹھی آٹے کی الگ کر کے ایک برتن میں جمع کر دیا کریں۔ جو مقدار جمع ہو کر عورتوں کے تبلیغی فنڈ میں جمع کیا جائے اور فروخت کر کے اس کی قیمت قادیان بھجوا دی جایا کرے۔"

(ضمیمہ الفضل ۱۰ دسمبر ۱۹۱۶ء)

اللہ تعالیٰ نے جماعت کی عورتوں کو توفیق دی کہ وہ حضور کی تحریک پر لبیک کہیں۔ چنانچہ انہوں نے اخلاص کا بہترین نمونہ پیش کر کے اس خرچ کو برداشت کیا۔ جو ان کے امام نے ان کے ذمہ لگایا تھا۔

۵۔ مسجد لنڈن کیلئے چندہ کی اپیل

۶ جنوری ۱۹۲۰ء کو حضور نے قادیان کے احباب میں لنڈن میں احمدیہ مسجد بنانے کی تحریک کی اور فرمایا کہ یہاں کے دوستوں کو دوسروں کے لئے نمونہ بننا چاہئے۔ چنانچہ اس وقت کے موجود احباب نے اس نیک کام کے لئے چھ ہزار روپے کے وعدے کئے۔ ۷ جنوری کو حضور نے مستورات میں تقریر فرمائی۔ اور انہوں نے اڑھائی ہزار روپے کے وعدے لکھوائے۔ ۱۰ جنوری ۱۹۲۰ء تک صرف قادیان کے احباب کی طرف سے بارہ ہزار روپے کے وعدے ہو گئے۔ جبکہ تحریک صرف ۳۰ ہزار روپیہ کی تھی۔

مستورات میں تقریر کرتے ہوئے حضورؓ نے فرمایا:۔

"اکثر دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ جس مکان میں ہمارے مبلغ ٹھہرے ہوئے ہوتے ہیں اور وہاں جب کام خوب زور سے شروع ہو جاتا ہے تو اس وقت کسی نہ کسی وجہ سے ان کو مکان چھوڑنا پڑتا ہے۔ جس سے بہت بڑا نقصان ہو جاتا ہے۔ ...... لنڈن ... یہاں کے کئی شہروں کے برابر ہے۔ اور لنڈن میں مکان بدلنا ایسا ہی ہے جیسے شہر بدل دیا۔ اس لئے وہ لوگ جو زیر تبلیغ ہوتے ہیں۔ مکان بدلنا ان کے لئے بہت مضر ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر ایک آدمی کسی ملک میں جائے اور وہاں پر کسی قسم کا تعلق پیدا کرنا چاہے تو لوگ اس سے ڈرتے ہیں کہ یہ تو پردیسی ہے چند روز کے لئے یہاں ٹھہرا ہوا ہے لیکن اگر وہاں پر کوئی مکان بنوا لے۔ تو پھر لوگ سمجھتے ہیں کہ ہاں اب یہ یہاں ہمیشہ رہے گا۔ اسی طرح جو ہمارے آدمی گئے ہوئے ہیں۔ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ شاید یہ چند روز کے لئے ہیں۔ سو ان سب باتوں کو مدنظر رکھ کر سوچا جا سکتا ہے کہ ایک چھوٹا سا مکان اور مسجد بن جائے ...... لنڈن میں ایک چھوٹا سا مکان اور مسجد بہت بڑی سمجھی جائے گی اور اس کو بہت بڑا نام ہوگا۔ اور قیامت تک رہے گا۔ لنڈن میں ایک چھوٹا سا مکان اور ہماری چھوٹی مسجد کے قریب قریب مسجد بننے میں پچاس ساٹھ ہزار روپے خرچ کا اندازہ ہے۔" (الفضل ۱۵ جنوری ۱۹۲۰ء)

پھر فرمایا:۔

"اس وقت پونڈ کی قیمت گری ہوئی ہے اور ہم اگر یہاں سے دس روپے بھیجیں تو ولایت میں اس کے بدلہ میں ایک پاؤنڈ مل جاتا ہے۔ گویا اس وقت روپیہ بھیجنے سے پہلے ڈیوڑھا روپیہ ملنے کی امید ہے۔۔۔۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اس ماہ ایک معمولی رقم جس کا اندازہ تیس ہزار روپیہ کا ہے۔ مسجد لنڈن کے لئے یہاں سے بھجوا دی جائے جو امید ہے کہ وہاں پچاس ہزار روپے کے قریب ہو جائے گی۔" (الفضل ۲۰ ...)

آپ نے قادیان کی جماعت کے متعلق فرمایا:-

"میں نے قادیان کے احباب کو جمع کر کے چندہ کی تحریک کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پانچ ہزار کے قریب چندہ قادیان سے ہی ہو گیا دوسرے دن پھر عورتوں اور مردوں میں تحریک کی تو چندہ کی مقدار گیارہ ہزار سے بھی بڑھ گئی۔ اور بارہ ہزار کے قریب پہنچ گیا۔ جس میں سے سات ہزار وصول بھی ہو چکا ہے اور باقی بھی بہت جلد وصول ہو جائے گا۔" (الفضل ۲۲ جنوری ۱۹۲۳ء)

امرتسر اور لاہور کی جماعتوں کے متعلق فرمایا:

"امرتسر جماعت کی بالکل غریب اور قلیل جماعت ہے۔ دو ہزار سے اوپر چندہ لکھوا دیا ہے۔ لاہور کا چندہ ابھی ہو رہا ہے۔ لیکن اس وقت جو اطلاع ملی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دس ہزار روپے تک اور اوپر ہی چندہ ہو جاوے گا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء اس رفتار سے میں سمجھتا ہوں کہ [illegible] اور دوسرے مقامات کے چندے ملا کر یہ تیس ہزار کی رقم جس کا میں نے شروع میں اعلان کیا ہے ان تینوں ضلعوں سے ہی پوری ہو جائیگی۔ اور احمدیوں کے اخلاص کو دیکھتے ہوئے میں ڈرتا ہوں کہ اس سے دوسری جماعتوں کو سخت صدمہ ہوگا۔ کیونکہ ایسے اعلیٰ درجہ کے ثواب کا موقعہ ان کے ہاتھ سے نکل جائیگا۔ پس میں اس اعلان کی رقم کو بڑھا کر ایک لاکھ کر دیتا ہوں۔ تا کہ تمام جماعتہائے احمدیہ اپنے اخلاص کا اظہار کر سکیں اور ثواب حاصل کرنے کا موقع پا دیں۔۔۔

علاوہ مسجد کی تیاری کے اس رقم سے آئندہ ولایت کی تبلیغ اور امریکہ کی تبلیغ کے اخراجات بھی چلائے جا سکتے ہیں اور جماعت کی آئندہ کوششیں ایشیا اور افریقہ کی تبلیغ کی طرف منتقل ہو سکتی ہیں۔"

(الفضل ۲۲ جنوری ۱۹۲۳ء)

اس تحریک کی مقبولیت اس بات سے ظاہر ہے کہ حضور نے فرمایا:-

"آج مجھے خدا تعالیٰ کی قدرت ہوئی ہے جس سے مجھے یقین ہے کہ یہ کام مقبول ہے"

(الفضل)

احباب جماعت نے جس جذبہ اور اخلاص سے حضور کی اس تحریک میں حصہ لیا۔ وہ [illegible]

"اس مسجد (لنڈن) کا اندازہ تیس ہزار لگایا گیا ہے۔ لنڈن جیسے شہر میں تیس ہزار کی لاگت پر ایک مسجد کا تیار ہونا ہماری سمجھ میں نہیں آیا ہے۔ لیکن اسباب کو چھوڑ کر ہم ان کی ہمت کی طرف نظر ڈالتے ہیں۔ مرزا محمود احمد صاحب نے قادیان کے احمدیوں سے اپیل کی جس پر بارہ ہزار روپیہ جمع ہو گیا۔ جب قادیان میں اس قدر روپیہ جمع ہو گیا تو تیس ہزار کا جمع ہونا کیا مشکل ہے۔"

(الفضل ۲۹ جنوری ۱۹۲۳ء)

اخبار تنظیم امرتسر نے اپنی اشاعت مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۹۳۰ء میں لکھا:-

"تعمیر مسجد کی تحریک ۹ جنوری ۱۹۲۳ء کو امیر جماعت احمدیہ نے کی۔ اس سے زیادہ مستعدی اس سے زیادہ ایثار اور اس سے زیادہ وسیع الحوصلگی کا اسوۂ حسنہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ ۱۰ اپریل تک ساڑھے اٹھاسی ہزار روپیہ نقد اس کا ذخیرہ میں جمع ہو گیا تھا۔ کیا یہ واقعہ نظم و ضبط اور ایثار و فدائیت کی حیرت انگیز مثال نہیں۔"

(بحوالہ تاثرات قادیان)

۶۔ "تحفہ شہزادہ ویلز" کی اشاعت کی تحریک

شہزادہ ویلز جو بعد کو ایڈورڈ ہشتم بنے دسمبر ۱۹۲۱ء میں ہندوستان کے دورہ پر آئے تو حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت کے سامنے یہ تجویز پیش فرمائی۔

"ہم ان کو جماعت کی طرف سے ایک مناسب تحفہ دیں۔ جو ان کی شان کے شایاں ہو اور ہماری شان کے بھی شایاں ہو اور وہ تحفہ یہی ہو سکتا ہے کہ ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیں اور حق و صداقت کی ان کو دعوت دیں۔"

اس تحفہ کی اشاعت کے سلسلہ میں فرمایا:-

"میں نے ہر شخص سے ایک آنہ کے پیسے وصول کئے جانے کی تجویز پیش کی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ کم سے کم پچیس ہزار آدمی کی طرف سے یہ تحفہ پیش ہو۔ مگر اس سے زیادہ لوگ اس میں شامل ہوں تو اور بھی اچھا ہے۔"

"دوبارہ چندہ کسی سے نہ لیا جائے۔ اور نہ ایک آنہ فی کس سے زیادہ وصول کیا جائے اگر کوئی صاحب اپنی خوشی سے زیادہ دینا بھی چاہیں۔ تب بھی ایک آنہ فی کس سے زیادہ نہ لیا جائے۔"

(الفضل ۹ جنوری ۱۹۲۲ء)

اس تحریک کے بعد حضور نے "تحفہ شہزادہ ویلز" کے نام سے ایک عظیم الشان کتاب تصنیف فرمائی۔ جس میں آپ نے شہزادہ کو اسلام کی تبلیغ کی۔

اس کتاب کو آپ کی تجویز کے مطابق جماعت احمدیہ کے بتیس ہزار سے زائد افراد نے ایک ایک آنہ فی کس جمع کر کے شائع کیا اور ۲۷ فروری ۱۹۲۲ء کو لاہور میں احمدیہ وفد کے ذریعے ایک مرصع روپہلی کشتی میں شہزادہ کے سامنے پیش کیا۔

۷۔ بیت المال کیلئے قرضہ کی تحریک

حضرت مصلح موعودؓ نے ۵ جنوری ۱۹۳۲ء کو جماعت کے سامنے قرضہ کی تحریک پیش کرتے ہوئے فرمایا

"ہر زمیندار جس کے پاس ایک مربعہ زمین کا ہے۔ فی مربعہ ایک سو روپیہ بطور قرض فوری ضروریات سلسلہ کے چلانے کے لئے ادا کرے اور یہ رقم ایک سال سے دو سال تک کے عرصہ میں واپس ادا کی جائیگی۔ انشاء اللہ اسی طرح جن علاقوں میں مربعوں کے رنگ میں زمینوں کی تقسیم نہیں ہوتی لوگ فی تیس گھماؤں زمین چاہی پر ایک سو اور فی پچاس ایکڑ زمین بارانی پر ایک سو روپیہ بطور قرض بیت المال میں داخل کر دیں۔ جو لوگ ملازم یا تاجر ہیں۔ ان کو چاہیئے کہ جن کی آمد ایک سو روپیہ سے لے کر دو سو روپیہ ماہوار تک ہے وہ ایک سو روپیہ اور جن کی اس سے زیادہ ہے وہ دو سو روپیہ ماہوار سے اوپر فی ایک سو روپیہ کی آمد پر ایک سو روپیہ کے حساب سے رقم بیت المال میں بطور قرض ادا کر دے۔ یہ رقوم بھی اسی طرح ایک سال سے دو سال تک ادا ہوں گی۔ ان لوگوں کے سوا جو اور لوگ اس کام میں حصہ لینا چاہیں۔ وہ بھی حصہ لے سکتے ہیں۔"

(الفضل ۹ جنوری ۱۹۳۲ء)

الفضل ۴ جنوری ۱۹۳۳ء سے واضح ہوتا ہے کہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ کئی ہزار کا مقروض تھا۔ ۳۰۰۰۰ ہزار روپے کے صرف بل واجب الادا تھے۔ حضور کی اس تحریک کے نتیجہ میں اتنی رقم جمع ہو گئی کہ خزانہ کا کافی بوجھ اتر گیا۔ اور کام خوش اسلوبی سے چلنے لگ پڑا۔

۸۔ تعمیر مسجد برلن

حضور کے منشاء سے ناظر صاحب بیت المال نے جماعت کے سامنے ایک مختصر سی تحریک پیش کی کہ جرمن میں مبلغ پہنچ چکا ہے اور وہاں ٹکڑا زمین بھی لی جا چکی ہے۔ چند دوست اب بہت جلد مل کر اس رقم کو پورا کر دیں۔ تیس ہزار روپیہ کا اندازہ ہے یہ چندہ ۱۵ دسمبر ۱۹۲۳ء تک جمع ہو جانا چاہیئے۔" (الفضل ۔ ... نومبر ۱۹۲۳ء)

حضور کی اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے جماعت کی صرف عورتوں نے مبلغ ... ہزار روپیہ جمع کر دیا بیسیوں عورتوں نے اپنا سارا زیور دے دیا۔ لیکن جرمنی کے حالات یکا یک بدل گئے۔ کاغذی روپیہ کو عملاً منسوخ کر دیا گیا اور سکہ سونے کا جاری کر دیا گیا۔ اس وجہ سے وہاں بھی سونے کی قیمت بڑھ گئی۔ پہلے اندازہ تھا کہ تیس ہزار میں مسجد بن جائیگی۔ مگر اب یہ اندازہ دس لاکھ روپیہ تک جا پہنچا۔ اسلئے حضور نے مشورہ کے بعد جماعت تعمیر مسجد کے کام کو ملتوی کر دیا۔ اور مسجد برلن کے لئے جو رقم وصول ہوئی تھی۔ وہ لنڈن مشن کو مضبوط کرنے میں لگا دی گئی۔

۹۔ انسداد شدھی کی تحریک

۱۹۲۳ء کے دوران آریوں نے یہ سکیم تیار کی کہ ہندوستان کے ملکانہ مسلمانوں کو ہندو بنا لیا جائے۔ اس کے لئے انہوں نے چندے جمع کئے۔ تنظیمیں قائم کیں۔ اخبارات نکالے اور پروپیگنڈا کی ایک مشینری حرکت میں آئی۔ ملکانہ کے علاقہ میں چار لاکھ سے زائد ایک قوم نے ہندومت کو قبول کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ حضور کو علم ہوا تو اس شدھی کی تحریک کا وسیع پیمانہ پر مقابلہ کرنے کے لئے ایک زبردست سکیم تیار کی۔ اور آپ نے یہاں تک تہیہ کر لیا۔ کہ میری کل جماعت کی جائیداد تخمیناً دو کروڑ روپیہ کی ہے۔ اگر ضرورت پڑی تو یہ سب اموال خدا کی راہ میں وقف کرنے سے میں اور میری جماعت دریغ نہ کریں گے۔" اس عظیم سکیم کے تحت کام کرنے کے لئے افراد اور اموال کی ضرورت تھی۔ حضور نے اپنے خدام کو آواز دی تو وہ سینکڑوں کی تعداد میں حاضر ہو گئے۔ اخراجات کے سلسلہ میں فرمایا:-

"زندگی وقف کرنے والے خود اپنا خرچ آپ کریں گے اپنے اہل و عیال کا خرچ خود برداشت کریں گے۔ البتہ ڈاک کا خرچ یا وہاں تبلیغ کا خرچ اگر کوئی ہوگا۔ تو ہم [illegible] ...... اس کے لئے جماعت کو پچاس ہزار روپیہ دینا ہوگا۔ دیگر کاموں کے لئے جو تبلیغ وغیرہ کے ہوں گے۔"

(الفضل ۱۵ مارچ ۱۹۲۳ء)

مجلس شوریٰ ۱۹۲۳ء کے اجلاس میں نمائندگان جماعت سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ چندہ ذی ثروت لوگوں سے لیا جائے گا اور باقی تمام جماعت کے لوگ چندہ رقوم نہیں دے سکتے۔ [illegible] دیں گے اور دیگر افراد کم سے کم ایک سو روپیہ فی کس چندہ دیں (رپورٹ شوریٰ ۱۹۲۳ء) بعد میں جماعت کے اصرار پر اس تحریک پر سے پابندی اٹھا لی گئی۔ اور جماعت کے ہر شخص کو اس میں حصہ لینے کی اجازت دے دی گئی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک موقع پر حضور نے یہ بھی فرمایا کہ

یہ پچاس ہزار روپیہ بطور قسط اول کے ہے۔ اگر اس رقم کے ساتھ ضروریات پوری نہ ہوئیں اور اس کے خرچ ہونے تک شدھی کے انسداد کا کام ختم نہ ہوا تو ممکن ہے پچاس پچاس ہزار روپیہ کی اور بعض اوقات جماعت سے طلب کر لی جائیں

یہ تحریک کہاں تک مقبول ہوئی۔ یہ بھی امر سے ظاہر ہے کہ حضور کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جماعت احمدیہ قادیان نے ۵ ہزار کے قریب رقم کا وعدہ کیا۔ اور شوریٰ کے نمائندگان نے اجلاس کے دوران دس ہزار روپیہ سے زائد کے وعدے کئے اور اس طرح تحریک کا اعلان ہوتے ہی پندرہ ہزار کی رقم وصول ہو گئی۔ باقی ۳۵ ہزار روپیہ کی رقم بھی جماعت نے معین عرصہ کے اندر ہی اپنے پیارے امام کی خدمت میں پیش کر دی۔ وذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

۱۰۔ چندہ تحریک خاص

شروع ۱۹۲۴ء میں انگلستان کی مشہور ویمبلے نمائش کے ساتھ ساتھ ایک مذاہب کانفرنس بھی منعقد ہوئی جس میں شمولیت کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں بھی دعوت نامہ ارسال کیا گیا حضور نے جماعت سے مشورہ لیا۔ تو اس کا نوے فیصد حصہ اس حق میں تھا کہ حضور اس کانفرنس میں ضرور شمولیت اختیار کریں۔ چنانچہ حضور ۱۲ جولائی ۱۹۲۴ء کو مع قافلہ لندن روانہ ہوئے اس سفر کے اخراجات کا وہ حصہ جو حضور کی ذات مبارک سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ تو حضور نے خود برداشت کیا۔ لیکن عملہ کے اخراجات سفر و قیام خرچ ڈاک لٹریچر کی اشاعت کے اخراجات وغیرہ کی ادائیگی احباب کے ذمہ تھی۔ اس کے لئے رقم قرض لے کر مہیا کر دی گئی۔ واپسی پر حضور نے اس قرض کی ادائیگی اور بعض ضروری اخراجات کے لئے جو اس سفر کے نتیجہ میں آئندہ ہونے والے تھے۔ کے مہیا کرنے کے لئے جماعت کے سامنے مندرجہ ذیل الفاظ میں تحریک پیش کی۔

"سفر ولایت پر پچاس ہزار روپیہ خرچ آیا ہے۔ اور اس خاص لٹریچر کی اشاعت پر جو اس سفر کی غرض سے چھپوایا گیا بیس ہزار روپیہ۔ موجودہ مالی تنگی کو دفع کرنے اور سفر سے جو تحریک اسلامی اور مغربی بلاد میں پیدا کی گئی تھی۔ اس کے چلانے اور اس سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے تیس ہزار روپیہ کی ضرورت ہے۔ یہ کل ایک لاکھ روپیہ بنتا ہے۔ اور میں اب اس کے لئے جماعت سے اپیل کرتا ہوں۔ اور اس کے پورا کرنے کے لئے یہ تجویز کرتا ہوں کہ ہر شخص جو احمدی کہلاتا ہے۔ اس غرض کے لئے اپنی ایک مہینہ کی آمد تین ماہ میں یعنی ۱۵ فروری سے ۱۵ مئی تک علاوہ ماہوار چندہ کے جو وہ دیتا ہے اس خاص تحریک میں ادا کرے۔ زمیندار لوگ دونوں فصلوں کے موقع پر علاوہ مقررہ چندہ کے دو سیر فی من پیداوار ادا کریں گے اور اس جماعت کی عزت اور سلسلہ کے کام کو برباد ہونے سے بچایا جائے گا۔"

(الفضل ۱۷ فروری ۱۹۲۵ء)

جماعت نے حضور کے اس ارشاد پر تین ماہ کے اندر اندر ایک لاکھ سے زیادہ روپیہ اپنے آقا کے قدموں میں لا ڈالا۔ آپ نے اس پر اظہار خوشنودی کرتے ہوئے ۱۲ جولائی ۱۹۲۵ء کو فرمایا۔

"الحمد للہ کہ میں آج اس امر کا اعلان کرنے کے قابل ہوا ہوں کہ میعاد مقررہ کے اندر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جماعت احمدیہ کو ایک لاکھ کی تحریک کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائی"

(الفضل ۱۶ جولائی ۱۹۲۵ء)

۱۱۔ چندہ خاص کی دوسری تحریک

صدر انجمن احمدیہ کی مالی حالت کئی سال سے خراب چلی آرہی تھی۔ انجمن مقروض ہو چکی تھی اور نہ صرف یہ قرضے اتارنے مشکل تھے۔ بلکہ عام اخراجات کے لئے بھی بجٹ ناکافی تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس صورت حال کے پیش نظر جماعت کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"جب تک ہمارے خزانہ کی مالی حالت درست نہ ہو جائے اس وقت تک ہماری جماعت کے لئے ضروری ہے کہ وہ علاوہ معمولی چندہ کے ایک چندہ خاص بھی دیا کرے تاکہ معمولی چندوں کی کمی پوری ہو سکے اور سلسلہ کے کاموں میں کسی قسم کی روک نہ ہو پس میں اعلان کرتا ہوں کہ اس سال بھی حسب معمول تمام احمدی دوست اپنی آمد میں سے ایک معین رقم چندہ خاص میں ادا کریں اور چاہیئے کہ وہ رقم ستمبر کے آخر تک پوری کی پوری وصول ہو جائے اور یہ بھی کوشش رہے کہ اس کا اثر چندہ عام پر ہرگز نہ پڑے بلکہ چندہ عام پچھلے سال سے بھی زیادہ ہو کیونکہ مومن کا قدم ہر سال آگے ہی آگے بڑھتا ہے۔ اور وہ ایک جگہ ٹھہرنا پسند نہیں کرتا"

"جو لوگ مالی تنگی میں ہوں۔ وہ تو پچیس فی صدی ادا کریں۔ اور جنہیں اللہ تعالیٰ توفیق دے یا زیادہ اخلاص دے وہ تیس فیصدی اپنی ایک ماہ کی آمد میں سے ادا کریں۔ ہاں جیسا کہ قاعدہ ہے وہ اس رقم کو بجائے ایک ماہ میں ادا کرنے کے تین ماہ میں ادا کر سکتے ہیں"

زمینداروں کے لئے فرمایا۔

"علاوہ اڑھائی سیر فی من پیداوار پر چندہ عام ادا کرنے کے ایک سیر فی من چندہ خاص ادا کیا جائے یا جو زمیندار اپنا چندہ عام باقاعدہ شرح کے مطابق نقدی کی صورت میں دے رہے ہیں وہ اپنے سالانہ چندہ کا ایک تہائی یعنی تیسرا حصہ بطور چندہ خاص زائد ادا کریں"

(الفضل ۱۷ جولائی ۳۰ء)

رپورٹ مجلس شوریٰ ۱۹۳۰ء سے واضح ہے کہ احباب جماعت نے اپنے پیارے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس تحریک میں حصہ لیا اور مطلوبہ رقم کو پورا کر دیا۔ اور آئندہ بھی کئی سال تک اس تحریک پر عمل کرتے رہے

۱۲۔ ریزرو فنڈ جمع کرنے کی تحریک

وقتی اور ہنگامی اخراجات کے لئے جماعت کا مستقل فنڈ کفایت نہیں کرتا تھا۔ اس لئے حضور نے ان ضروریات کے لئے اور نیز اسلام اور مسلمانوں کے مفاد کے لئے مہم جاری کرنے کی خاطر جماعت سے ۲۵ لاکھ روپیہ کا ریزرو فنڈ قائم کرنے کی تحریک کی چنانچہ آپ نے فرمایا۔

"جو کام مسلمانوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے ہم شروع کرنے والے ہیں۔ اس کے لئے احباب کو ۲۵ لاکھ کا ریزرو فنڈ جمع کرنے کی پوری پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ میں اسکے متعلق بعض دوستوں کو خاص طور پر بھی توجہ دلاؤں گا۔ اگر ہم مالی پہلو کی طرف سے مطمئن ہو جائیں۔ تو پھر کسی دشمن کی ہمیں کوئی پرواہ نہیں ہو سکتی۔ کامیابی ہمارے ہی لئے ہے۔ ہمارے مدنظر یہ بات رہنی چاہیئے۔ کہ کچھ پیسے پاس ہوں یا نہ ہوں مگر خدا کا نام ضرور ہے۔ اس لئے ۲۵ لاکھ جمع کرنا پہلا قدم ہے"

(رپورٹ مجلس شوریٰ ۱۹۲۷ء صفحہ ۱۹)

"میرے نزدیک ریزرو فنڈ ذریعہ حفاظت ہے اسے مت کسی طرح سمجھ لیا جا سکتا ہے کہ حالت اچھی ہو جائے گی۔ ریزرو فنڈ تو مالی تنگی کے دور کرنے کا ذریعہ ہے۔ جب پس انداز کرنے کے لئے اسے رکھا جائیگا۔ تو اس کے لئے روپیہ بچانے کا بھی خیال رہے گا میں نے پہلے اس کے متعلق ہدایت دی ہے کہ انجمن پس انداز کرے مگر نہیں کیا گیا۔ اس لئے اب ہدایت دیتا ہوں کہ ریزرو فنڈ کا ماہوار بل پاس کر کے یہ رقم پس انداز کی جائے اور یہ نہ کہا جائے کہ آخر سال میں اس کے لئے کوئی رقم نہیں رہی۔ پس میں ہدایت دیتا ہوں کہ ماہوار بل جو تین سو سوا تین سو ہو گا۔ نکال کر جمع کرتے جائیں"

(رپورٹ مجلس شوریٰ ۱۹۲۷ء صفحہ ۱۶۱)

۱۹۳۱ء میں اس مد میں ۳۰ ہزار روپے سے زائد رقم جمع ہوئی۔ جس میں سے سندھ میں خرید کردہ زمینوں کی پہلی قسط ادا کی گئی۔ اور کچھ روپیہ کشمیر فنڈ کے سلسلہ میں بطور ادھار دیا گیا۔ حضور اس رفتار ترقی سے خوش نہیں تھے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا۔

"اس قسم کی تحریکیں پیدا ہو رہی ہیں جو جلد سے جلد موجودہ نظام دنیا میں تغیر پیدا کر رہی ہیں۔ ایسا تغیر جو اسلام کے لئے سخت مضر ہے۔ اس کا مقابلہ کرنے کے لئے آج سے دس سال قبل میں نے ریزرو فنڈ قائم کرنے کے لئے کہا تھا۔ مگر افسوس جماعت نے اس کی اہمیت کو نہ سمجھا۔ اور صرف ۳۰ ہزار کی رقم جمع کی۔ اس میں سے کچھ رقم صدر انجمن احمدیہ نے ایک جائیداد کی خرید پر لگا دی اور کچھ رقم کشمیر کے کام کے لئے قرض دے دی گئی اور بہت تھوڑی سی رقم باقی رہ گئی۔ یہ رقم اس قدر قلیل تھی کہ اس پر کسی ریزرو فنڈ کی بنیاد نہیں رکھی جا سکتی تھی۔ ہنگامی کاموں کے لئے تو بہت بڑی رقم ہونی چاہیئے جس کی معقول آمدنی ہو۔ پھر اس آمدنی میں سے ہنگامی اخراجات کرنے کے بعد جو کچھ بچے اس کو اسی فنڈ کی مضبوطی کے لئے لگا دیا جائے تاکہ جب ضرورت ہو۔ اس سے کام لیا جا سکے"

(الفضل ۹ دسمبر ۱۹۳۴ء)

حضور نے مزید فرمایا

"اگر ایک ہزار آدمی بھی اس بات کا تہیہ کر لے کہ ریزرو فنڈ جمع کرنا ہے۔ اور ہر ایک کی رقم دو سو بھی رکھ لی جائے۔ تو بہت بڑی رقم ہر سال جمع ہو سکتی ہے۔ اور پھر اس کی آمد سے ہنگامی کام بآسانی کئے جا سکتے ہیں اور جب کوئی ہنگامی کام نہ ہو۔ تو آمد بھی اصل رقم میں ملائی جا سکتی ہے۔ جماعت کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جب تک ہنگامی کاموں کے لئے بہت بڑی رقم خلیفہ کے ماتحت نہ ہو۔ کبھی ایسے کام جو سلسلہ کی وسعت اور عظمت کو قائم کریں نہیں ہو سکتے"

(ایضاً)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور کی یہ تحریک بھی شاندار طور پر پوری ہوئی۔ چنانچہ تحریک جدید کے چندہ کا ذکر کرتے ہوئے حضورؓ فرماتے ہیں۔

"اس روپیہ سے جہاں ہم نے دس سال کے عرصہ میں ضروری اخراجات کئے ہیں وہاں اللہ کے فضل سے ایک ریزرو فنڈ بھی قائم کیا ہے۔ اور اس ریزرو فنڈ کی مقدار ۲۰۰ مربع زمین ہے۔ اس کے علاوہ ابھی ایک سو مربع زمین ایسی ہے۔ جس میں کچھ حصہ کے خریدنے کا ابھی وقت نہیں آیا۔ کچھ حصہ گو خرید لیا گیا ہے۔ مگر اس پر ابھی قرض ہے۔ اسے اگر شامل کر لیا جائے تو کل رقبہ ۳۰۰ مربع ہو جاتا ہے۔۔۔ آجکل سندھ میں زمین کی جو قیمتیں ہیں۔ ان کے

لحاظ سے یہ جائیداد ۲۵-۲۶ لاکھ روپیہ کی ہے جو ہمارے قبضہ میں آچکی ہے۔ یا خریدی گئی ہے یا جس کے بیعانے دئے جا چکے ہیں۔"

(الفضل ۲۰ نومبر ۱۹۳۷ء)

(اور اب تو خدا تعالیٰ کے فضل سے اس جائیداد کی قیمت کئی گنا بڑھ چکی ہے۔ الحمدللہ)

۱۳۔ دار التبلیغ لنڈن کیلئے مزید قربانی کی تحریک

مسجد فضل بن جانے کی وجہ سے انگلستان میں کام بڑھ گیا۔ اس لئے عملہ بڑھانے کی ضرورت بھی پیش آگئی۔ حضور نے اس مناسبت سے کہ یہ مسجد عورتوں کے چندہ سے بنی ہے۔ خواتین سلسلہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس زائد خرچ کو ہماری عورتیں اٹھائیں۔ اس خرچ کا اندازہ چار ہزار روپیہ سالانہ کا ہے۔ اس کے علاوہ ۔ ۔ ۔ پچھلے چار سالوں میں بجٹ کی کمی کی وجہ سے مشن دلائت مقروض ہوتا رہا ہے اور اس وقت وہ پانچ ہزار روپیہ کے قریب مقروض ہے اور کئی بل لوگوں کے ادا نہیں ہوئے۔ جس کی وجہ سے کام میں خرابی ہو رہی ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس زائد خرچ کو بھی ہماری عورتیں ہی برداشت کریں اور اس سال نو ہزار روپیہ چندہ اوپر کے دونوں مقاصد کے لئے جمع کریں۔"

نیز فرمایا۔

"میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ عورتوں کو چاہیئے۔ کہ یہ چندہ اپنے پاس سے ہی دیں خواہ نقدی کی صورت میں خواہ زیور کی صورت میں اور مردوں سے ہرگز اس چندہ کے لئے کچھ طلب نہ کریں۔"

(الفضل ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء)

حضور کی اس تحریک پر قادیان کی مستورات نے مبلغ ایک ہزار روپے سے زائد رقم حضور کی خدمت میں پیش کی۔ اور بیرونی جماعتوں نے بھی اخلاص کا بہترین نمونہ پیش کیا۔ اور اس طرح جماعت نے مطلوبہ رقم بہت جلد حضور کے قدموں میں لاکر رکھدی۔"

۱۴۔ مسجد لنڈن کی مرمت کے لئے خواتین سے اپیل

فرمایا۔

"انگلستان کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد لنڈن میں جو صرف احمدی خواتین کے روپیہ سے تیار ہوئی تھی اور جس کی وجہ سے ہماری جماعت کی مستورات کے اخلاص اور قربانی کی تمام دنیا میں دھوم مچ گئی تھی اس کا گنبد انجینئرنگ کے نقص کی وجہ سے خطرہ کی حالت میں ہے اور عمارت کے فن کے ماہروں نے مشورہ دیا ہے کہ فوراً گنبد کی مرمت کی جائے۔ اور ایسے خول چڑھائے جائیں جن سے وہ کلی طور پر محفوظ ہو جائے۔ ورنہ مسجد کی تمام عمارت کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہی نہیں بلکہ غالب یقین ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ خرچ کا مرمت کے اندازے بھی میں نے لگوائے ہیں اور کم سے کم اندازہ چھ ہزار روپیہ کا ہے۔ لیکن چونکہ اخراجات عام طور پر اندازوں سے بڑھ جایا کرتے ہیں۔ اسلئے اصل اندازہ سات اور آٹھ ہزار کے درمیان لگانا چاہیئے۔"

"اس رقم کے جمع کرنے کے لئے میں خواتین جماعت احمدیہ سے اپیل کرتا ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس قدر عظیم الشان یادگار قائم کرنے کے بعد اگر انہوں نے اس کی ضروری مرمت سے بے توجہی کی تو جس طرح دنیا میں ان کی شہرت ہوئی ہے۔ اسی طرح ان کی دوسری سستی کی وجہ سے بدنامی ہوگی۔"

عورتوں کو ترغیب دلاتے ہوئے فرمایا۔

"اپنے عمل سے ثابت کرو کہ اگر دوسری قوموں کی عورتیں مذہبی اور قومی کاموں سے بے پرواہ اور غافل ہیں۔ تو احمدی جماعت کی مستورات ایسی نہیں ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے وہ دل دے رکھے ہیں کہ ہر ایک آواز جو دینی خدمت کے لئے اٹھتی ہے۔ وہ اس پر لبیک کہتی ہیں۔ اور دین کی خدمت پر ان کے دل میں ملال نہیں پیدا ہوتا بلکہ ان کا دل اس خوشی سے بھر جاتا ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک کام کرنے کا موقع ملا۔"

(الفضل ۱۲ اگست ۱۹۳۱ء)

حضور کی اس تحریک میں بیگم صاحبہ سیٹھ عبداللہ الٰہ دین صاحب نے مبلغ ایک ہزار روپیہ چندہ دیا اور باقی رقم بھی دوسری خواتین سلسلہ کے اخلاص اور قربانی کی وجہ سے وقت کے اندر پوری ہو گئی۔

۱۵۔ چندہ خاص کی تیسری تحریک

حضور نے خزانہ پر قرضوں کی وجہ سے جو بار پڑ گیا تھا۔ اس کو ہلکا کرنے کے لئے جماعت سے چندہ خاص کی ادائیگی کی اپیل فرمائی۔ حضور فرماتے ہیں

"دین کے کام پر قحط کا اثر نہیں پڑتا۔ اور نہیں پڑنا چاہیئے۔ چونکہ دنیا کی حالت کو دیکھتے ہوئے خطرات بہت زیادہ ہیں اور ہماری جماعت پر ۰۰۰‚۷۰ ہزار کا قرضہ ہے اس لئے ضروری ہے کہ اس سال ہم یہ تمام قرض اتار دیں۔ ممکن ہے اگلے سال مالی حالت اور بھی زیادہ کمزور ہو جائے اور ہمارے لئے قرض اتارنا قریباً ناممکن ہو جائے۔ اس لئے میں نے جماعت کے احباب سے اپیل کی ہے کہ وہ ایک ایک ماہ کی آمدنی ان اخراجات کو پورا کرنے کے لئے ادا کریں یہ چندہ خاص ایسا ہے کہ اس میں چندہ ماہواری اور چندہ جلسہ سالانہ بھی شامل ہے۔ اس لئے یہ پہلی تحریکوں کے مقابلہ میں معمولی تحریک ہے پہلے جب میں نے ایک ایک ماہ کی آمدنی دینے کی تحریک کی اس وقت چندہ ماہواری اور چندہ جلسہ سالانہ چندہ خاص میں شامل نہیں ہوتا تھا مگر اب کی مرتبہ چندہ ماہواری بھی اس میں شامل ہے اور چندہ جلسہ سالانہ بھی گویا اصل چندہ خاص صرف ساٹھ فیصدی کے قریب رہ جاتا ہے۔"

(الفضل ۷ ستمبر ۱۹۳۱ء)

حضور کی اس تحریک پر جماعت نے لبیک کہا۔ اور اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا چنانچہ مطلوبہ رقم جس سے قرضے بھی ادا ہو سکتے تھے۔ اور عام چندہ کی مقدار بھی پوری ہو جاتی تھی۔ وقت کے اندر پوری کردی گئی۔ حضور فرماتے ہیں :-

"اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ چندہ خاص کی تحریک میں سے سوا لاکھ روپیہ مقررہ میعاد کے اندر جمع ہو گیا ہے اور عام بجٹ کا قرضہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ادا ہو گیا ہے اس کا جیسا پر جس قدر بھی اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کریں تھوڑا ہے۔"

(الفضل ۵ دسمبر ۱۹۳۱ء)

۱۶۔ مسجد اقصیٰ قادیان کی توسیع کی تحریک

حضور نے فرمایا۔

"یہ مسجد جو کسی وقت آدمیوں کی محتاج تھی اب ہمارے لئے تنگ ہے اب وہ دن آ گیا ہے کہ ہم اسے بڑھانے کی کوشش کریں۔ اس کے جس طرف راستہ ہے۔ ادھر تو بڑھائی نہیں جا سکتی اس لئے اس کے بڑھانے کی صرف یہی صورت ہے کہ دوسری طرف کے مکانات خرید کر اس میں شامل کر لئے جائیں۔ ایک مکان تو خرید بھی لیا گیا ہے۔ اور اگر خدا نے چاہا۔ تو کسی وقت مسجد میں شامل کیا جا سکے گا۔ میں نے سنا ہے کہ ایک دوست اپنا مکان فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ کارکنوں کو چاہیئے کہ اگر وہ فروخت کریں تو اسے خرید لیں اور اس کی تعمیر کو صرف قادیان والے اپنا فرض سمجھیں یہ غلط اصول ہے کہ ہم مقامی کاموں میں بیرونی جماعتوں کی امداد کے خواہشمند ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کوئی وجہ نہیں کہ قادیان کی ساری جماعت مل کر پانچ چھ ہزار روپیہ مرکزی مسجد کے لئے خرچ نہ کر سکے میں جانتا ہوں کہ بعض بیرونی مخلصین احباب کو ناپسند کریں گے کہ اس مسجد کی توسیع میں جسے اللہ تعالیٰ نے مسجد اقصیٰ قرار دیا اور اس کے انوار کی جلوہ گاہ ہے اور جو درحقیقت ایک مرکزی حیثیت رکھتی ہے حصہ لینے سے انہیں محروم کیا جائے لیکن اس کی یہی صورت ہو سکتی ہے کہ اگر کوئی حصہ لینا چاہے تو سے ہم کسی کو علم نہیں دینگے کہ وہ ضرور اس میں حصہ لے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کی برکات جس وقت نازل ہونا شروع ہوتی ہیں۔ تو وہ آثار سے پہچانی جاتی ہیں۔ وہ جماعت جسے دشمن چاہتے تھے کہ کچل دیں ہر سال یا دوسرے تیسرے سال اپنی سابقہ عمارتوں کو اپنی وسعت کے مقابلہ میں تنگ محسوس کرنے لگے۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا نشان ہے لیکن یہ بھی اسکی سنت ہے کہ وہ کسی جماعت کو وسعت دینا چاہتا ہے۔ لیکن وہ اس کی طرف توجہ نہیں کرتی اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کے ساتھ ساتھ ترقی کرنے کی کوشش نہیں کرتی۔ تو وہ پھر اسے تنگ کر دیتا ہے۔ پس پیشتر اس کے کہ خدا تعالیٰ کہے۔ جب یہ خود وسعت نہیں چاہتے۔ تو انہیں کیوں وسعت دی جائے اور اس رنگ میں اس کی نگاہ ہم پر پڑے۔ اس طرف توجہ کرو۔ اور جس قدر جلد ہو سکے۔ مسجد کو وسیع کرو۔ اور دعا کرتے رہو۔ کہ خدا تعالیٰ اور بھی وسعت عطا فرمائے۔"

(الفضل ۴ فروری ۱۹۳۲ء)

حضور کی اس اپیل پر احباب قادیان نے لبیک کہا اور بعض بیرونی جماعتوں کے احمدی افراد نے بھی حصہ لیا۔ اور ان کی کوششوں سے اتنا چندہ جمع ہو گیا۔ کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے مسجد اقصیٰ پہلے کی نسبت دوگنی ہو گئی۔ کچھ مکانات خرید لئے گئے۔ اور حضور کی تجویز کے مطابق انہیں مسجد میں شامل کر لیا گیا۔

۱۷۔ مسلمانانِ کشمیر کیلئے چندہ دینے کی اپیل

۱۹۳۱ء میں حضرت مصلح موعودؓ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے پریذیڈنٹ مقرر ہوئے اپنے دورِ صدارت میں مالی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے اپنی جماعت سے خصوصاً اور دوسرے ہندوستانی مسلمانوں سے عموماً حضور نے اپیلیں کیں۔ گو اس پر کافی چندہ جمع ہوا۔ لیکن اس وقت کی ضرورت کے مد نظر یہ بہت کم تھا۔ ایک اندازہ کے مطابق اس قسم کی اپیلوں کے نتیجہ میں ضرورت کا صرف ۵ فیصد وصول ہوا۔

اس کے پیش نظر حضور نے اپنی جماعت سے اپیل کی کہ وہ اپنی جیبوں سے کشمیر آزادی کے حصول میں جتنے اموال کی ضرورت ہے پیش کرے۔ آپ نے مالی قربانی کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا۔

"میں نے اندازہ لگایا ہے کہ قلیل ترین اخراجات کے لئے اس تحریک پر دو ہزار روپیہ

ماہوار خرچ آتا ہے اور اگر ہماری جماعت ایک پائی فی روپیہ ماہوار چندہ اپنے اور مظلومین کشمیر کی امداد کے لئے لازم کر لیں تو بھی کافی رقم جمع ہو سکتی ہے۔"

(الفضل ۴ فروری ۱۹۳۲ء)

حضور کی اس تحریک کے نتیجہ میں لاکھوں روپیہ جماعت نے بطور چندہ پیش کیا جس سے اتنی دیر تک آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے جملہ اخراجات ادا ہوتے رہے۔ جب تک حضور اس کے صدر رہے اس کے بعد بھی اس رقم سے کشمیر کی تعلیمی اقتصادی اور سیاسی حالت کو سدھارنے میں مدد دی جاتی رہی اور بعض لڑکوں کو اعلیٰ تعلیم دلائی گئی اور محتاجوں کی پرورش کی گئی۔ پاکستان کے قیام سے قبل تک یہ چندہ باقاعدہ ادا ہوتا رہا۔ گو اس میں شمولیت سراسر طوعی تھی لیکن پھر بھی جماعت نے اس میں بڑے اخلاص سے حصہ لیا۔ پاکستان کے قیام کے بعد بھی اس چندہ میں سے کشمیر ریلیف کی امداد جاری ہے اور انشاء اللہ اس وقت تک جاری رہے گی۔ جب تک وہ آزادی کی نعمت سے متمتع نہیں ہو جاتے۔

۱۸۔ امانت فنڈ جمع کرانے کی تحریک

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے امانت فنڈ کی اپیل ۱۹۳۴ء میں کی۔ جب کہ تحریک جدید کے مطالبات کے ضمن میں حضور نے جماعت سے یہ مطالبہ کیا کہ

"جماعت کے مخلص افراد کی ایک جماعت ایسی نکلے جو اپنی آمد کا ۱/۴ سے ۱/۳ حصہ تک سلسلہ کے مفاد کے لئے تین سال تک بیت المال میں جمع کرائے اس کی صورت یہ ہو کہ جس قدر مختلف چندوں میں دیتے ہیں یا دوسرے ثواب کے کاموں میں خرچ کرتے ہیں ..... وہ سب رقم اس میں سے کاٹ لیں اور باقی رقم اس تحریک کی امانت میں صدر انجمن احمدیہ کے پاس جمع کرا دیں۔ ..... اس مطالبہ کے ماتحت جو آنا چاہے اسے چاہیئے کہ جلد سے جلد مجھے اطلاع دے۔ اور یہ بھی اطلاع دے کہ کس قدر حصہ کا عہد ہے اور چندے وغیرہ نکال کر کس قدر رقم اوسطاً اس کی امانت میں جمع کرانے والی پہنچے گی۔ جسے وہ باقاعدہ جمع کراتا رہے گا مقررہ تین سال کے بعد جتنی رقم جمع ہو گی وہ یا تو نقد یا رقم کے برابر جائیداد کی صورت میں اسے واپس دے دی جائے گی ...... اوسط آمد ایک آدمی کی اگر پانچ روپیہ بھی رکھ لی جائے تو ہر ماہ دس ہزار کی امانت داخل ہو سکتی ہے۔ جو تین سال میں چار لاکھ کے قریب ہو سکتی ہے۔" (الفضل ۲۹ نومبر ۱۹۳۴ء)

اور جب ضرورت بڑھ گئی تو حضور نے فرمایا۔

"جماعت کے افراد میں سے جس کسی نے اپنا روپیہ کسی دوسری جگہ بطور امانت رکھا ہوا ہے وہ خود ہی طور پر اپنا روپیہ جماعت کے خزانہ میں بطور امانت داخل کر دے تا کہ قومی ضرورت کے وقت ہم اس سے کام چلا سکیں ...... اگر ہندوستان کے تمام احمدی اس تحریک کی طرف توجہ کریں تو پچاس لاکھ روپیہ آسانی سے جمع ہو سکتا ہے ..... مجلس شوریٰ کے موقعہ پر ہمارا چار لاکھ کے قریب وعدے ہو گئے تھے حالانکہ شوریٰ پر آنے والے دوست تمام جماعت کا دسواں حصہ بھی نہیں۔ بلکہ ہزارواں بھی نہیں اگر ہم ان کو دسواں حصہ بھی سمجھیں تو بھی چالیس لاکھ روپیہ بنتا ہے جو جماعت سے اکٹھا ہو سکتا ہے۔"

(الفضل ۱۷ اپریل ۱۹۴۵ء)

اس کے بعد بھی حضور نے جماعت کے احباب کو کئی بار اس طرف توجہ دلائی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب اکثر احباب جو بنکوں میں روپیہ جمع کرانے پر مجبور نہیں اپنا روپیہ جماعت کے خزانہ میں رکھنا پسند کرتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں جہاں ان کے روپیہ کی حفاظت ہوتی اور دینی کاموں میں استعمال ہونے کی وجہ سے اس میں برکت ہوتی ہے۔ وہاں جماعت اپنے تمام ہنگامی کام اس سے چلا لیتی ہے۔ اس طرح کہ جماعت کی ہنگامی ضرورت بھی پوری ہو جاتی ہے اور احباب کو بھی حسب ضرورت اپنی امانت سے روپیہ مل جاتا ہے۔

حضور خود فرماتے ہیں:

"ہمارے دشمنوں کو جو ناکامی ہوئی ہے اس میں امانت فنڈ کا بہت بڑا حصہ ہے اور اب جو نیا فتنہ اٹھا تھا۔ اس نے بھی اگر زور نہیں پکڑا تو درحقیقت اس میں بھی بہت سا حصہ تحریک جدید کے امانت فنڈ کا ہے۔"

(الفضل ۸ دسمبر ۱۹۳۶ء)

۱۹۔ تحریک جدید

۱۹۳۴ء کے آخر میں مجلس احرار نے پروپیگنڈا کر کے قادیان میں ایک بہت بڑے جلسہ کی تیاری کی اور بڑے زور شور سے قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کا اعلان کیا۔ مرکز احمدیت کی حفاظت کی غرض سے حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت کے بعض احباب کو قادیان بلا لیا۔ لیکن جب گورنمنٹ نے قادیان کی حفاظت کی تحریری ضمانت دے دی۔ تو اس ہدایت کو منسوخ کر دیا گیا۔ لیکن اس کے باوجود حکومت نے حضرت مصلح موعودؓ کے خلاف کریمنل لاء ایکٹ کے ماتحت کارروائی کی۔ اس وقت سارے ملک کی فضا احمدیت کے لئے مکدر ہو چکی تھی ہر مذہب اور قوم در پئے آزار تھی۔ حکومت مخالفین احمدیت کی پیٹھ ٹھونک رہی تھی گویا تمام طاقتیں احمدیت کے خلاف جمع ہو گئی تھیں اور منافقین کا گروہ جو ہر مذہبی جماعت میں موجود رہتا ہے۔ اس موقعہ کو غنیمت جان کر اندرونی خلفشار پیدا کرنے میں مشغول تھا اس عظیم مخالفت کا مقابلہ کرنے کے لئے حضرت مصلح موعودؓ نے دعاؤں اور خدا تعالیٰ سے بشارتیں حاصل کرنے کے بعد ایک سکیم کا اعلان فرمایا۔ جس کا نام "تحریک جدید" رکھا گیا۔

یہ سکیم انسانی ذہن کی پیداوار نہیں تھی۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے القاء ہوئی تھی۔ جیسا کہ حضور نے فرمایا۔

"یہ مت خیال کرو کہ میں نے جو کچھ کہا وہ میری طرف سے ہے بلکہ یہ اس نے کہا ہے۔ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ چھوڑے گا نہیں۔ جب تک تم سے اس کی پابندی نہ کرا لے۔"

نیز فرمایا۔

"لفظ میرے ہیں۔ مگر حکم اس کا ہے"

حضور نے اس تحریک کا پس منظر بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

"اس وقت ہماری جماعت کے خلاف صرف ایک مذہب کے ہی لوگ نہیں۔ بلکہ تمام مذاہب کے لوگ ہمارے مخالف ہیں۔ اسلئے ہر شخص کسی نہ کسی رنگ میں ہمیں تکلیف دینا چاہتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ایک مقدمہ کے دوران آریوں کی ایک انجمن نے آریہ مجسٹریٹ سے کہا تھا۔ کہ انہیں ضرور سزا ملنی چاہیئے۔ اس قسم کی مذہبی انجمنیں ہمارے خلاف بھی ہیں۔ اور چونکہ ہمارے خلاف یہ ہندوستانی علماء اکٹھا ہو گیا ہے۔ اس لئے مذہبی طور پر اس کے ایک حصہ پر دباؤ ڈالا جا سکتا ہے کہ وہ ہماری جماعت کی مخالفت کرے اور یہ خیال کرے کہ اس پر تعدی احمدی جماعت کو نقصان پہنچانا مذہباً ایک نیک کام تھا۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں۔ کہ گورنمنٹ کی موجودہ دخل اندازی بھی احراری دخل اندازی سے وابستہ ہے اور بغیر جاننے کے حکومت ان افسروں سے متاثر ہو رہی ہے۔ جو موجودہ احراری فتنہ میں دل سے احراریوں کی طرفدار اور ہمارے مخالف ہیں۔ پس درحقیقت یہ ساری تکالیف خواہ حکومت کی طرف سے ہوں یا رعایا کی طرف سے ایک ہی زنجیر کی مختلف کڑیاں ہیں۔ اور ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم نہایت ہوشیاری سے ان کا مقابلہ کریں۔" (الفضل ۰ نومبر ۱۹۳۴ء)

اس فتنہ کی جو جماعت کے خلاف اٹھایا گیا۔ کیا وجوہات تھیں۔ حضور نے اسکے متعلق فرمایا۔

"ہماری ترقی کو دیکھ کر سب جماعتیں پریشان ہو گئی ہیں اور ہمارے تباہ کرنے کے لئے متفق ہو گئی ہیں یا پھر موجودہ فتنہ کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری آزمائش کرنا چاہتا ہے۔ ہم جو دعویٰ زبان سے ہر وقت کرتے ہیں کہ اے اللہ ہم تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان لائے۔ اور اس کے لئے ہم ہر قسم کی قربانیاں کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اس کے متعلق اب خدا تعالیٰ دیکھنا چاہتا ہے کہ ہم کس حد تک قربانیاں کرتے ہیں اور ہمارے دلوں میں کتنا ایمان ہے۔"

(الفضل ۲۳ نومبر ۱۹۳۴ء)

اس سکیم کو پیش کرتے ہوئے حضور نے دعا فرمائی کہ

"اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دین کے لئے بیش از پیش قربانیوں کی توفیق دے اور کارکنوں کو بھی توفیق دے کہ جماعت کے اموال کو دیانت کے ساتھ اور ایسے طریق پر صرف کر سکیں کہ بہتر سے بہتر نتائج پیدا ہوں اور اپنے فضل اور برکت کے دروازے ہم پر کھول دے اور سلسلہ کی ترقی کا جو کام ہمارے ذمہ ڈالا گیا تھا۔ اسے خود ہی پورا کرے۔"

(الفضل ۲۹ نومبر ۱۹۳۴ء)

جو مطالبات حضور نے جماعت کے سامنے رکھے ان کے متعلق فرمایا۔

"ان میں سے ہر ایک لمبے غور اور فکر کے بعد تجویز کیا گیا ہے اور ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں۔ جو سلسلہ کی ترقی میں ممد نہ ہو ان میں سے ہر ایک ایسا بیج ہے جو بڑا ترقی پانے والا اور بہت بڑا درخت بننے والا ہے اور دشمنوں کو زیر کرنے والا ہے ان میں سے کوئی چیز بھی نظر انداز کرنے والی نہیں اور ایک بھی ایسی نہیں کہ اس کے بغیر ہماری ترقی کی عمارت مکمل ہو سکے۔" (الفضل ۹ دسمبر ۱۹۳۴ء)

قربانی کا مطالبہ جو حضور نے تحریک جدید کی سکیم کے ماتحت جماعت سے کیا۔ آخری مطالبہ نہیں تھا۔ بلکہ یہ ان قربانیوں کی ابتدائی سیڑھی تھا۔ جو جماعت اشاعت اسلام اور احمدیت کے لئے آئندہ کرنے والی تھی۔ چنانچہ حضور نے فرمایا

"چھت ابھی ہمارے قریب نہیں آئی۔ اور چھت پر پہنچنے کے لئے جن سیڑھیوں پر چڑھنا ہمارے لئے ضروری ہے ان پر ابھی ہم نہیں چڑھے اور آئندہ اور سیڑھیاں بھی ہیں جو چڑھنی ہوں گی اور وہ کس مواد کی بنی ہوئی ہوں گی۔ وہ ایک حد تک میرے ذہن میں ہے۔ اور اس کو مد نظر رکھ کر میں نے پہلی سیڑھی تیار کی ہے تا کہ آئندہ جن حالات میں سے جماعت کو گزرنا پڑے ان کے لئے ابھی سے تیاری کی جا سکے۔" (الفضل [illegible] ۱۹۳۴ء)

حضورؓ نے تحریک جدید کے [illegible] جماعت کے سامنے حسب ذیل مطالبات رکھے۔

۱۔ "گندہ لٹریچر [illegible] خلاف شائع ہو رہا ہے اس کا جواب [illegible] یا نقطہ نگاہ [illegible] طور پر [illegible] ہوئے۔

اختیار کر جائے مقام پر پہنچانا چاہتا ہوں۔ میں پھر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلانا چاہتا ہوں۔ میں پھر قرآن کریم کی حکومت دنیا میں قائم کرنا چاہتا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ یہ بات میری زندگی میں ہو گی یا میرے بعد لیکن میں یہ جانتا ہوں کہ میں اسلام کی بلند ترین عمارت میں اپنے ہاتھ سے ایک اینٹ لگانا چاہتا ہوں یا اتنی اینٹیں لگانا چاہتا ہوں جتنی اینٹیں لگانے کی خدا تعالیٰ مجھے توفیق دے۔"

(از تقریر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی جلسہ سالانہ ۱۹۴۷ء)

اپنی اس تپش کو انہوں نے اس بے قراری کو قرار و سکون میں بدلنے کے لئے ضروری تھا کہ جماعت کے افراد کو کثرت کے ساتھ علوم قرآنیہ سے بہرہ ور کیا جاتا تا کہ قرآنی بستی بستی علم و حکمت کے موتی بکھیر سکیں۔ سو آپ نے اپنی خلافت کے اوائل ہی سے اس طرف خاص توجہ دی جہاں مردوں کے لئے درس و تدریس کا سلسلہ قائم تھا۔ وہاں عورتوں کے لئے بھی علیحدہ باپردہ انتظام ہوتا۔ بسا اوقات آپؓ خود ان کی مجالس میں تشریف لا کر روحانیت کے خزانے لٹاتے اور انہیں قرآن پاک با ترجمہ بالتفسیر پڑھاتے۔ آہستہ آہستہ اس کام میں توسیع ہوتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ لجنہ مرکزیہ کے زیر انتظام ۱۹۴۹ء میں مکرمہ و محترمہ سیدہ ام داؤد کی نگرانی میں خواتین کی پہلی تعلیم القرآن کلاس کا اجرا ہوا جس کا سلسلہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بعد میں بھی جاری رہا اور اب تک جاری ہے۔

ہر سال لجنہ مرکزیہ کے شعبہ تعلیم کے زیر اہتمام ایک ماہ کی یہ کلاس رمضان المبارک میں ربوہ منعقد ہوتی ہے جس میں قرآن مجید، احادیث نبویؐ۔ فقہ۔ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور کتب حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پڑھائی جاتی ہیں۔ اس کلاس میں مقامی خواتین کے علاوہ مغربی پاکستان کے اطراف و جوانب سے بھی لڑکیاں بغرض شمولیت ربوہ جاتی ہیں جن کے قیام و طعام کا انتظام لجنہ مرکزیہ کے سپرد ہوتا ہے اور وہ ایک ماہ اس روحانی ماحول میں گزار کے نئے ولولے۔ نئے جوش اور نئی امنگوں کے ساتھ گھروں کو لوٹتی ہیں۔ پھر لجنہ مرکزیہ کے زیر ہدایت ہر سال پاکستان کے طول و عرض میں پھیلی ہوئی بیسیوں لجنات اپنے طور پر بھی دس روزہ یا پندرہ روزہ تربیتی کلاس کا انعقاد کرتی ہیں جن میں مربیان سلسلہ درس دیتے ہیں۔ ضرورت پڑنے پر مرکز سے معلمات بھجوائی جاتی ہیں۔

قرآن کریم اور احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے علم کے ساتھ حضور رضی اللہ تعالیٰ کو یہ بھی شوق تھا کہ مستورات ماموروقت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پر عبور حاصل کریں اور کثرت سے ان کو زیر مطالعہ رکھا کریں۔ اپنی اس خواہش کا اظہار آپ نے کئی بار براہ راست مستورات کو مخاطب کرتے ہوئے کیا۔ فرمایا:-

"اللہ تعالیٰ نے تمہاری حالت پر رحم کرکے اس زمانہ کے نبی سے اردو میں کتابیں لکھوائیں تاکہ تم انہیں آسانی سے پڑھ کر فائدہ اٹھا سکو۔ اب تمہیں کوئی عذر نہیں ہو سکتا۔ قرآن کا اس زمانہ کے متعلق ضروری علم آپ کی کتابوں میں موجود ہے اگر تم اس کے پڑھنے یا سننے کی کوشش کرو تو تم میں وہ قابلیتیں پیدا ہو سکتی ہیں کہ بڑے بڑے مسئلوں کو حل کر سکو۔"

(از تقریر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی جلسہ سالانہ [illegible] ۱۹۲۶ء)

پھر ایک بار تو آپؓ نے یہاں تک فرمایا کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کسی ایک کتاب کو مقرر کروں گا جس کا مطالعہ کرنا ہر عورت کے لئے لازمی ہوگا۔ اور یہ دیکھنے کے لئے کہ کتنی مستورات نے اس کتاب کو پڑھا ہے۔ میں خود اس کا امتحان لوں گا۔ اسی طرح امتحانات کا سلسلہ شروع ہوا جو ۱۹۴۵ء سے باقاعدہ صورت اختیار کر گیا اور پہلی بار سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف لطیف "کشتی نوح" کا تحریری پرچہ لیا گیا۔ اب اس کی ترقی یافتہ صورت یہ ہو گئی ہے کہ سال میں دو بار لجنہ مرکزیہ کے زیر انتظام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کسی ایک مقررہ کتاب اور قرآن مجید کے ایک یا نصف پارے کے ترجمے کے امتحانات ہوتے ہیں جن کے پرچے شائع کرکے مختلف لجنات کے پاس بھجوا دیئے جاتے ہیں۔ نتائج شائع ہونے پر اول۔ دوم۔ اور سوم آنے والی طالبات کو انعامات دیئے جاتے ہیں تا ان کی حوصلہ افزائی ہو۔ نیز اب اختلافی مسائل سے مستورات کو روشناس کرانے کی خاطر لجنہ مرکزیہ نے تربیتی نصاب کا حصہ اول اور حصہ دوم بھی طبع کرایا ہے جس میں سلسلہ کے خاص خاص مضامین بعنوان دلائل ہستی باری تعالیٰ۔ صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ وفات حضرت مسیح ناصریؑ اور معراج کی حقیقت... وغیرہ شامل ہوئے ہیں۔ ان ہر دو کتب کے امتحانات بھی لئے جا چکے ہیں جن میں کافی تعداد میں خواتین نے شرکت کی۔

مجلس شوریٰ اور سالانہ اجتماعات

تنظیم لجنہ اماء اللہ کو اور زیادہ منظم بنانے کے لئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام لجنات کو سال میں کم از کم ایک بار اکٹھے ہو کر اپنے سابقہ کاموں کا جائزہ لینے اور آئندہ کے لئے لائحہ عمل تجویز کرنے کی تحریک کی۔ فرمایا:-

"جس طرح مردوں کے دو اجتماع ہوتے ہیں ایک جلسہ سالانہ اور ایک مجلس شوریٰ اسی طرح عورتیں بھی اس جلسہ (جلسہ سالانہ) کے علاوہ کسی اور موقع پر اپنا ایک دوسرا اجتماع کیا کریں اور ہندوستان کی تمام لجنات کی طرف سے عورتیں اس اجتماع میں شامل ہو کر اپنے کاموں پر غور کریں اور ایسے قواعد مرتب کریں جن سے وہ مزید ترقی کر سکیں۔"

(از تقریر حضرت مصلح موعود فرمودہ ۲۷ دسمبر ۱۹۴۴ء)

چنانچہ آپ کے ارشاد کی تعمیل میں لجنہ مرکزیہ کے زیر انتظام شوریٰ کا انعقاد ہر سال ہوتا رہا۔ ہر لجنہ اپنی طرف سے تنظیم کی ترقی کے لئے تجاویز بھجواتی۔ ایجنڈا مرتب ہوتا اور سب نمائندگان کی موجودگی میں ان تجاویز پر غور کیا جاتا۔۔۔ اور ۱۹۵۷ء سے تو خواتین کے اس اجتماع کا پروگرام تین روزہ ہو گیا ہے جو ہر سال ماہ اکتوبر کے آخر میں مرکز میں منعقد ہوتا ہے۔ اس میں شوریٰ کے علاوہ درس قرآن کریم۔ درس حدیث اور ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درس کا انتظام بھی ہوتا ہے تلاوت قرآن پاک کے مقابلہ جات مضمون نویسی کے مقابلہ جات اور فی البدیہہ تقریری مقابلہ جات ہوتے ہیں۔ معیار اوّل۔ معیار دوم اور معیار سوم کی لڑکیاں لجنہ مرکزیہ کی طرف سے منتخب کردہ عنوانات پر تقاریر کرتی ہیں یہ مقابلے بڑے دلچسپ ہوتے ہیں۔ ناصرات الاحمدیہ کی بچیاں جب اپنے اپنے شہر کا جھنڈا اٹھائے ہوئے مخصوص یونیفارم میں ملبوس ہو کر خوش الحانی سے ترانے گاتی ہوئی مختلف مقابلہ جات میں حصہ لینے کی غرض سے لجنہ ہال میں داخل ہوتی ہیں تو عجب ہی ایمان افروز نظارہ دیکھنے میں آتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کی ننھی منھی کونپلیں اپنے رفیع الشان آقا کی توجہ خاص کی بدولت کمال تنظیم و ضبط اور اتحاد کے ساتھ ہر سال مرکز احمدیت میں جمع ہو کر نئے سرے سے اپنے ایمانوں کو تازہ کرتی ہیں اور اپنے اس عہد کی تجدید کرتی ہیں کہ تادم زیست احمدیت کی ترقی کے لئے کوشاں رہیں گی۔ ان کے بھی تقریری اور تلاوت کلام پاک کے انعامی مقابلہ جات ہوتے ہیں نیز مختلف کھیلوں کے دلچسپ پروگرام بھی ہوتے رہتے ہیں گذشتہ چند برس سے تو حضرت سیدہ ام متین کی گہری دلچسپی کے باعث یہ اجتماع زیادہ ہی ترقی یافتہ صورت اختیار کر چکا ہے اگر کبھی ناصرات کی بیت بازی ہوتی ہے تو لجنہ کی پرانی کارکنات کی عظیم الشان قربانیوں کے واقعات سنائے جاتے ہیں۔ بیرونی لجنات کے پیغامات سنانے کا انتظام بھی ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رقم فرمودہ عربی قصیدہ در مدح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پندرہ پندرہ اشعار زبانی یاد کرکے لڑکیاں سناتی ہیں نیز تمام حاضر ممبرات کا ایک عام دینی معلومات کا پرچہ ہوتا ہے جس میں اول دوم اور سوم آنے والوں میں انعامات تقسیم کئے جاتے ہیں۔ نیز ان ایام میں مسجد مبارک میں نماز تہجد کے علاوہ درس قرآن کریم کا خصوصی انتظام ہوتا ہے جس سے بیشتر خواتین مستفید ہوتی ہیں۔ الغرض یہ تینوں دن خالص دینی اور روحانی ماحول میں گزار کر عورتیں اور بچیاں گھروں کو واپس لوٹتی ہیں۔

حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں ایسے کل آٹھ عظیم الشان اجتماعات منعقد ہوئے ہیں۔ خدا کرے آپ کے وصال کے بعد بھی یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے اور کمال شان کے ساتھ یہ سالانہ اجتماعات منعقد ہوتے رہیں تا احمدی مستورات کثیر تعداد میں ان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمدرد نسواں (اٹھرا کی گولیاں) دواخانہ خدمت خلق رجسٹرڈ ربوہ سے طلب کریں۔ مکمل کورس بیس ۲۰ روپے

کی آمد کے برابر چندہ دیں۔ اور پھر ہر سال اس میں اضافہ کرتے جائیں۔ اضافہ خواہ ایک آنہ بلکہ ایک پیسہ کا ہو۔ مگر وہ اضافہ کرتے ضرور جائیں۔"

(الفضل ۳۰ نومبر ۱۹۴۴ء)

نیز فرمایا۔

"پہلے دس سالوں سے حصہ لینے والوں یعنی جو دفتر اول والے ہیں۔ ان کا یہ دور کم از کم انیس سال کا ہوگا۔ جو آج سے نو سال بعد جا کر پورا ہوگا۔ اور دفتر ثانی والوں کے لئے یعنی جو نئے شامل ہونے والے ہیں۔ ان کے لئے بھی کم از کم انیس ۱۹ سال دور مقرر ہوگا۔"

(الفضل ۷ دسمبر ۱۹۴۴ء)

حضور کے اس ارشاد پر نہ صرف پرانے مجاہدین نے اپنے مالی جہاد کو جاری رکھا اور اس میں آگے قدم بڑھایا۔ بلکہ نئے مجاہدین بھی میدان میں آگئے اور اس نئے دور کے پہلے سال انہوں نے اڑھائی لاکھ سے زیادہ چندہ دیا۔

۱۹۵۳ء میں جب یہ انیس ۱۹ سالہ دور ختم ہوا تو حضور نے اس سکیم کو دائمی قرار دیتے ہوئے فرمایا

"تحریک جدید کے کام کو وسیع کرنے کے بعد خدا تعالیٰ نے میرا ذہن اس طرف پھیرا کہ تمہارے منہ سے جو عرصے بیان کروائے گئے تھے وہ محض کمزور لوگوں کو ہمت دلوانے کے لئے تھے۔ ورنہ حقیقتاً جس کام کے لئے تو نے جماعت کو بلایا تھا۔ وہ ایمان کی ایک جزو ہے اور ایمان کسی حالت میں اور کسی وقت بھی معطل نہیں ہو سکتا"

(المصلح ۱۱ نومبر ۱۹۵۳ء)

نیز حضور نے فرمایا۔

"میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں تحریک جدید کو اس وقت تک جاری رکھوں گا۔ جب تک تمہارا سانس قائم ہے تا خدا تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت صرف ۱۹ سال تک محدود نہ رہے بلکہ وہ تمہاری ساری عمر تک چلتی چلی جائے۔ اور جن کی ساری زندگی تک خدا تعالیٰ کے فضل اور انعام جاتے ہیں ان کے مرنے کے بعد بھی وہ ان کے ساتھ جاتے ہیں۔"

(المصلح ۱۱ نومبر ۱۹۵۳ء)

حضور کی یہ تحریک کس حد تک کامیاب ہوئی۔ اس بات سے واضح ہے کہ یہ تحریک آج سے ۳۱ سال پہلے ۲۷ ہزار روپے سے شروع ہوئی۔ اور اس سال اس کا سالانہ بجٹ قریباً چھتیس لاکھ روپے تک پہنچ چکا ہے۔ دنیا کے مختلف براعظموں کے ۳۰ ملکوں میں اس کے ۴۳ مضبوط مشن قائم ہیں۔ اور ان کے علاوہ کئی ممالک میں منظم جماعتیں قائم ہیں جو مالی اور تبلیغی جہاد میں حصہ لے رہی ہیں۔ جن چالیس ملکوں میں مشن قائم ہیں ان کے نام یہ ہیں۔

شمالی امریکہ میں ریاستہائے متحدہ۔ ٹرینیڈاڈ۔ برٹش گی آنا۔ یورپ میں انگلینڈ۔ سوئٹزرلینڈ۔ ہالینڈ۔ سپین۔ ڈنمارک۔ جرمنی۔ مغربی افریقہ میں نائیجیریا۔ غانا۔ سیرالیون۔ لائبیریا۔ گیمبیا۔ آئیوری کوسٹ۔ ٹوگولینڈ۔ مشرقی افریقہ میں کینیا۔ ٹانگانیکا۔ یوگنڈا۔ ماریشس۔ جنوبی افریقہ۔ مشرق وسطیٰ میں فلسطین۔ لبنان۔ شام۔ عدن۔ مصر۔ کویت۔ عراق۔ بحرین۔ دوبئی۔ ممالک بحر ہند میں برما۔ سیلون۔ مشرق بعید میں ہانگ کانگ۔ سنگاپور۔ کوالالمپور۔ شمالی بورنیو۔ جاپان۔ جزائر فجی۔ فلپائن اور انڈونیشیا۔

ان کے علاوہ چین۔ ایران۔ اردن۔ ایتھوپیا۔ صومالی لینڈ۔ کانگو۔ سویڈن۔ ناروے۔ فرانس۔ اٹلی۔ جزائر سسلی۔ رومانیہ۔ بلغاریہ۔ یوگوسلاویہ۔ البانیہ۔ ہنگری۔ پولینڈ۔ ارجنٹائن اور دیگر کئی ممالک میں اس کے ذریعہ باقاعدہ مبلغین کے ذریعہ احمدیت کا پیغام پہنچایا جا چکا ہے۔ اور کئی ممالک میں لٹریچر کے ذریعہ احمدیت سے روشناس کرایا گیا ہے۔

واشنگٹن۔ ہیمبرگ (جرمنی) فرینکفورٹ (جرمنی) زیورک (سوئٹزرلینڈ) ہیگ (ہالینڈ) نیروبی (کینیا) جنجہ کمپالا (ٹانگانیکا) کے علاوہ کئی ممالک میں اہم مقامات پر ۱۱۳ شاندار مساجد تعمیر کرائی جا چکی ہیں۔ آئندہ سال کوپن ہیگن (ڈنمارک) نیو یارک (ریاستہائے متحدہ) اور برٹش گی آنا (جنوبی امریکہ) میں مساجد بنائی جائیں گی۔ انشاء اللہ

ممالک بیرون میں ۲۸ کالج/سکول تعمیر کئے جا چکے ہیں۔ جن کے ذریعہ دینی اور دنیوی دونوں قسم کے علوم کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اشاعت اسلام کے لئے مختلف ملکوں اور مختلف زبانوں میں ۱۲۲ اخبارات اور رسائل جاری ہیں۔ قرآن کریم کے تراجم انگریزی۔ ڈچ۔ جرمنی اور سواحیلی زبان میں شائع کرائے جا چکے ہیں اور دو زبانوں میں کچھ حصہ اشاعت پذیر ہو چکا ہے۔ تین زبانوں میں ترجمہ زیر اشاعت ہے بارہ اور زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے جو ابھی پوری اشاعت سے روشناس نہیں ہوا۔ تین زبانوں میں ترجمہ ہو رہا ہے۔ لٹریچر کے لحاظ سے ٹریکٹ اور پمفلٹ اور انگریزی۔ اور عربی کی کتب کروڑوں کی تعداد میں تقسیم کی جا چکی ہیں۔ ملکی زبانوں میں ہر جگہ لٹریچر تیار کیا جا رہا ہے۔ متعدد اہم کتابوں کا ترجمہ مختلف زبانوں میں ہو چکا ہے اشاعت لٹریچر پر قریباً پونے دو لاکھ روپیہ سالانہ خرچ کیا جا رہا ہے۔

اس تحریک کا مرکزی ادارہ جو تحریک جدید انجمن احمدیہ کے نام سے موسوم ہے گورنمنٹ کے سوسائٹی ایکٹ کے ماتحت باقاعدہ رجسٹرڈ شدہ ہے اور مرکز ربوہ میں اسکے دفاتر اس کی اپنی تعمیر کردہ شاندار عمارت میں ہیں۔ کارکنان (سینئرز اور جونیئرز) کے لئے کئی ایک کوارٹرز بھی یہ ادارہ تعمیر کر چکا ہے ربوہ میں اس کا اپنا پریس قائم ہے جس میں انگریزی عربی اور گورمکھی زبانوں میں لٹریچر شائع کرنے کا انتظام ہے۔ یہ تنظیم مرکز میں ایک مرکزی تعلیمی ادارہ (جامعہ احمدیہ) بھی چلا رہی ہے۔ جو سلسلہ کی ضرورت کو پورا کر رہا ہے اس وقت اس تنظیم میں جو عملہ کام کر رہا ہے اس کا علم مندرجہ ذیل گوشوارہ سے ہوتا ہے۔

مرکزی عملہ دفاتر: وکلاء ۵۔ نائب وکلاء ۸
محررین ۴۰۔ انسپکٹرز ۷
مددگار کارکن و دیگر ۲۳

جامعہ احمدیہ۔ پرنسپل ۱۔ اساتذہ ۱۹
لائبریرین ۱۔ محررین ۳
دیگر کارکنان ۷

بیرونی مشنز۔ پاکستانی مبلغ ۱۲۔ مقامی مبلغ ۶۵۔ دیگر کارکنان ۲۰

بیرونی تعلیمی ادارے۔ پاکستانی ٹیچرز اور پروفیسرز ۱۳
(مقامی ٹیچرز اور پروفیسرز ان کے علاوہ ہیں)

میڈیکل مشنز۔ پاکستانی سند یافتہ ڈاکٹرز ۳۰

ان کے علاوہ ۲۳ مبلغین باہر جانے کے لئے تیار ہیں اور تین مزید مبلغ اسی سال رکھے جائیں گے۔ بعض کمزور طبائع نے بیرونی مشنوں پر اتنی رقم خرچ کرنے کو پسند نہ کیا۔ اس پر حضور نے فرمایا۔

"مذہبی سلسلے ضرور ایک وقت دنیا کے توپ خانوں کی زد میں آتے ہیں۔ اور وہ کبھی ظلم و ستم کی تلوار کے سایہ کے بغیر ترقی نہیں کر سکتے۔ پس ان کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ مختلف ممالک میں ان کی شاخیں ہوں۔ تاکہ ایک جگہ وہ ظلم و ستم کا تختہ مشق ہوں تو دوسری جگہ پر ان کی اس کے ساتھ ترقی ہو رہی ہے تاکہ ان کا مذہبی لٹریچر دشمن کی دستبرد سے محفوظ رہے۔" (الفضل ۲۹ نومبر ۱۹۳۴ء)

اس زمانہ میں ہندوستان کی حکومت اور مذہبی اور سیاسی جماعتیں اس جماعت کو نیست و نابود کرنے کی تیاریاں کر رہی تھیں۔ لیکن خدا کی مشیت اپنی جگہ کام کر رہی تھی۔ یہ مخالفت جماعت کی اس عظیم الشان ترقی کا موجب ہوئی جو بیرونی ممالک میں اسے حاصل ہوئی۔ آج اس جماعت کی شاخیں ہر اہم ملک میں قائم ہیں۔ اور بعض جگہ اتنی مضبوط ہیں کہ ان کا اپنا سالانہ بجٹ ۸۰۰۰۵ (؟) روپیہ کا ہے اور وہ اپنا سارا خرچ خود برداشت کر رہی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا فضل جماعت کے شامل حال ہے۔ کسی ملک کی حکومت یا رعایا اسے اس ملک سے نابود کرنا چاہے۔ تو ممکن ہے ایک حقیقت تک یا ایک حد تک وہ کامیاب ہو جائے۔ لیکن دنیا کے دوسرے ممالک میں یہ جماعت ترقی کر رہی ہوگی۔ کبھی کہا جاتا تھا کہ گورنمنٹ برطانیہ پر کبھی سورج غروب نہیں ہوتا لیکن اب یہ ضرب المثل اس حکومت پر صادق نہیں آتی وہ زوال پذیر ہو گئی۔ اور دنیا کے اکثر ممالک اس کے قبضہ سے نکل گئے۔ آج یہ مثل جماعت احمدیہ پر صادق آتی ہے۔ جس پہ کبھی سورج غروب نہیں ہوتا۔ اور انشاء اللہ وہ روز بروز ترقی کرتی جائے گی۔ اور عنقریب وہ وقت آجائے گا۔ جب اسلام باقی ادیان پر غالب ہوگا۔ اور یہ سب ترقی تحریک جدید کے طفیل ہوئی جسے ہمارے پیارے آقا حضرت مصلح موعودؓ نے خدائی القاء کے ماتحت جاری کیا تھا۔

۳۰۔ جماعتی جھنڈا تیار کرنے کی تحریک

۱۹۳۹ء میں جماعتی جھنڈا تیار کرنے کی تحریک کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا

"میرا خیال ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ سے پیسہ پیسہ یا دھیلہ دھیلہ کر کے مخصوص صحابہ سے ایک مختصر سی رقم لے کر اس سے روئی خرید لی جائے۔ اور صحابیات کو دیا جائے۔ کہ وہ اس کو کاتیں اور اس کے سوت سے صحابی جلاہے کپڑا تیار کریں۔ اسی طرح صحابی ہی اچھی سی لکڑی تراش کر دیں۔ پھر اسکو باندھنے کے بعد جماعت کے نمائندوں کے سپرد کر دیا جائے۔ کہ یہ ہمارا پہلا قومی جھنڈا ہے۔ پھر آئندہ اس کی نقل کروائی جائے۔ اس طرح جماعت کی روایات اس سے اس طرح وابستہ ہو جائیں گی کہ آئندہ آنے والے لوگ اس کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار ہونگے۔"

(رپورٹ مجلس شوریٰ ۱۹۳۹ء ص ۹۳)

حضور کے اس ارشاد پر عمل کیا گیا۔ اور یہ جھنڈا جلسہ سالانہ ۱۹۳۹ء تک تیار ہو گیا جو اس سال جوبلی کے موقع پر ۲۸ دسمبر ۱۹۳۹ء کو دو بجکر چار منٹ پر حضور نے اپنے مبارک ہاتھوں سے ہوا میں لہرایا۔ یہ جھنڈا سیاہ رنگ کا ہے۔ جس کے درمیان منارۃ المسیح ایک طرف بدر اور دوسری طرف ہلال کی شکل سفید رنگ میں بنائی گئی ہے۔ کپڑے کا طول ۱۸ فٹ اور عرض ۹ فٹ ہے

۳۱۔ غرباء کے لئے غلہ فنڈ جمع کرنے کی تحریک

جنگ عظیم ثانی کے دوران ضروریات زندگی گراں ہو گئیں۔ تو اس کا اثر غرباء کی عام زندگی پر پڑا اور ان کے لئے غلہ اور دوسری ضروری اشیاء کی خرید مشکل ہو گئی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس حالت کو دیکھتے ہوئے جماعت کے احباب سے اپیل کی کہ وہ جہاں اپنے لئے سال بھر کا غلہ خریدیں وہاں اس میں کچھ حصہ اپنے غریب بھائیوں کے لئے بھی محفوظ کر لیں۔ اور پھر یہ غلہ جمع کرنے کے بعد غرباء میں

اس صورت میں تقسیم کیا جائے۔ کہ وہ سال کے آخری پانچ ماہ کے لئے اسے ریزرو رکھیں۔ جبکہ غلہ بالعموم مہنگا ہو جاتا ہے اور سال کے پہلے سات ماہ خود بازار سے خرید کر گزارہ کریں۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں۔

"میرا خیال ہے کہ قادیان کے غرباء میں اور جنہیں لازمی طور پر مدد دینی پڑتی ہے انہیں اس سال کے آخری مہینوں میں زیادہ ضرورت پیش آئے گی۔ ابتدائی مہینوں میں چونکہ غلہ عام ہے اس لئے ہمیں ان مہینوں کا فکر نہیں۔ زیادہ فکر دسمبر سے اپریل تک کے مہینوں کا ہے۔ کہ ان پانچ مہینوں کے لئے ان کے لئے اتنا غلہ جمع ہو جائے جس سے ان کا گزارہ ہو سکے۔ اور میرا خیال ہے کہ قادیان کے غرباء کے لئے ہمیں ان پانچ مہینوں کے لئے کم سے کم پانچ سو من غلہ کی ضرورت ہوگی۔"

"میں قادیان والوں سے کہتا ہوں۔ کہ جنہوں نے غلے خریدے ہیں۔ ان میں سے جن کو خدا تعالیٰ ہمت اور توفیق دے وہ غلہ خرید کر اس کا چالیسواں حصہ غرباء کے لئے الگ کر لیں اور اپنی جیبوں کو سستا دیں۔ کہ تم نکالنے میں ایسی احتیاط سے کام لینا ہے کہ یہ کمی پوری ہو جائے۔ اور اگر یہ کمی پوری نہ ہوتی تو ہمیں چالیس دنوں میں سے ایک دن فاقہ کرنا پڑے گا۔ پھر باہر کی جماعتوں کو بھی میں توجہ دلاتا ہوں۔ کہ ان میں جن کو خدا تعالیٰ توفیق دے۔ وہ بھی اس میں حصہ لیں۔ اس میں روپیہ کی صورت میں وعدہ نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ غلہ کی صورت میں وعدہ ہونا چاہیے۔"

"میں باہر کی جماعتوں کو یہ بھی نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اگر مقامی طور پر ان کی جماعت میں غریب احمدی ہوں۔ تو وہ ان کا بھی خیال رکھیں۔ صرف یہی نہیں کہ قادیان کے غرباء کا خیال رکھا جائے۔ بلکہ ہر جگہ کے غرباء کا مقامی جماعتیں خیال رکھیں۔ اور جو لوگ اپنے لئے غلہ جمع نہیں کر سکتے۔ ان کے لئے کچھ حصہ اپنے غلے میں سے الگ رکھیں تاکہ وہ ان ایام میں اطمینان کے ساتھ روٹی کھا سکیں۔ اور آج سے ہی ان کے دلوں میں یہ پریشانی پیدا نہ ہو کہ ہم مصیبت کے وقت کیا کریں گے۔"

(الفضل ۲۰ مئی ۱۹۴۲ء)

حضور کی اس تحریک پر ابھی چار دن ہی گزرے تھے۔ اور خطبہ بھی ابھی شائع نہیں ہوا تھا۔ کہ قادیان کی جماعت کی طرف سے سوا دو سو من کے قریب گندم کے وعدے آ گئے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں

"باوجودیکہ اس تحریک پر ابھی تھوڑا وقت ہے اور میرا خطبہ آج ہی شائع ہوا ہے اس وقت تک غلہ اور نقد کے جو وعدے آئے ہیں۔ وہ غلہ کی صورت میں سوا دو سو من کے قریب ہیں"

(الفضل ۵ جون ۱۹۴۲ء)

حضور نے اس تحریک میں پہلے سال پچاس من غلہ دیا۔ جو حضور کی قادیان کے باہر زمین کی کل آمد تھی کیونکہ بارش نہ ہونے کی وجہ سے اس سال فصل اچھی نہیں ہوئی تھی۔ اور قادیان کے احمدیوں نے حضور کی مطلوبہ مقدار ہی نہیں بلکہ اس سے زیادہ گندم جون کے آخر تک مہیا کر دی۔

قادیان میں ہر سال حضور کی اس تحریک پر گندم جمع ہوتی رہی۔ اور تمام غرباء کو سال کے آخری ۵ ماہ کی خوراک مہیا کی جاتی رہی حضور خود بھی اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔ چنانچہ آخری سال حضور کی طرف سے دو سو من گندم اس میں دی گئی۔ بلکہ دوسرے احباب نے ۱۳۰۰ من گندم پیش کی۔ اور پھر یہ گندم انتظام کے ساتھ غرباء میں تقسیم کر دی گئی۔

۲۲۔ وقف جائیداد و وقف آمد

۱۹۴۴ء میں جماعت کی آئندہ ہنگامی ضروریات کی پیش بندی کے طور پر اور یہ اندازہ لگانے کے لئے کہ بوقت ضرورت جماعت کس قدر قربانی کر سکتی ہے۔ حضور نے جماعت کے سامنے ایک نئی تحریک وقف جائیداد اور وقف آمد کی شکل میں پیش کی۔ حضور کی باریک نظر نے یہ دیکھ لیا تھا کہ آئندہ چند سال جماعت کے لئے ابتلاء اور آزمائش کے سال ہیں اور ان میں ایسی ضروریات پیش آنے والی ہیں۔ جن کے لئے علاوہ عام بجٹ کے کثیر رقوم کی ضرورت ہوگی۔ اور اس وقت نئی تحریک کر کے رقم حاصل کرنے میں مزید مشکلات کے بڑھنے کا اندیشہ ہوگا۔ آپ نے جماعت کو پہلے سے مالی قربانی کے لئے تیار اور آمادہ کیا اور ایک عظیم ریزرو فنڈ قائم کیا جہاں سے بوقت ضرورت معمولی عرصہ میں ضروریات کے لئے رقم حاصل کی جا سکے گی۔ آپ نے جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"میں تجویز کرتا ہوں اور اس تجویز کے مطابق سب سے پہلے میں اپنے وجود کو پیش کرتا ہوں کہ ہم میں سے کچھ لوگ جن کو خدا تعالیٰ توفیق دے۔ اپنی جائیدادوں کو اس صورت میں دین کے لئے وقف کریں۔ کہ جب سلسلہ کی طرف سے ان سے مطالبہ کیا جائے گا۔ انہیں وہ جائیدادیں اسلام کی اشاعت کے لئے پیش کرنے میں کوئی عذر نہیں ہوگا۔۔۔۔ اس وقت کی یہ صورت ہوگی کہ ایک کمیٹی بنا دی جائے گی۔ اور جب وہ فیصلہ کرے گی کہ اس وقت اسلام کی ضرورت کے لئے وقف کرنے والوں کی جائیدادوں سے اس قدر رقم لی جائے اس وقت پہلے چندے کی تحریک کی جائے گی۔ اس کے بعد چندے میں جو کمی رہ جائے گی۔ اس کمی کو یہ کمیٹی ان لوگوں پر نسبتی طور پر تقسیم کر دے گی۔ جنہوں نے اپنی جائیدادیں وقف کی ہوں گی۔ اور ان کو اختیار ہوگا۔ کہ چاہے وہ نقد روپیہ ادا کر دیں چاہیں تو اپنی جائیداد فروخت کر کے یا گرو رکھ کر اتنا روپیہ دیں۔ گویا اسلام کی اشاعت کے لئے آئندہ یہ نہیں ہوگا کہ کہا جائے۔ ہمارے پاس اتنا روپیہ نہیں۔۔۔۔ اس معاہدہ کے بعد ان کا کوئی حق نہیں ہوگا کہ وہ کہہ سکیں۔ کہ ہم اپنی جائیداد کا اتنا حصہ دے سکتے ہیں۔ اتنا نہیں دے سکتے۔۔۔۔ اس اقرار کے بعد اگر کوئی شخص اس جائیداد کو فروخت کرنا چاہیے۔۔۔۔ تو اس کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ جائیداد فروخت کرتے وقت کمیٹی کو اطلاع دے۔ کہ اس رنگ میں میں جائیداد کو بیچنے لگا ہوں تاکہ کمیٹی کو تمام جائیدادوں کے متعلق صحیح علم حاصل ہوتا رہے اور چونکہ کچھ لوگ اس قسم کے بھی ہوتے ہیں کہ ان کے پاس جائیدادیں نہیں ہوتیں لیکن ان کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ بھی کسی طرح ثواب میں شامل ہوں اس لئے اگر وہ چاہیں تو اس رنگ میں اپنا نام پیش کر سکتے ہیں کہ علاوہ دوسرے چندوں کو ادا کرنے کے جب کبھی اسلام اور احمدیت کی اشاعت کے لئے خاص قربانیوں کا مطالبہ ہوا۔ میں اپنی ایک مہینہ کی یا دو مہینہ کی یا تین مہینہ کی آمد دے دوں گا۔ مجھے اور میرے بیوی بچوں کو خواہ کیسی ہی تنگی سے گزارہ کرنا پڑے میں اس کی پرواہ نہیں کروں گا۔ اس معاہدہ کے مطابق جب قربانیوں کا وقت آیا تو ان لوگوں سے ان کے وعدے کے مطابق ایک یا دو یا تین مہینہ کی آمد وصول کر لی جائے گی۔ اور ان کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ اس میں کسی قسم کا پس و پیش نہ کریں۔"

(الفضل ۱۲ مارچ ۱۹۴۴ء)

جماعت نے حضور کی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے قریباً سوا کروڑ روپیہ کی آمد اور جائیدادیں پیش کر دیں۔ مگر حضور کی نظر میں ابھی بہت سے لوگوں نے اس طرف توجہ نہیں دی تھی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں

"اس وقت تک صرف سولہ سو کے قریب آدمیوں نے وقف جائیداد کی تحریک میں حصہ لیا ہے۔ اور قریباً سوا کروڑ کا وقف صرف سولہ سو آدمیوں کی جائیدادوں اور آمدنیوں کے وقف سے قائم ہوا ہے۔ اگر جماعت کے باقی افراد بھی اس کی اہمیت کو سمجھیں۔ اور اس تحریک میں حصہ لیں۔ تو یہ تحریک بہت مضبوط ہو سکتی ہے اور اس وقت تک جتنی جائیدادیں وقف ہو چکی ہیں اگر ہم ان وقف کرنے والوں کی جائیدادوں کی قیمت موجودہ واقفین کی جائیداد کی قیمت سے نصف بھی لگائیں۔ تو بھی موجودہ وقف شدہ جائیدادیں ملا کر اڑھائی کروڑ روپیہ کا وقف ہو جائیگا۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ جس کے یہ معنے ہیں کہ اگر ہم اڑھائی کروڑ روپیہ کی وقف شدہ جائیدادوں پر صرف پانچ فی صدی کا مطالبہ کریں تو بارہ تیرہ لاکھ روپیہ کی آمدنی چند ماہ میں ہو سکتی ہے۔"

(الفضل ۳ نومبر ۱۹۴۴ء)

پھر فرمایا

"اگر ساری جماعت اس کی اہمیت کو سمجھے۔ تو وقف جائیداد کا اتنا بڑا فنڈ قائم ہو سکتا ہے۔ جو بغیر فوری بوجھ کے جماعت کو مضبوط کر دے اور یہ فنڈ اسلام کے مجاہدین کے لئے تسلی کا موجب ہوگا۔ اور وہ اطمینان کے ساتھ آگے بڑھیں گے کہ ہمارے پیچھے گولہ بارود بھیجنے والا ذخیرہ موجود ہے"

ایضاً

حضور نے اس تحریک کو بالکل طوعی رکھا تا اس میں حصہ لینے والوں کو زیادہ ثواب ملے چنانچہ آپ نے فرمایا۔

"یہ طوعی تحریک ہے۔ میرا حکم نہیں ہے کہ ہر شخص اس تحریک میں ضرور شامل ہو"

(الفضل ۱۲ مارچ ۱۹۴۴ء)

اس تحریک کا مقصد امکانات کا اندازہ لگانا بھی تھا۔ کہ بوقت ضرورت جماعت سے کس قدر روپیہ مل سکتا ہے۔ اور نیز اس سے اور دوسری تحریکات سے جماعت کو آئندہ روحانی جنگ کے لئے تیار کرنا تھا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

"دوست اس تحریک میں اپنے نام پیش کریں۔ تا ہم اندازہ لگا سکیں کہ ضرورت کے وقت علاوہ انجمن اور تحریک جدید کے بجٹ کے کتنا روپیہ ہمیں مل سکتا ہے۔"

(الفضل ۴ مارچ ۱۹۴۴ء)

سرمہ ممیرا خاص جملہ امراض چشم کا بہترین علاج مثلاً گرے کمزوری نظر پانی بہنا وغیرہ کیلئے مفید ہے قیمت فی تولہ ۱۳ روپے نصف تولہ ... دواخانہ خدمت خلق ربوہ

"میں نے جو مختلف تحریکات کی ہیں۔ وہ اس لئے ہیں کہ جماعت کو آئندہ جنگ کے لئے تیار کیا جائے۔"

(الفضل ۹ مئی ۱۹۴۴ء)

جماعت کے افراد کی اس گھبراہٹ کو دور کرنے کے لئے کہ شاید جماعت پر کوئی نازک وقت جلد آرہا ہے۔ حضور نے انہیں ان الفاظ میں تسلی دی۔ کہ

"کوئی شخص میری ان تحریکات کو اس رنگ میں نہ دیکھے کہ شاید کل ہی وہ دن آنے والا ہے۔ جب اسلام کی ترقی کے لئے جماعت سے انتہائی قربانیوں کا مطالبہ کیا جائیگا ہم نہیں کہہ سکتے ہیں۔ اس وقت کے آنے میں ابھی اور دیر ہو۔ تاکہ ہمارے کمزور بھی تیاری کر لیں اور ہم میں ہر شخص کے اندر ایسا مادہ پیدا ہو جائے کہ وقت آنے پر ہم اپنے اموال۔ اپنے اوقات۔ اپنی جانیں اپنی اولادیں اپنی بیویاں اور اپنے دوست سب کچھ خدا کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ جس طرح سفر پر جانے سے پہلے لوگ اپنی پوٹلیوں اور اپنے ٹرنکوں میں سامان بند کر کے بیٹھ جاتے ہیں۔ اور وہ اسباب کے منتظر ہوتے ہیں کہ گاڑی کی سیٹی بجے تو وہ اپنا اسباب اٹھا کر ڈبے میں بیٹھ جائیں۔ اسی طرح ہم میں سے ہر ایک شخص کا فرض ہے کہ وہ دین کے لئے اپنی تمام چیزیں تیار رکھے تاکہ جب خدا کی طرف سے آنیوالے انجن کی آواز سنائی دے۔ تو وہ دو چار منٹ کے اندر سٹیشن پر پہنچ جائے۔ اور پھر جتنے منٹ اس گاڑی نے سٹیشن پر ٹھہرنا ہو۔ اس وقت کے اندر اندر اس کا اسباب گاڑی پر لد جائے۔"

(الفضل ۹ مئی ۱۹۴۴ء)

کیا اس وقف شدہ جائیداد پر واقف کا تصرف باقی نہیں رہے گا۔ اور کیا وہ اس کے مرنے کے بعد اس کے ورثاء کو ملے گی یا نہیں۔ ان شبہات کا ازالہ حضور نے ان الفاظ میں فرمایا۔

"وقف کے معنے صرف یہ ہیں۔ کہ جب اسلام کے لئے خاص قربانیوں کا مطالبہ ہوگا۔ تو اس وقت جو لوگ اپنی جائدادیں وقف کر چکے ہونگے ان پر جائداد کی قیمت کے مطابق حصہ ڈال دیا جائے گا۔ اور کہہ دیا جائے گا کہ اتنی رقم یا اتنی قیمت کی جائیداد ہمیں دیدو۔ اگر اس دوران وہ اپنی جائیداد کا کچھ حصہ بیوی کو مہر میں دیدیگا۔ تو اتنا حصہ وضع کرنے کے بعد جو جائیداد باقی رہے گی۔ اس پر چندہ لگایا جائے گا۔ گویا جائیداد وقف کرنے کے بعد انسان پر یہ پابندی نہیں ہوتی۔ کہ وہ اس جائیداد کو اپنی ضروریات کے لئے فروخت نہ کرے یا شرعی حصہ کسی کو ادا نہ کرے۔ صرف اس کا اتنا فرض ہے کہ جائیداد کا جو حصہ خرچ ہو جائے اس کی دفتر کو اطلاع دیدے۔"

(الفضل ۳ فروری ۱۹۴۵ء)

جائداد وقف کرنے والے پر وصیت کا چندہ ادا کرنا لازمی ہوگا۔ وہ اس چندہ کے ادا کرنے سے مستثنیٰ قرار نہیں دیا جائیگا چنانچہ فرمایا۔

"وہ موصی نہیں سمجھے جائیں گے۔ وصیت اور چیز ہے اور وقف جائیداد اور چیز ہے۔" (الفضل ۳ فروری ۱۹۴۵ء)

۱۹۴۷ء میں جماعت کو حالات نے انتہائی قربانیوں کے لئے مجبور کیا۔ تو حضور نے مجلس شوریٰ کے موقع پر جماعت کے نمائندوں کے سامنے تقریر کرتے ہوئے فرمایا

"وقف جائداد والے دوست اپنی جائداد کی کل قیمت کا ایک فی صدی چھ ماہ کے اندر اندر مرکز میں جمع کرا دیں۔ اور وہ جنہوں نے ایک ماہ یا دو ماہ کی آمد وقف کی ہوئی ہے وہ ایک ماہ کی آمد بھیجدیں۔ اور جن لوگوں نے وقف نہیں کی وہ بھی اس چندہ میں ضرور حصہ لیں اور اپنی کل جائیداد کی قیمت کا ½ فیصدی اور اپنی ایک ماہ کی آمد کا نصف چھ ماہ کے اندر اندر یہاں بھیجدیں۔"

(الفضل ۹ مارچ ۱۹۴۷ء)

آپ نے مزید فرمایا۔

"ہمیں تبھی خوشی ہو سکتی ہے۔ کہ جب جماعت کے ہر فرد نے اس میں شرکت کی ہو اور کوئی بھی اس سے باہر نہ رہا ہو" اور جماعت کے نمائندگان کو ہدایت فرمائی

"جاؤ اور کوئی فرد باقی نہ رہنے دو جو اپنی جائداد یا آمد وقف نہ کرے اور جو لوگ انکار کریں ان سے کہدو۔ کہ ہم تمہارے حرام مال سے اپنے پاکیزہ مال کو ملوث نہیں کرنا چاہتے" (الفضل ۹ مارچ ۱۹۴۷ء)

مطالبہ کی مزید تشریح کرتے ہوئے فرمایا

"اگر کسی شخص کی جائداد بھی ہو اور اس کی آمد بھی خواہ تجارت سے خواہ نوکری سے اس کی ماہوار آمد اگر جائداد کے ½ سے زیادہ ہو۔ تو اسے ماہوار آمد دینی چاہیئے اور اگر جائیداد کا ½ ماہوار آمد سے زیادہ ہو۔ تو وہ دینا چاہیئے اور جس سے ہو سکے وہ بے شک دونوں دے۔ مگر بہر حال جو زیادہ ہو۔ وہ دے۔ کم والا پہلو اختیار نہ کرے اور اگر واقف جائداد نہ ہو تو ½ آمد ماہوار کا یا ½ جائداد کی قیمت کا جو بھی زیادہ ہو دے۔" (الفضل ۱۲ اپریل ۱۹۴۷ء)

نیز آپ نے فرمایا۔

"اس تحریک کے چندے کا دوسرے چندوں پر اثر نہیں پڑنا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ ماہواری چندوں یا وصیت کے چندوں یا تحریک جدید کے چندوں میں کمی واقع ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کا حق دبا کر دوسرا حق ادا کرنا کبھی فائدہ کا موجب نہیں ہوتا۔"

(الفضل ۱۰ اپریل ۱۹۴۷ء)

ضرورت کی اہمیت کا احساس کرانے کے لئے حضور نے یہاں تک فرمایا۔

"جو لوگ اس تحریک میں شامل نہ ہوں یا غیر واقفین کی صورت میں اپنی جائیداد کا ½ فی صدی یا ایک ماہ کی نصف آمد بھی دینے کے لئے تیار نہ ہوں ان کو آئندہ سلسلہ کے ہنگامی کاموں میں شامل نہ کیا جائے۔"

(الفضل ۱۵ مئی ۱۹۴۷ء)

اس غرض کے لئے کہ دوست اس تحریک میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہو سکیں اور کوئی فرد اس ثواب سے محروم نہ رہے حضور نے اس قربانی میں شمولیت کے لئے معین عرصہ کی شرط کو ختم کر دیا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

"میں نے محکمہ کو ہدایت دی ہے کہ وہ اس تحریک کو اس وقت تک جاری رکھے۔ جب تک جماعت کے تمام افراد اس میں شامل نہ ہو جائیں۔ جن لوگوں نے باوجود علم کے اس تحریک میں حصہ نہیں لیا۔ اگر وہ بعد میں حصہ لیں گے۔ تو وہ نادہندگی کے الزام سے تو بچ جائیں گے لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان کا ثواب ان لوگوں کے برابر نہ ہوگا۔ جنہوں نے وقت پر اس تحریک میں حصہ لیا ہے اور عین ضرورت کے وقت اپنی قربانی پیش کر دی ہے۔ لیکن جن لوگوں تک ابھی یہ آواز نہیں پہنچی یا ملک کے فسادات کی وجہ سے ان کو اطلاع نہیں ہو سکی۔ یا وہ دور کے ممالک یا دور کے علاقوں کے رہنے والے ہیں۔ وہ باوجود دیر ہو جانے کے ثواب میں ان لوگوں کے برابر ہی ہوں گے۔ جنہوں نے وقت پر اطلاع مل جانے کی وجہ سے سہولت اور آسانی کے ساتھ اس تحریک میں حصہ لیا ہے۔"

(الفضل ۱۴ جولائی ۱۹۴۷ء)

حضور نے اس چندہ کی ادائیگی کے لئے چھ ماہ کی مدت مقرر کی تھی، لیکن فرمایا۔

"دوستوں کو اپنی ذمہ داریاں سمجھتے ہوئے چھ ماہ تک انتظار نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ جلد از جلد یہ رقوم ادا کر دینی چاہئیں"۔

(الفضل ۱۳ جولائی ۱۹۴۷ء)

حضور کی یہ تحریک کس حد تک کامیاب ہوئی یہ اسبات سے واضح ہے کہ ۱۹۴۷ء میں باوجود ملک کا امن تباہ ہونے کے اور سارے ملک میں فسادات کی آگ بھڑک اٹھنے کے ۵۰ فیصدی حصہ جماعت نے اس چندہ میں حصہ لیا اور قربانی کے مطالبہ پر بعض لوگوں نے اسبات پر اصرار کیا۔ کہ ان کی ساری جائیداد استعمال کر لی جائے جولائی ۱۹۴۷ء تک ڈیڑھ کروڑ روپیہ کی جائیداد وقف ہو چکی تھی۔ وقف شدہ آمد اس کے علاوہ تھی۔ اپنے تو اپنے غیر بھی اس بات کو تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ حضور کی اس تحریک کے نتیجہ میں جماعت نے ہنگامی حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ قادیان کا مرکز بھی قائم رہا اور انخلاء کا کام بھی ایک نظام کے ماتحت ہو گیا۔ جہاں دوسری تنظیموں کا شیرازہ بکھر گیا وہاں یہ جماعت شہد کی مکھیوں کی طرح ایک جگہ سے اٹھ کر دوسری جگہ بیٹھ گئی اور اس کی تبلیغی مہمات میں کوئی خلل پیدا نہ ہوا

۲۳۔ توسیع مسجد مبارک قادیان

حضرت مصلح موعودؓ نے ایک موقعہ پر جماعت قادیان کے دوستوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام مبارک مبارک و کل امر مبارک یجعل فیہ کی طرف توجہ دلا کر مسجد مبارک میں نمازیں ادا کرنے کی تحریک کی۔ اور جب مسجد کی عدم وسعت کا احساس ہوا تو آپ نے جماعت کے سامنے مسجد کی توسیع کی تحریک پیش کی۔ حضور نے فرمایا

"کل عصر کے وقت میں نے ذکر کیا کہ اب وقت آگیا ہے کہ مسجد مبارک کی توسیع کرنی چاہیئے۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ شام کی نماز کے بعد جب میں بیٹھا۔ تو میں نے بعض ایسے دوستوں کے نام لکھوانا شروع کر دئے۔ جنہوں نے اس غرض کے لئے مجھے چندہ دیا ہوا تھا۔ اس پر دوسرے دوستوں نے بھی اسی وقت چندہ دینا شروع کر دیا۔ اور بعض نے وعدے لکھوانے شروع کر دئے اور اس اخلاص سے چندے دئے اور وعدے لکھوانے شروع کئے کہ نماز مغرب میں شامل ہونے والے نمازیوں سے ہی اندازہ کی رقم پوری ہو گئی۔ ہمارا اندازہ مسجد کی زیادتی کے خرچ کا ۱۰ ہزار روپیہ کا تھا۔ مگر اب تک خدا تعالیٰ کے فضل سے پندرہ ہزار روپے کے وعدے ہو چکے ہیں (جو آج ہفتہ کی شام تک سترہ ہزار سے زائد کے وعدے ہو چکے ہیں) اور ان میں سے سات ہزار روپیہ تو نقد وصول ہو چکا ہے۔ باقی روپیہ بھی امید ہے۔ دو چار دن میں دوستوں کی طرف سے مل جائے گا۔ (آج ہفتہ کی شام تک دس ہزار روپیہ سے اوپر نقد آچکا ہے) یہ کیسا شاندار اخلاص کا نمونہ ہے جو ہماری جماعت نے دکھایا۔ دنیا میں آج کونسی جماعت ہے۔ جو دین کی خدمت کے لئے ایسا نمونہ دکھا رہی ہے۔" (الفضل ۱۴ مارچ ۱۹۴۴ء)

۲۴۔ تعلیم الاسلام کالج کیلئے ڈیڑھ لاکھ روپیہ کی اپیل

آئندہ روحانی جنگ کے سلسلہ میں حضرت مصلح موعودؓ نے جو مالی تحریکات فرمائیں۔ ان

ہیں سے ایک اہم کڑی تعلیم الاسلام کالج کا قیام بھی تھا۔ اسی کے لئے چندہ کی تحریک کرتے ہوئے حضور نے فرمایا۔

"ہم نے قادیان میں کالج شروع کیا ہے۔ پہلے ابتدائی اخراجات کے لئے ڈیڑھ لاکھ روپیہ کی ضرورت ہے۔ ۔ ۔ ۔ عمارت وغیرہ کے لئے قرض لے کر روپیہ دے دیا گیا ہے تا کام شروع ہو سکے۔ ۔ ۔ ۔ میں جماعت میں یہ تحریک کرتا ہوں کہ عام چندوں کے معیار کو قائم رکھتے ہوئے وہ اس چندہ میں حصہ لے اور مجھے امید ہے کہ جماعت کا مالدار طبقہ خصوصاً وہ لوگ جن کو جنگ کی وجہ سے ٹھیکوں وغیرہ کے ذریعہ یا دوسرے ایسے ہی کاموں کے ذریعہ زیادہ روپیہ ملا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وہ اس طرف توجہ کریں۔ یا وہ زمیندار جن کی آمدنیاں بڑھ گئی ہیں۔ دین کے حصہ کو نہ بھولیں۔ پس ایسے لوگ اس چندہ میں خاص طور پر حصہ لیں۔ میں کسی کو محروم نہیں کرتا۔ غریب لوگ بھی حصہ لے سکتے ہیں۔ اور اگر کوئی غریب۔ ایک دھیلہ بھی دیتا ہے تو وہ رد نہیں بلکہ شکریہ کے ساتھ قبول کیا جائے گا۔ اور اس امید کے ساتھ کیا جائیگا۔ کہ اللہ تعالیٰ اسے ایک لاکھ روپیہ دینے والے امیر سے زیادہ ثواب دے گا۔"

(الفضل ۱۲ر مارچ ۴۴ء)

حضور کی اس تحریک کے بعد چھ ماہ کے اندر یعنی اکتوبر تک جماعت کی طرف سے ۱،۵۱،۰۰۰ روپے کے وعدے ہو گئے اس کے بعد جن لوگوں نے اس تحریک میں حصہ لیا وہ اس کے علاوہ تھا۔ بعد میں محترم ناظر صاحب بیت المال نے جماعت سے اس رقم کو دو لاکھ تک پہنچا دینے کی اپیل کی۔ اور جماعت نے یہ مطلوبہ رقم پوری کر دی۔

۲۵۔ تراجم قرآن کریم

جنگ عظیم ثانی کے دوران حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک پر ایک بڑی تعداد نوجوانوں کی خدمت دین کے لئے آگے آئی جسے مناسب ٹریننگ دیدی گئی۔ لیکن جہاں تک ان کے ہتھیاروں یعنی مناسب لٹریچر کا سوال تھا۔ وہ ابھی باقی تھا ۴۴ء میں جب جنگ ختم ہونے کے آثار پیدا ہو گئے۔ تو حضور کو اس اسلحہ کی تیاری کا زبردست احساس ہوا۔ چنانچہ حضور نے فرمایا۔

"تین چیزیں ضروری ہیں۔ اول آٹھ زبانوں (انگریزی۔ فرانسیسی۔ جرمن۔ اطالین۔ پرتگیزی۔ ڈچ۔ سپینش۔ روسی) میں تراجم کا ترجمہ دوسرے نو زبانوں (عربی زبان کو شامل کر کے نو) بارہ کتابوں کا سیٹ تیسرے نو زبانوں میں مختلف چھوٹے ٹریکٹ اور اشتہارات۔ شروع میں ٹریکٹ تھوڑے تھوڑے چھپوائے جائیں۔ اور پھر آہستہ آہستہ ان کی اشاعت کو بڑھاتے جائیں۔ جب یہ اشاعت بڑھ جائیگی تو یہ ٹریکٹ اپنا خرچ خود نکالنے لگ جائیں گے چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ بڑی کتاب کی نسبت زیادہ بکتے ہیں اگر ایک ٹریکٹ ایک پیسہ میں بھی فروخت ہو جائے۔ تو کافی خرچ نکل سکتا ہے۔ مگر پیسہ کا رواج صرف ہمارے ملک میں ہے۔ انگریزی ممالک میں کم از کم ایک آنہ ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اگر ایک ایک ٹریکٹ ایک ایک آنہ میں فروخت کیا جائے۔ تو ہزاروں کی آمد ہو سکتی ہے۔ اور اس آمد سے اور اشتہارات چھپوائے جا سکتے ہیں۔ پس یہ ایک ایسی سکیم ہے جو تبلیغ کو کامیاب بنانے کے لئے نہایت ضروری ہے ایک تو قرآن مجید کا سات زبانوں میں ترجمہ ہے۔ اس پر فوری طور پر عمل کرنے کے لئے چندہ کی ضرورت ہے۔ ایک ترجمہ کا خرچ تو میں نے اپنے ذمے لیا ہے۔ ایک ترجمہ کا خرچ قادیان کی جماعت کے ذمہ لگایا ہے اور ایک کا سارے ہندوستان کی لجنہ اماء اللہ کے ذمہ لگایا ہے۔ ایک ترجمہ کا خرچ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے اور ان کے چند دوستوں نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ باقی تین ترجموں کا خرچ مختلف افراد یا جماعتیں اپنے ذمہ لے لیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ باقی دو یعنی کتابوں کا سیٹ اور ٹریکٹوں کے متعلق میں نے اسلئے اعلان کیا ہے تاکہ جماعتیں مفید مشورہ دے سکیں کہ کون کون سی کتابیں سیٹ میں رکھنی چاہئیں اور ٹریکٹ اور اشتہارات کس قسم کے ہونے چاہئیں تاکہ جب کام کا وقت آئے تو ہم سہولت کے ساتھ کتابوں اور ٹریکٹوں کے متعلق فیصلہ کر سکیں۔ کہ کس قسم کی کتابیں اور ٹریکٹ ہونے ضروری ہیں۔" (الفضل ۲۷ر اکتوبر ۴۴ء)

اپنے متعلق فرمایا

"چونکہ پہلے مسیح کا خلیفہ کہلانے والا اٹلی میں رہتا ہے۔ اس مناسبت سے قرآن مجید کا جو ترجمہ اطالوی زبان میں شائع ہو۔ وہ مسیح محمدی کے خلیفہ کی طرف سے ہونا چاہئے۔ اسلئے میں اعلان کرتا ہوں کہ اطالین زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ کا خرچ میں ادا کروں گا۔" (ایضاً)

چندہ کی وصولی کی میعاد مقرر کرتے ہوئے فرمایا۔

"یہ چندہ مارچ ۴۵ء کے آخر تک پہنچ جانا چاہئے۔ اس وقت ہم نے تحریک جدید کے فنڈ سے رقم خرچ کی ہے۔ جو تراجم کی رقوم وصول ہونے پر تحریک جدید کو واپس کر دی جائے گی۔" (ایضاً)

نیز فرمایا

"میرا اندازہ ہے کہ ان سات تراجم کی پانچ پانچ ہزار کاپیاں پندرہ پندرہ ہزار روپے میں چھپ سکیں گی۔ اور جماعت کے جوش اور اخلاص کو دیکھا جائے تو اس لحاظ سے یہ کوئی بڑی رقم نہیں۔ میں سمجھتا ہوں۔ جس وقت تراجم مکمل ہو جائیں گے۔ اس وقت پندرہ پندرہ ہزار روپیہ کی رقم کا ادا کرنا جماعت کے لئے کوئی مشکل کام نہیں ہوگا۔" (ایضاً)

حضور کی اس تحریک کے شائع ہونے پر تمام جماعتوں نے اس تحریک میں حصہ لینے کی خواہش کی تو حضور نے اپنے حق کی قربانی کی۔ اور یہ تصریح فرمائی کہ میں اپنا چندہ قادیان کی جماعت میں دوں گا۔ اس طرح لجنہ اماء اللہ اور قادیان کی جماعت کے پاس دو دو تراجم کی بجائے ایک ایک ترجمہ رہنے دیا اور حلقوں کی تقسیم اس طرح فرمائی۔

۱۔ قادیان مع یورپین ممالک

۲۔ لجنہ اماء اللہ ہندوستان

۳۔ لاہور فیروزپور شیخوپورہ گوجرانوالہ امرتسر اور سیالکوٹ کے اضلاع

۴۔ صوبہ سرحد۔ بلوچستان سندھ اور پنجاب کے شمالی اضلاع جو حلقہ لاہور میں شامل نہیں۔ ریاست کشمیر اور اسلامی ممالک (اگر وہ حصہ لینا چاہیں تو)

۵۔ دہلی۔ یوپی۔ بہار اور پنجاب کے اضلاع جالندھر ہوشیارپور لدھیانہ اور انبالہ اور ریاستہائے پٹیالہ نابھہ اور مالیرکوٹلہ۔

۶۔ حیدرآباد دکن۔ ناگپور میسور مدراس بمبئی اور ملحقہ ریاستیں۔ سیلون اور افریقہ کے ممالک۔

۷۔ کلکتہ بنگال اڑیسہ آسام برٹش انڈونیشیا وغیرہ

(الفضل ۴ر اکتوبر ۴۴ء)

حضور نے پہلی تقسیم میں اطالین زبان کا ترجمہ اور اطالین زبان میں شائع ہونے والی کتب کے سیٹ کی قیمت اپنے ذمہ لی تھی اور اب چونکہ آپ نے اپنے چندہ کو قادیان کے چندہ میں شامل کر دیا تھا۔ اسلئے فیصلہ ہوا کہ اس زبان میں شائع ہونے والا ترجمہ قرآن مجید اور کتب قادیان کے حصہ میں آئے جرمنی میں مسجد بنانے کی نیکی کی یادگار کے طور پر جرمن زبان میں شائع ہونے والا ترجمہ قرآن مجید اور کتب لجنہ اماء اللہ کے سپرد کی گئیں۔ اس طرح دوسری زبانوں میں شائع ہونے والے تراجم اور کتب بعض مناسبتوں کی وجہ سے دوسرے حلقوں کے سپرد کئے گئے تحریک کی نگرانی کرنا۔ لوگوں سے چندہ وصول کرنا۔ اس کا باقاعدہ حساب رکھنا وغیرہ سب انتظامی امور تحریک جدید کے دفتر کے سپرد کئے گئے۔ (الفضل ۴ر نومبر ۴۴ء)

حضور کے اندازہ کے مطابق ترجمہ اور چھپوائی کے لئے ۱،۰۴،۰۰۰ روپیہ کی ضرورت تھی۔ جس کا آپ نے جماعت سے مطالبہ کیا۔ جماعت کی طرف سے ۱،۰۶،۰۰۰ روپے کے وعدے ہوئے۔ اور پھر ان کا اکثر حصہ وصول ہو گیا۔ اور دو سال کے عرصہ میں سات زبانوں میں تراجم مکمل ہو گئے۔ انگریزی زبان میں ترجمہ پہلے ہو چکا تھا۔ حضور فرماتے ہیں

"قرآن کے سات مختلف زبانوں میں جو تراجم ہو رہے تھے وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے مکمل ہو گئے ہیں۔ اور ان کی ایک اور نقل بنک میں محفوظ کر لی گئی ہے۔ صرف اس بات کا انتظار ہے کہ ہمارے مبلغین ان زبانوں کو سیکھ کر ان پر نظر ثانی کریں۔ تا غلطی کا امکان نہ رہے۔ تراجم کے لئے ۲،۶۰،۰۰۰ روپے کے وعدے ہوئے تھے ۲،۰۴،۰۰۰ روپے وصول ہوئے اس میں سے ۳۵،۰۰۰ روپے صرف ترجمہ پر خرچ آئے۔ باقی روپیہ جمع ہے۔" (الفضل ۲۸ر دسمبر ۴۶ء)

ان تراجم میں سے ڈچ اور جرمن زبان کے تراجم شائع کئے جا چکے ہیں۔ روسی اور فرنچ زبان کے تراجم کی نظر ثانی ہو رہی ہے۔ یہ دونوں اور باقی تمام تراجم انشاء اللہ جلد اور مناسب وقت آنے پر شائع ہو جائیں گے۔

۲۶۔ تعلیم الاسلام کالج کی توسیع کیلئے چندہ کی تحریک

کالج میں ڈگری کلاسیں کھولنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ تو حضورؓ نے جماعت کو ان الفاظ میں مخاطب فرمایا۔

"تکمیل تعلیم کے لئے بی اے اور بی۔ ایس۔ سی کی جماعتوں کا ہونا ضروری ہے جس کے کھولنے کے لئے صرف عمارت اور فرنیچر اور سائنس کے سامان کا اندازہ ایک لاکھ ستر ہزار کیا جاتا ہے اور کل خرچ پہلے سال کا دو لاکھ پانچ ہزار بنایا جاتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے کالج کی بی اے اور بی ایس سی کی کلاسیں کھول دی جائیں۔ اور اس سے دعائے کامیابی کرتے ہوئے۔ میں جماعت احمدیہ کے مخلص افراد سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس کام کے لئے دل کھول کر چندہ دیں۔ اور یہ دو لاکھ کی رقم اسی سال پوری کر دیں۔ تاکہ یہ کام بہ تمام و کمال

جلد مکمل ہو کر اسلام کی ایک شاندار بنیاد رکھی جا سکے..... احباب جماعت کو چاہیئے کہ چندوں کی کثرت سے گھبرائیں نہیں۔ بلکہ خوشی سے کریں اور سمجھیں کہ خدا تعالیٰ نے انہیں اس کام کے لئے چن لیا ہے۔ مجھے یقین ہے۔ کہ احباب اس تحریک کو ایک بار نہ سمجھیں گے۔ بلکہ ایک عظیم الشان انعام سمجھتے ہوئے اس کے حصول کے لئے کھلے دلوں کے ساتھ چندہ دیں گے میں سمجھتا ہوں۔ کہ ہماری جماعت میں اب ایسے لوگ شامل ہیں کہ اگر ان میں سے پانچ سو آدمی بھی اس عہد کو سامنے رکھ کر جو النبوت نے خدا تعالیٰ سے کیا ہے۔ اس کام کے لئے آگے آ جائے۔ تو وہ دوسروں کی مدد کے بغیر اس رقم کو پورا کر سکتے ہیں۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ ہر احمدی غریب امیر اس کام میں حصہ لے جو ہزاروں دے سکتے ہیں۔ وہ ہزاروں دیں۔ اور جو سینکڑوں دے سکتے ہیں۔ وہ سینکڑوں دیں۔ اور جو بیسیوں دے سکتے ہیں وہ بیسیوں دیں۔ اور جو روپیہ دو روپیہ دے سکتے ہیں وہ روپیہ دو روپیہ دیں۔ اور جو چند پیسے دے سکتے ہیں۔ وہ چند پیسے ہی دیں۔ تا کہ اسلامی عمارت میں آپ میں سے ہر بڑے چھوٹے کا حصہ ہو۔ اور دجالی لشکر کے مقابلہ کے لئے تیار کئے جانے والے لشکر کے سامان میں آپ کا روپیہ بھی لگا ہوا ہو

میں بسم اللہ مجریھا و مرسٰھا کہتے ہوئے اس کاغذی ناؤ کو تقدیر کے دریا میں پھینکتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آسمان سے فرشتے اتارے جو اسے کامیابی کی منزل پر پہنچا دیں۔ اور وہ اپنے الہام سے مخلصوں کے دلوں میں قربانی اور ایثار کا مادہ پیدا کرے۔ اور پھر ان کی قربانی کا ادعا نہ رکھے۔ بلکہ بڑھ چڑھ کر اس کا بدلہ دے۔ اللھم آمین۔"

(الفضل ۹ مارچ ۱۹۶۴ء)

"میں نے فی الحال دو لاکھ روپے کی اپیل جماعت کے سامنے کی ہے فی الحال اس لئے کہا ہے۔ کہ ہمارا مقصد یہ نہیں کہ بی اے اور بی ایس سی کلاسز میں اپنا کام ختم کر دیں۔ ابھی ہم نے دو کام اور کرنے ہیں۔ ایک ایم اے اور ایم ایس سی کلاسز جاری کرنی ہیں۔ اور دوسرے ڈاکٹری کی ایف ایس سی کلاسز جاری کرنی ہیں۔ ان تینوں کلاسز کو کھولنے کے لئے غالباً تین چار لاکھ روپیہ کی اور ضرورت ہوگی۔ اور پانچ سات لاکھ روپے کی ریزرو فنڈ کے طور پر ضرورت ہوگی تا تمام اخراجات اس کی آمد سے مل سکیں....... دو لاکھ اس سال کے لئے چاہیئے۔ اگلے سال یا دو سال بعد ایام۔ ایم ایس سی کی کلاسوں میں ہی مزید روپیہ کی ضرورت ہوگی۔ درحقیقت ایک اچھے کالج کے لئے ۲۵ لاکھ روپے کی ضرورت ہوتی ہے..... اس کے بعد ہمیں پندرہ سولہ لاکھ روپے کے ریزرو فنڈ کی ضرورت ہوگی جس سے لاکھ سوا لاکھ روپیہ سالانہ کی آمد ہوتی رہے۔ اور کالج مضبوطی کے ساتھ قائم رہ سکے۔"

(الفضل ۱۶ اپریل ۱۹۴۶ء)

حضور کی اس تحریک پر لبیک کہتے ہوئے فوری طور پر جماعت کے چار افراد نے ۲۷ ہزار روپے کے وعدے کئے۔ مخدوم اماں اللہ قادیان نے اس میں پانچ ہزار روپے کا وعدہ کیا۔ جون ۱۹۴۶ء میں یہ وعدے ایک لاکھ سے اوپر نکل گئے اور اپریل ۱۹۴۷ء تک اس مد میں ڈیڑھ لاکھ کے وعدے پہنچ گئے۔ اور آج ہمارے کالج کی اپنی روایتی شان کے ساتھ موجودگی اور اس کی روز بروز ترقی حضور کی اس مبارک تحریک کے پورا ہونے کی بین دلیل ہے

۲۷۔ ترجمہ قرآن کریم انگریزی کی اشاعت کی تحریک

انگریزی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ شائع ہوا۔ تو حضور نے اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی خاطر جماعت کو تحریک کی۔ کہ اس کی ایک ہزار کاپیاں دنیا کے مشہور علماء۔ سیاستدانوں۔ لیڈروں اور مملکتوں کے سربراہوں کو دی جائیں۔ اور دنیا کی مشہور لائبریریوں میں رکھی جائیں۔ جماعت کے مخیّر اور مخلص احباب ایک یا ایک سے زائد کاپیوں کی قیمت پیش کریں۔ حضور فرماتے ہیں۔

"جماعت کو ہمت کر دکھانی چاہیئے۔ اور ایک ہزار کتاب خرید کر سلسلہ کے سپرد کر دینی چاہیئے۔ تا کہ بڑے بڑے سیاستدانوں لیڈروں مذہبی لوگوں اور مستشرقین میں ان کتابوں کو تقسیم کیا جا سکے۔ اگر کتاب کی قیمت بیس روپے ہوئی۔ تو کل بیس ہزار کی رقم بنتی ہے۔ اگر پچیس روپے ہوئی تو پچیس ہزار روپے کی رقم بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیس پچیس ہزار کی رقم جماعت کیلئے کوئی بڑا بوجھ نہیں بلکہ جس قسم کا یہ کام ہے اس کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے یہ رقم بہت ہی ادنیٰ ہے لکھتے ہیں۔ جو لوگ چندہ لکھوائیں۔ اسلئے میں اپنی طرف سے ایک سو جلد خرید کر سلسلہ کو تقسیم کرنے کے لئے دینے کا وعدہ کرتا ہوں۔ ایک سو جلدوں کی جو بھی قیمت ہوگی وہ میں دوں گا۔ باقی نو حصے جماعت کو پورے کرنے چاہئیں۔ مخدوم اماں اللہ نے دو سو جلدوں کا وعدہ کیا ہے۔ اسلئے صرف سات سو جلدیں باقی جماعت کے ذمہ رہ جاتی ہیں۔ ممکن ہے بعض مخلصوں کو اللہ تعالیٰ توفیق بخشے اور یہ حصے بھی لگ جائیں اور باقیوں کو افسوس کرنا پڑے اسلئے اس نیک کام میں حصہ لینے کے لئے دوستوں کو جلدی کرنی چاہیئے۔" (الفضل ۲۶ فروری ۱۹۴۹ء)

جماعت کے احباب نے اپنے پیارے امام کی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے اپنے اموال پیش کئے۔ اور کلام اللہ کی اشاعت میں حصہ لیتے ہوئے ترجمہ کی مطلوبہ کاپیاں مزید کر کے پیش کر دیں۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

۲۸۔ مسجد مبارک ربوہ کی تعمیر کی تحریک

مورخہ ۳ اکتوبر ۱۹۴۹ء کو بعد نماز عصر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے مسجد مبارک ربوہ کی بنیادی اینٹ اپنے دست مبارک سے رکھی۔ اس موقع پر حضور نے احباب جماعت سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"چونکہ یہ ایک مرکزی مقام ہے اور ساری دنیا کے لوگوں سے اس کا تعلق ہے اسلئے ساری دنیا کے لوگوں کو ہی اس کی تعمیر میں حصہ لینا چاہیئے۔ پس اس موقع پر میں تمام جماعتوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنی اپنی توفیق کے مطابق اس مسجد کی تعمیر میں حصہ لیں۔ میرا خیال ہے کہ بیس پچیس ہزار روپیہ اور تیس پینتیس ہزار روپیہ اس پر خرچ ہو جائے گا۔" (الفضل اکتوبر ۱۹۴۹ء)

حضور نے اس موقع پر نہ صرف اپنی طرف سے اور اپنے بیوی بچوں کی طرف سے چندہ کے وعدے لکھوائے بلکہ اس خیال سے کہ بیرونی جماعتوں تک اطلاع دیر سے پہنچے گی اور اس طرح وہ شاید اس نیک کام میں حصہ لینے سے محروم رہ جائیں گی ان کی طرف سے خود وعدے لکھوا دیئے۔ اور فرمایا۔ اگر یہ جماعتیں اس سے زیادہ رقم دینا چاہیں تو دیدیں اور اگر ان کی طرف سے اس سے کم رقم وصول ہوئی۔ تو کمی میں خود پوری کروں گا۔ اسکے بعد موجود احباب نے اپنی طرف سے اور اپنی جماعتوں کی طرف سے وعدے لکھوائے اور حضور دعا کے بعد قصر خلافت تک نہیں پہنچے تھے۔ کہ ۱۰ ہزار کی رقم کے وعدے ہو گئے۔ دفتر میں جو وعدے بعد میں لکھوائے گئے ان کی مقدار سترہ ہزار سے اوپر چلی گئی۔ اور اسی دن شام تک سولہ ہزار سات سو روپے کی رقم نقد وصول ہو گئی۔ باقی احباب کے وعدے جو بعد میں وصول ہوتے۔ انہیں ملا کر مطلوبہ رقم پوری ہو گئی۔ اور یہ مسجد قریباً پچاس ہزار روپے کی لاگت سے تیار ہو گئی۔ ۲۵ اکتوبر کو جماعت احمدیہ ربوہ کی طرف سے ایک ہزار روپیہ چندہ میں دے دیا گیا۔

۲۹۔ تحریک تعمیر مساجد بیرون

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے بیرون ممالک میں مساجد تعمیر کرنے کے متعلق تحریک کرتے ہوئے فرمایا۔

"یورپین ممالک میں مسجد تبلیغ کا ایک ضروری حصہ ہیں"۔

(رپورٹ مجلس شوریٰ ۵۲-۱۹۵۰ء)

نیز فرمایا۔

"کچھ ممالک (امریکہ۔ ہالینڈ۔ جرمنی اٹلی۔ سپین اور فرانس ناقل) ہیں۔ جن میں اگر ہماری مسجدیں بن جائیں۔ تو تبلیغ کا بڑا اعلیٰ ذریعہ ثابت ہو سکتی ہیں۔ اگر ان مساجد پر سات لاکھ روپیہ کے خرچ کا بھی اندازہ ہو اور ہم اپنے بجٹ میں ایک لاکھ روپیہ تعمیر مساجد کیلئے رکھیں تو سات سال میں اور اگر پچاس ہزار روپیہ رکھیں تو چودہ سال میں اس رقم کو پورا کر سکتے ہیں۔ مگر بہر حال کچھ تو ہونا چاہیئے۔ تا کہ ہم اپنے تبلیغ کے کام کو وسیع کر سکیں۔ اور لوگوں کے حق پہنچنے کا امکان ہو۔" (ایضاً صفحہ ۳)

حضور نے اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے جماعت کے سامنے ایک سکیم رکھی جس کی تفصیل رپورٹ مذکور میں درج ہے یہاں صرف اس کا خلاصہ تحریر کیا جاتا ہے۔

آپ نے فرمایا

۱۔ ملازم پیشہ دوست اپنی سالانہ ترقی میں سے پہلے ماہ کی ترقی مساجد فنڈ میں دیا کریں

۲۔ بڑے بڑے پیشہ ور احباب مثلاً وکلاء ڈاکٹر، کنٹریکٹر وغیرہ سال میں ایک دفعہ اپنی ایک ماہ کی آمد کا پانچ فیصدی اس مد میں جمع کرایا کریں۔

۳۔ چھوٹے پیشہ ور اصحاب مثلاً مستری لوہار وغیرہ ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو یا کوئی اور دن مقرر کر کے اس دن کی مزدوری کا دسواں حصہ اس چندہ میں دیا کریں۔

۴۔ تاجر ہفتہ میں ایک دن مقرر کر لیں۔ اس دن وہ اپنے پہلے سودے کا نفع اس مد میں دیا کریں۔

(باقی صفحہ ۳۹ پر)

مرض اٹھرا کی مشہور اور کامیاب دوا
حبوب مفید اٹھرا
قیمت فی شیشی پانچ روپے
مکمل کورس کا ۔ پندرہ روپیہ
مکمل فہرست ادویات مفت طلب کریں
امین دواخانہ (رجسٹرڈ) گول بازار۔ ربوہ

حضرت مصلح موعودؓ کا عشقِ رسولؐ

(مکرم ملک محمود احمد صاحب۔ لاہور)

"مَیں کسی خوبی کا اپنے لئے دعویدار نہیں ہوں مَیں فقط خدا تعالیٰ کی قدرت کا ایک نشان ہوں۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان کو دُنیا میں قائم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے ہتھیار بنایا ہے اس سے زیادہ نہ مجھے کوئی دعویٰ ہے نہ مجھے کسی دعویٰ میں خوشی ہے میری ساری خوشی اسی میں ہے کہ میری خاک محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کھیتی میں کھاد کے طور پر کام آجائے، اور اللہ تعالیٰ مجھ پر راضی ہو جائے اور میرا خاتمہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کے قیام کی کوشش پر ہو۔"

(حضرت فضلِ عمرؓ کی تقریر بر موقع جلسہ سالانہ ۴۴ء)

خدا تعالیٰ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے عرب کے ریگستان میں ایک یتیم بچہ پیدا ہوا دودھ پلانے والی دائیوں نے اُسے لے جانا پسند نہ کیا۔ پھر ایک دائی نے کہ جسے اور کوئی بچہ نہ مل سکا تھا اسے لے لیا۔ بکریاں چراتا رہا اور ذرا بڑا ہوا تو ماں اور دادا کا سایہ بھی سر سے اُٹھ گیا۔ چچا سرپرست بنا۔ یہ بچہ تنہائی پسند تھا۔ مکہ کے قریب ایک غار میں چلا جاتا پہروں بیٹھا رہتا اور نجانے کیا سوچتا رہتا۔ پھر ایک دن یہ غار کی تنہائیوں سے اُتر کر قوم کے پاس آیا اور کہا کہ خدا نے مجھے تمہاری اور ساری دنیا کی اور آنے والی ساری قوموں اور ساری نسلوں کی ہدایت کا موجب بنایا ہے۔ اور کہا کہ

لا یؤمن احدکم حتّٰی
اکون احبّ الیہ من والدہ
وولدہ والنّاس اجمعین
(بخاری و مسلم)

یعنی تم میں سے کوئی مومن
ہو نہیں سکتا جب تک کہ مجھے
اپنے باپ اپنی اولاد اور دیگر
تمام بنی نوع انسان سے بڑھ کر
محبوب نہ رکھے۔

آج اس بات کو گزرے چودہ سو برس ہو گئے لیکن کسی ماں نے ایسا لال نہیں جنا جو اُس یتیم اور کمزور انسان کی بات کو جھٹلانے کی جرأت کر سکے۔ ولی آئے اور نیک خدا رسیدہ لوگ آئے اور لاکھوں کی تعداد میں آئے لیکن وہ سب کے سب اسیؐ کی غلامی کا دم بھرنے والے تھے۔

آج جس ولی کا ذکر مطلوب ہے وہ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو قادیان میں پیدا ہوا۔ جلد جلد بڑھا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائی۔ لاکھوں ہی لوگوں نے اس کی غلامی میں خدا کو پایا۔ اور یہ سب کچھ اس لئے اور صرف اِس لئے ہوا کہ وہ اپنے عہد کا سب سے بڑا عاشقِ رسولؐ تھا۔ اور ایسا ہونا تھا بھی ضروری۔ کیونکہ پیشگوئی میں کہا گیا تھا کہ:۔

"اور تا انہیں جو خدا کے وجود
پر ایمان نہیں لاتے اور خدا کے
دین اور اس کی کتاب اور
اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰؐ
کو انکار اور تکذیب کی نگاہ
سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی
ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر
ہو جائے۔"

چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو جو کچھ بھی عطا ہوا وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے طفیل حاصل ہوا۔ خود فرماتے ہیں کہ ؎

محمدؐ میرے تن میں مثلِ جاں ہے
یہ ہے مشہور جاں ہے تو جہاں ہے

نیز فرماتے ہیں:۔

"خدا نے مجھے اِس غرض کے لئے کھڑا کیا ہے کہ مَیں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں اور اسلام کے مقابلہ میں دنیا کے تمام باطل ادیان کو ہمیشہ کی شکست دے دوں۔ دنیا زور لگالے۔ وہ اپنی تمام طاقتوں اور جمعیتوں کو اکٹھا کر لے۔ عیسائی بادشاہ بھی اور ان کی حکومتیں بھی مل جائیں یورپ بھی اور امریکہ بھی اکٹھا ہو جائے دنیا کی تمام بڑی بڑی مالدار اور طاقتور قومیں اکٹھی ہو جائیں اور وہ مجھے اِس مقصد میں ناکام کرنے کے لئے متحد ہو جائیں۔ پھر بھی خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ میرے مقابلہ میں ناکام رہیں گی اور خدا میری دعاؤں اور تدابیر کے سامنے اُن کے تمام منصوبوں اور مکروں اور فریبوں کو ملیامیٹ کر دے گا اور خدا میرے ذریعہ سے یا میرے شاگردوں اور اتباع کے ذریعہ سے اس پیشگوئی کی صداقت ثابت کرنے کے لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کے طفیل اور صدقے اسلام کی عزت کو قائم کرے گا۔ اور اس وقت تک دنیا کو نہیں چھوڑے گا جب تک اسلام پھر اپنی پوری شان کے ساتھ دنیا میں قائم نہ ہو جائے اور جب تک محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پھر دنیا کا نبی تسلیم نہ کر لیا جائے۔"

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۴۴ء)

نصف صدی سے زیادہ تک اسلام کا یہ بطلِ جلیل مسندِ خلافت پر رونق افروز رہا اور اِس دوران میں دشمنانِ اسلام نے کئی بار اپنی نادانی اور شرارت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر کیچڑ اُچھالنے کی کوشش کی۔ کبھی "ورتمان" اخبار میں ناپاک مضمون چھپے تو کبھی "رنگیلا رسول" قسم کی دلوں کو چھلنی کرنے والی کتابیں شائع کی گئیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا دل یہ سب کچھ دیکھ کر خون ہو جاتا اور آپ اپنے محبوب بلکہ سب کے محبوب حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت اور ناموس کے دفاع کے لئے سینہ سپر ہو جاتے۔ یہ فرض کبھی تحریرات کے ذریعہ ادا ہوتا اور کبھی عملی اقدام کے تحت جلسے وغیرہ کروا کے۔ جلسہ ہائے "سیرت النبیؐ" اور یوم پیشوایانِ مذاہب کا قیام اسی ذیل کی کڑیاں ہیں۔ حضرت اقدس کے ان کارناموں کی تفصیل بہت طویل ہے۔ ایک مختصر سی جھلک پیشِ خدمت ہے۔

۱۹۲۷ء میں ہندو اخبار "ورتمان" میں ایک مضمون "سیرِ دوزخ" کے نام سے شائع ہوا اور اس بدقسمت نادان دشمنِ اسلام نے تمام پاکوں کے سردار صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کر کے اپنا نامۂ اعمال سیاہ کر لیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بیان پوسٹر کی شکل میں طبع کروا کے ایک ہی رات میں ملک کے طول و عرض میں چسپاں کروا دیا۔ اس میں فرمایا کہ:۔

"کیا اِس سے زیادہ اسلام کیلئے کوئی اور مصیبت کا دن آسکتا ہے؟ کیا اِس سے زیادہ ہماری بے کسی کوئی اور صورت اختیار کر سکتی ہے؟ کیا ہمارے ہمسایوں کو یہ معلوم نہیں کہ ہم رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم فداہٗ نفسی واہلی کو اپنی ساری جان اور سارے دل سے پیار کرتے ہیں اور ہمارے جسم کا ذرّہ ذرّہ اس پاکبازوں کے سردارؐ کی جوتیوں کی خاک پر بھی فدا ہے۔ اگر وہ اِس امر سے واقف ہیں تو پھر اس قسم کی تحریرات سے سوائے اِس کے اور کیا غرض ہو سکتی ہے کہ ہمارے دلوں کو زخمی کیا جائے اور ہمارے سینوں کو چھیدا جائے اور ہماری ذلت اور بے بسی کو نہایت بھیانک صورت میں ہماری آنکھوں کے سامنے لایا جائے اور ہم پر ظاہر کیا جائے کہ مسلمانوں کے احساسات کی ان لوگوں کو اس قدر بھی پرواہ نہیں جس قدر کہ ایک امیر کبیر کو ایک ٹوٹی پھوٹی جوتی کی ہوتی ہے لیکن مَیں پوچھتا ہوں کہ کیا مسلمانوں کو ستانے کے لئے ان لوگوں کو کوئی اور راستہ نہیں ملتا۔ ہماری جانیں حاضر ہیں۔ ہماری اولادوں کی جانیں حاضر ہیں جس قدر چاہیں ہمیں دُکھ دے لیں لیکن خدا را نبیوں کے سردار محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دے کر آپؐ کی ہتک کر کے اپنی دنیا اور آخرت کو تباہ نہ کریں کہ اس ذاتِ بابرکات سے ہمیں اس قدر تعلق اور وابستگی ہے کہ اس پر حملہ کرنے والوں سے ہم کبھی صلح نہیں کر سکتے۔ ہماری طرف سے بار بار کہا گیا ہے اور مَیں پھر دوبارہ ان لوگوں کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ہماری جنگل کے درندوں اور بن کے سانپوں سے صلح ہو سکتی ہے

لیکن ان لوگوں سے ہرگز صلح نہیں ہو سکتی جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گالیاں دینے والے ہیں۔ بے شک وہ قانون کی پناہ میں جو کچھ چاہیں کرلیں۔ اور پنجاب ہائی کورٹ کے تازہ فیصلہ کی آڑ میں جس قدر چاہیں ہمارے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گالیاں دے لیں۔ لیکن وہ یاد رکھیں کہ گورنمنٹ کے قانون سے بالا اور قانون بھی ہے اور وہ خدا کا بنایا ہوا قانون فطرت ہے۔ وہ اپنی طاقت کی بناء پر گورنمنٹ کے قانون کی زد سے بچ سکتے ہیں لیکن قانونِ قدرت کی زد سے نہیں بچ سکتے۔ اور قانونِ قدرت کا یہ اٹل اصل پورا ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جس کی ذات سے ہمیں محبت ہوتی ہے اُسے بُرا بھلا کہنے کے بعد کوئی شخص ہم سے محبت اور صلح کی توقع نہیں رکھ سکتا۔"

(الفضل ۱۰ جون ۱۹۲۷ء)

اس پوسٹر کا چھپنا تھا کہ ملک میں ایک شور مچ گیا۔ مسلمان اخبارات نے مضامین لکھے جن میں اپنے غم و غصہ کا اظہار کیا گیا وفد بنائے گئے اور حکام وقت کو اپنے غم و رنج سے آگاہ کیا گیا۔ مالک اخبار "ورتمان" اور مضمون لکھنے والے پر مقدمہ چلا اور انہیں ایک سال اور چھ ماہ قید کی سزا ہوئی۔ مسلمانانِ ہندوستان خوش ہو گئے کہ دشمنوں کو سزا ملی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو مبارک باد کے تار اور خطوط لکھے کہ یہ سب کچھ دراصل آپ کی کوشش کے نتیجہ میں ہوا ہے ــــ مگر آپؓ نے فرمایا کہ:۔

"میرا دل غمگین ہے کیونکہ میں اپنے آقا۔ اپنے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک عزت کی قیمت ایک سال کے جیلخانہ کو نہیں قرار دیتا۔ میں اُن لوگوں کی طرح جو کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے والے کی سزا قتل ہے۔ ایک آدمی کی جان کو بھی اس کی قیمت قرار نہیں دیتا میں ایک قوم کی تباہی کو بھی اسکی قیمت قرار نہیں دیتا بلکہ میں اگلے اور پچھلے سب کفار کے قتل کو بھی اسکی قیمت نہیں قرار دیتا کیونکہ میرے آقا کی عزت اس سے بالا ہے کہ کسی فرد یا جماعت کا قتل اسکی قیمت قرار دیا جائے۔"

نیز فرمایا۔

"کیونکہ کیا یہ سچ نہیں کہ میرا آقاؐ دنیا کو جلانے کے لئے آیا تھا نہ کہ مارنے کے لئے۔ وہ لوگوں کو زندگی بخشنے کے لئے آیا تھا نہ کہ اُن کی جان نکالنے کے لئے۔ غرض محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت دنیا کے احیاء میں ہے نہ اس کی موت میں۔ پس میں اپنے نفس میں شرمندہ ہوں کہ اگر یہ دو شخص جو ایک قسم کی موت کا شکار ہوئے ہیں اور بدبختی کی مہر جو انہوں نے اپنے ماتھوں پر لگالی ہے اُس صداقت پر اطلاع پاتے جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئی تھی تو کیوں گالیاں دے کر برباد ہوتے۔ کیوں اسکے زندگی بخش جام کو پاکر ابدی زندگی نہ پاتے۔ اور اس صداقت کا اُن تک نہ پہنچنا مسلمانوں کا قصور نہیں تو اور کس کا ہے۔ پس میں اپنے آقاؐ سے شرمندہ ہوں کیونکہ اسلام کے خلاف موجودہ شورش درحقیقت مسلمانوں کی تبلیغی سستی کا نتیجہ ہے۔ قانون ظاہری فتنہ کا علاج کرتا ہے۔ نہ دل کا اور میرے لئے اس وقت تک خوشی نہیں جب تک کہ تمام دنیا کے دلوں سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بغض نکال کر اس کی جگہ آپؐ کی محبت قائم نہ ہو جائے۔"

(الفضل ۱۹۔ اگست ۱۹۲۷ء)

اسی طرح ایک بدبخت دشمن راجپال کو "رنگیلا رسول" نامی کتاب کی اشاعت پر سیشن کورٹ سے چھ ماہ قید اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ یا چھ ماہ قید مزید کی سزا ہوئی راجپال نے ہائی کورٹ میں اپیل کی۔ اس کے جج کنور دلیپ سنگھ نے فیصلہ دیا کہ دفعہ ۱۵۳ ۔ الف جس کے تحت راجپال کو سزا دی گئی تھی۔ وہ گزشتہ مذہبی رہنماؤں کے خلاف اعتراضوں اور حملوں کے انسداد کے لئے نہ بنایا گیا تھا۔ اس لئے راجپال کو بری کر دیا گیا۔ اس پر Muslim Outlook کے احمدی ایڈیٹر سید دلاور شاہ صاحب بخاری نے اپنے ایک اداریے میں اس فیصلے کو سراسر نامناسب اور غلط قرار دیتے ہوئے جج کنور دلیپ سنگھ کو مستعفی ہو جانے کو کہا۔ اس پر پنجاب ہائی کورٹ کی طرف سے اخبار کے ایڈیٹر اور اس کے مالک و طابع

عمارتی لکڑی

ہمارے ہاں عمارتی لکڑی دیار کیل۔ پڑتل چیل کافی تعداد میں موجود ہے
ضرورت منداحباب ہمیں خدمت کا موقع دے کر مشکور فرماویں۔

گلوب ٹمبر کارپوریشن ٭ سٹار ٹمبر سٹور ٭ لائل پور ٹمبر سٹور

۲۵ نیو ٹمبر مارکیٹ لاہور۔ فون ۶۲۶۱۸ | ۹۰ فیروزپور روڈ۔ لاہور | راجباہ روڈ لائل پور۔ فون ۸۰۸

مولوی نور الحق صاحب کے نام توہینِ عدالت کے جُرم میں نوٹس پہنچ گیا۔ سید دلاور شاہ صاحب حضورؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ بعض دوستوں نے مشورہ دیا ہے کہ اس اداریہ پر اظہارِ افسوس کر دینا چاہیئے مگر حضورؓ نے مشورہ دیا کہ

"ہمارا فرض ہے کہ صوبہ کی عدالت کا مناسب احترام کریں لیکن جبکہ ایک مضمون آپ نے دیانتداری سے لکھا ہے اور اس میں صرف اُن خیالات کی ترجمانی کی ہے جو اِس وقت ہر مسلمان کے دل میں اُٹھ رہے ہیں تو اب آپ کا فرض سوائے اِس کے کہ اس سچائی پر مضبوطی سے قائم رہیں اور کیا ہو سکتا ہے۔ یہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کا سوال ہے اور ہم اِس مقدس وجود کی عزت کے مقابلہ میں کسی کے معارضِ بیان پر بغیر آواز اُٹھائے نہیں رہ سکتے۔ میں قانون تو جانتا نہیں اس کے متعلق تو آپ قانون دان لوگوں سے مشورہ لیں مگر میری طرف سے آپ کو یہ مشورہ ہے کہ آپ اپنے جواب میں لکھوا دیں کہ اگر ہائی کورٹ کے ججوں کے نزدیک کنور دلیپ صاحب کی عزت کی حفاظت کے لئے جو قانون انگریزی میں کوئی دفعہ موجود ہے لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کی حفاظت کے لئے کوئی دفعہ موجود نہیں تو میں بڑی خوشی سے جیل خانہ جانے کے لئے تیار ہوں"!

(الفضل یکم جولائی ۱۹۲۷ء
بحوالہ تاریخ احمدیت جلد پنجم صـ۵۸۳)

۱۹۲۵ء کا ذکر ہے کہ ہندوستان میں یہ دل خراش خبر پہنچی کہ (حضرت) محمد بن عبد الوہابؒ کے معتقدین کی گولہ باری سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کو نقصان پہنچا ہے جس سے گنبد میں دراڑیں پڑ گئی ہیں۔ ساتھ ہی یروشلم کی مسلم کونسل کے صدرِ اعلےٰ کی طرف سے تار آئی کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضۂ اطہر پر گولہ باری نہیں کی گئی البتہ اس کے گنبد پر گولیاں لگی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ۴ ستمبر کو خطبہ جمعہ میں فرمایا:۔

"یہ تو مانا نہیں جا سکتا کہ نجدیوں نے جان بوجھ کر روضۂ مبارک، مسجد نبویؐ اور دیگر مقاماتِ مقدسہ پر گولے مارے ہوں گے کیونکہ آخر وہ بھی مسلمان کہلاتے ہیں اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف اپنے آپکو منسوب کرتے ہیں اور آپ کی عزت و توقیر کا بھی دم بھرتے ہیں۔ لیکن باوجود ان باتوں کے جو کچھ ہوا ہے اِس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ...... گو انہوں نے دیدہ و دانستہ مقاماتِ مقدسہ کو نقصان نہ پہنچایا ہو مگر اُن کی بے احتیاطی سے نقصان ضرور پہنچا ہے"۔

پھر فرمایا کہ:۔

"گو میں سمجھتا ہوں قبے بنانا ناجائز ہیں مگر ہر جگہ نہیں بلکہ ضرورت کے وقت جائز ہیں۔ اگر اِن سے مُراد قبر کی حفاظت نہیں تو ناجائز ہیں۔ یا اُن کے لئے ناجائز ہیں جو ہر حال میں ناجائز سمجھتے ہیں مگر خواہ کچھ بھی ہو اُن کا یہ کام نہیں کہ اُن کو توڑیں۔ اس معاملے میں ہم نجدیوں کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں کہ قبے بلا ضرورت بنانا ناجائز ہیں اور شرک میں داخل ہیں لیکن اِس معاملہ میں ہم ان کے ساتھ اتفاق نہیں کرتے کہ ان کا توڑنا اور گرانا بھی درست ہے.....

... ہماری اِن باتوں کو دیکھ کر نجدیوں کے حامی کہیں گے کہ یہ بھی شریف علی کے آدمی ہیں لیکن اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی توقیر کے متعلق آواز اُٹھاتے ہوئے شریف کا آدمی چھوڑ کر شیطان کا آدمی بھی کہہ دیں تو کوئی حرج نہیں ہم تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خاطر سب سے محبت رکھتے ہیں یہاں تک کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی اگر کوئی محبت رکھتے ہیں تو صرف اِس لئے کہ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غلام تھے اور آپؑ کو جو کچھ بھی حاصل ہوُا اِسی غلامی کی وجہ سے حاصل ہوُا.... بے شک ہم قبوں کی یہ حالت دیکھ کر خاموش رہتے لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عزت کی خاطر ہم آواز بلند کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں..... ہمارے پاس کوئی طاقت نہیں جس سے ہم نجدیوں کے ہاتھ روک سکیں۔ ہاں ہمارے پاس سہام اللیل ہیں پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مزارِ مقدس اور مسجد نبویؐ اور دوسرے مقامات کو اِس خطرہ سے بچائیں۔ ہماری جماعت

احمدیوں کی کپڑے کی مشہور دکان
پاکستان کے علاوہ دنیا بھر کے بہترین ملبوسات
لیڈیز اینڈ جنٹس کے لئے پسند کیجئے
ملتان کلاتھ ہاؤس (رجسٹرڈ)
چوک بازار ملتان شہر
مالکان چوہدری عبد الرحمٰن عبد الرحیم احمد
ٹیلیفون دکان ۲۵۱۰
رہائش گاہ ۲۵۱۰-ار

کے لوگ راتوں کو اٹھیں اور اُس بادشاہوں کے بادشاہ کے آگے سر کو خاک پر رکھیں جو ہر قسم کی طاقتیں رکھتا ہے اور عرض کریں کہ وہ اِن مقامات کو اپنے فضل کے ساتھ بچائے ..... عمارتیں گرتی ہیں اور ان کا کوئی اثر نہیں ہوتا لیکن اِن عمارتوں کے ساتھ اسلام کی روایات وابستہ ہیں پس ہمیں دن کو بھی اور رات کو بھی۔ سوتے بھی اور جاگتے بھی دعائیں کرنی چاہئیں کہ خدا تعالےٰ اپنی طاقتوں سے اور اپنی صفات کے ذریعہ اِن کو محفوظ رکھے اور ہر قسم کے نقصان سے بچائے۔"

(الفضل ۱۲ ستمبر ۱۹۲۵ء)

بحوالہ تاریخ احمدیت جلد پنجم صفحہ ۲۷-۵۳۶)

ایک اور موقع پر غیر احمدی مولویوں کے بارے میں حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہ وہ اپنے منبروں پر کھڑے ہو کر یہاں تک کہتے ہیں کہ عیسائیوں سے یہودیوں سے آریوں سے اور سکھوں سے ہماری صلح ہو سکتی ہے مگر احمدیوں کے ساتھ ہم کسی طرح صلح نہیں کر سکتے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

"اِس کے مقابلہ میں ہماری یہ حالت ہے کہ باوجود اِس کے کہ سب سے بڑھ کر ہماری مخالفت کرنے والے غیر احمدی ہیں اور باوجود اِس کے کہ ان کے ملکوں میں ہمارے آدمیوں کو نہایت بے دردی اور ظلم کی راہ سے قتل کیا جاتا ہے لیکن مذاہب کے لحاظ سے آریوں اور عیسائیوں سے کروڑوں درجے میں غیر احمدیوں کو افضل جانتا ہوں۔ یہ ہم کہیں گے کہ عیسائیوں کی حکومت اور ان کے ملک میں ہمارے لئے بہت امن اور انصاف ہے مگر افغان گورنمنٹ میں ہمارے ساتھ ظلم اور بے انصافی ہوتی ہے۔ لیکن جب مذہب کا سوال آئے گا تو میں امیر امان اللہ خاں کو کروڑوں درجے کنگ جارج سے بڑھ کر سمجھوں گا کیونکہ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کرتے ہیں۔ آنہیں خدا کا سچا رسول مانتے ہیں جو کہ ہمیں تمام چیزوں سے زیادہ عزیز اور پیارے ہیں۔ لیکن کنگ جارج آپ کی صداقت کے قائل نہیں۔ تو مذہباً امیر امان اللہ خان صاحب کو میں کنگ جارج سے زیادہ معزز سمجھتا ہوں باوجود اِس کے کہ امیر امان اللہ خان کی حکومت میں ہمارے آدمیوں پر سخت ظلم ہوئے لیکن مذہباً کنگ جارج سے اُن کی عزت میرے دل میں بہت زیادہ ہے کیونکہ جس کی غلامی کا مجھے فخر حاصل ہے۔ اور جسے یہ مولوی لوگ کافر، کذاب اور دجال کہتے ہیں، اسی سے میں نے یہی سیکھا ہے اور یہی اسی نے تعلیم دی ہے اور میرا یہ حوصلہ اسی کی بدولت ہے کہ باوجود حکومتِ کابل سے اِس قدر دُکھ اُٹھانے کے امیر امان اللہ خان کی اس قدر محبت اور عزت میرے دل میں ہے کیونکہ خواہ ان کی حکومت میں ہم سے کیسا ہی بُرا سلوک کیا گیا اور ہمیں کتنے ہی دُکھ دیئے گئے مگر وہ حضرت محمد مصطفی صلے اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا ہیں۔"

(الفضل ۴ رجولائی ۱۹۲۵ء

منقول از الفضل ۲ر اکتوبر ۱۹۶۳ء)

اس بات کا ذکر کرتے ہوئے کہ تمام مدارج روحانیہ کا حصول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے ساتھ منسوب ہے فرماتے ہیں کہ:۔

"جو شخص یہ کہتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی امت میں ایسے لوگ پیدا نہیں ہو سکتے جو خدا کے مقرب ہوں اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا شرف رکھتے ہوں وہ جھوٹا ہے۔ وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتا ہے وہ آپ کے فیضان کو بند کرتا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُس وقت بھی زندہ تھے جب آپ جسدِ عنصری کے ساتھ اِس دُنیا میں موجود تھے اور اِس وقت بھی زندہ ہیں جب آپ دنیا سے جا چکے ہیں۔ دنیا پیدا ہوگی اور فنا ہو گی۔ لوگ آئیں گے اور مریں گے نسلِ انسانی دنیا میں پیدا ہوگی اور مٹے گی مگر میرا رسولؐ ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔ جو شخص اِس کے خلاف کہتا ہے وہ جھوٹا ہے۔ اور اگر اس پر کوئی مجھے پھانسی بھی دینا چاہے تو میں پھانسی کے تختہ پر بھی چڑھنے کے لئے تیار ہوں۔"

(سیرِ روحانی جلد دوم صفحہ ۰۰)

مولوی محمد علی صاحب مرحوم امیر غیر مبائعین نے اپنی ایک کتاب میں لکھا کہ گویا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کی جماعت حضرت مسیح موعود کو نبی مان کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں (نعوذ باللہ من ذالک) اِس کے جواب میں حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے

سرزمین قادیان کا اوّلین دواخانہ

جسے حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ نے خود اپنے مبارک ہاتھوں قائم فرمایا

سنہ ۱۹۱۱ء سے آپکی جملہ طبی ضروریات بہ احسن پوری کر رہا ہے

پیچیدہ سے پیچیدہ زنانہ اندرونی امراض کا بھی علاج کیا جاتا ہے
زنانہ معائنہ کا معقول انتظام ہے

قدیمی ..... اوّلین ..... شہرۂ آفاق
حبِ اٹھرا رجسٹرڈ
مکمل کورس پونے چودہ روپے

ہمارا اصول
صاف ستھرے اجزاء ۔ دیانتدارانہ دواسازی ۔ عمدہ پیکنگ ۔ غریبانہ قیمت ۔ مخلصانہ مشورہ
ادرے اسی اصول کے تحت سنہ ۱۹۱۱ء سے آپ کی خدمت کرتے چلے آ رہے ہیں۔

مقوی دماغ گولیاں
ذہنی کام کرنے والوں کی بہترین معاون
قیمت فی شیشی ایک روپیہ

دوائی خاص
زنانہ امراض کا واحد علاج
قیمت فی شیشی ۳ روپے

حبِ مفید النساء
عورتوں کی جملہ بیماریوں کی دوا
قیمت خوراک ایک ماہ تین روپے

حبِ مسان
سوکھے کی مجرب دوا
فی شیشی دو روپے

شہزین
خرابی جگر کمزوری تعسبم اور اٹھرا کی دوا
قیمت ۳۲ خوراک ۶ روپے

تسہیل ولادت
پیدائش کی گھڑیوں کو آسان کرنیکی دوا
قیمت ۳ روپے

زدجام عشق
طاقت کی لاثانی دوا
قیمت ۶۰ گولی ۱۲ روپے

نرینہ اولاد گولیاں
سو فیصدی مجرب دوا
قیمت فی کورس ۹ روپے

تریاقِ خاص
نوجوانوں کی صحت کا نگہبان
۳ روپے

معین الصحت
تلی۔ بھس۔ خرابی جگر اور یرقان کا علاج
قیمت ۱۶ دن کی خوراک ۴ روپے

مقوی دانت منجن
دانتوں کی عمر اور صحت بڑھانے کیلئے
قیمت فی شیشی ۵۰ پیسے

حکیم نظام جان اینڈ سنز چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

ہیں کہ:-

"نادان انسان ہم پر الزام لگاتا ہے کہ مسیح موعود کو نبی مان کر گویا ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں۔ اسے کسی کے دل کا حال کیا معلوم۔ اسے اس محبت اور پیار اور عشق کا علم کس طرح ہو جو میرے دل کے ہر گوشہ میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے۔ وہ کیا جانے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت میرے اندر کس طرح سرایت کر گئی۔ وہ میری جان ہے۔ میرا دل ہے۔ میری مراد ہے۔ میرا مطلوب ہے۔ اس کی غلامی میرے لئے عزت کا باعث ہے اور اس کی کفش برداری مجھے تخت شاہی سے بڑھ کر معلوم دیتی ہے۔ اس کے گھر کی جاروب کشی کے مقابلہ میں بادشاہت ہفت اقلیم ہیچ ہے۔ وہ خدا تعالے کا پیارا ہے پھر میں کیوں اس سے پیار نہ کروں۔ وہ اللہ تعالے کا محبوب ہے پھر میں کیوں اس سے محبت نہ کروں۔ وہ خدا تعالیٰ کا مقرب ہے پھر میں کیوں اس کا قرب نہ تلاش کروں۔ میرا حال مسیح موعود کے اس شعر کے مطابق ہے کہ:-

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر این بود بخدا سخت کافرم

اور یہی محبت تو ہے جو مجھے اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ باب نبوت کے بکلی بند ہونے کے عقیدے کو جہاں تک ہو سکے باطل کروں کہ اس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہے!"

(حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۸۵-۱۸۶)

جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے دشمنان اسلام ہندوستان میں اکثر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف دلآزار باتیں چھاپتے رہتے۔ بہت ہنگامہ ہوتا۔ اخباروں میں اس کے احتجاج میں مضمون چھاپے جاتے۔ مقدمات لڑے جاتے۔ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے انسداد کا ایک اچھوتا اور عمدہ طریقہ "جلسہ ہائے سیرۃ النبیؐ" کی شکل میں تجویز فرمایا۔ ان جلسوں کا مقصد تو حضورؓ کے الفاظ میں درج ذیل ہے۔

"لوگوں کو آپؐ پر حملہ کرنے کی جرأت اس لئے ہوتی ہے کہ وہ آپؐ کی زندگی کے صحیح حالات سے ناواقف ہیں اور اس کا ایک ہی علاج ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سوانح پر اس کثرت سے اور اس قدر زور کے ساتھ لیکچر دئے جائیں کہ ہندوستان کا بچہ بچہ آپ کے حالات زندگی اور آپ کی پاکیزگی سے آگاہ ہو جائے۔ اور کسی کو آپ کے متعلق زبان درازی کی جرأت نہ رہے۔ جب کوئی حملہ کرتا ہے تو یہی سمجھ کر کہ دفاع کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔ واقف کے سامنے اسلئے کوئی حملہ نہیں کرتا کہ وہ دفاع کر دیگا پس سارے ہندوستان کے مسلمانوں اور غیر مسلموں کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی سے واقف کرنا ہمارا فرض ہے اور اس کے لئے بہترین طریق یہ ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے اہم شعبوں کو لے لیا جائے اور ہر سال خاص انتظام کے ماتحت سارے ہندوستان میں ایک ہی دن ان پر روشنی ڈالی جائے تاکہ سارے ملک میں شور پڑ جائے اور غافل لوگ بیدار ہو جائیں۔"

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۳۷ء
بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ششم صفحہ ۳۹)

چنانچہ حضور کی کوششوں کے نتیجہ میں ۱۷ جون ۱۹۲۸ء کو ہندوستان کے طول و عرض میں پہلی بار جلسہ ہائے سیرت النبیؐ کا انعقاد عمل میں آیا۔ جلسے بہت کامیاب رہے۔ غیر بھی پکار اٹھے کہ:-

"ہندوستان میں یہ تاریخ ہمیشہ زندہ رہے گی۔ اس لئے کہ اس تاریخ میں اعلیٰ حضرت آقائے دوجہاں سردار کون و مکاں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر کسی نہ کسی پیرایہ میں مسلمانوں کے ہر فرقے نے کیا۔ اور ہر شہر میں یہ کوشش کی گئی کہ اول درجے پر ہمارا شہر رہے ...... بہرحال ۱۷ جون کو جلسے کی کامیابی پر ہم امام جماعت احمدیہ جناب مرزا محمود احمد صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں۔ اگر شیعہ و سنی اور احمدی اسی طرح سال بھر میں دو چار مرتبہ ایک جگہ جمع ہو جایا کریں تو پھر کوئی قوت اسلام کا مقابلہ اس ملک میں نہیں کر سکتی۔"

(اخبار "مشرق" گورکھپور ۲۱ جون ۱۹۲۸ء
بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ششم صفحہ ۵۱)

یہ اجلاس بعد میں بھی کئی سال جاری رہے ان کے لئے خاص طور پر لیکچرار تیار کئے جاتے الفضل کا "خاتم النبیینؐ نمبر" لیکچراروں کی ہدایت کے لئے شائع ہوتا اور کسی خاص دن سارے ملک میں پبلک جلسوں کا انعقاد کر کے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ سے لوگوں کو آگاہ کیا جاتا۔ اس سارے کام

خدا کے فضل اور رحم کیساتھ کہتے ہوئے آگے قدم بڑھاتے جاؤ (المصلح الموعودؓ)

پرنس ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ

اب

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ اپنے کرمفرماؤں کے لئے گوجرانوالہ کے علاوہ لاہور اور لائل پور کے لئے اعلیٰ۔ عمدہ اور نئی بسیں چلا رہی ہے۔ احباب بااخلاق عملہ کی خدمات اور اعلیٰ سروس سے فائدہ اٹھائیں اور اپنی کمپنی کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔ ٹائم ٹیبل حسب ذیل ہے:-

از سرگودھا برائے لاہور	از لاہور برائے سرگودھا	از سرگودھا برائے گوجرانوالہ	از گوجرانوالہ برائے سرگودھا
۱-۱۵—۴ بجے صبح	۱-۳۰—۷ بجے صبح	۱-۰۰—۴ بجے صبح	۱-۳۰—۸ بجے صبح
۲-۴۵—۵ ، ،	۲-۱۵—۱۱ قبل دوپہر	۲-۳۰—۸ ، ،	۲-۳۰—۱ بعد دوپہر
۳-۴۵—۶ ، ،	۳-۳۰—۱۲ بعد دوپہر	۳-۳۰—۱ بعد دوپہر	۳-۰۰—۶ شام
۴-۴۵—۲ بعد دوپہر	۴-۴۵—۱ ، ،	۴- —	۴- —
از لاہور برائے لائل پور			از لائل پور برائے لاہور
۱-۳۰—۷ بجے صبح			۱-۰۰—۹ بجے صبح
۲-۳۰—۱ بعد دوپہر			۲-۰۰—۳ شام

چوہدری محمد نواز

مینجنگ ڈائریکٹر پرنس ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ

ہر قسم کا کاغذ اور گتہ

بازار سے رعائتی نرخوں پر خریدنے کے لئے

پیپر کارنر گنپت روڈ لاہور

پر

تشریف لائیں

فون نمبر دکان	گھر ملک عبداللطیف ستکوہی	گھر ملک محمد حنیف
۶۲۵۲۳	۶۲۵۱۶	۶۲۵۱۸

کے پیچھے ایک ہی دماغ کام کر رہا تھا۔ اس انسان کا دماغ کہ جس کا دل اپنے آقا حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عشق اور محبت میں مخمور تھا۔ جسے دھن تھی تو یہی کہ دنیا اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو جلد پہچان کر اُن سے محبت کا تعلق قائم کرلے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ساری زندگی اسی محور کے گرد گھومتی نظر آتی ہے۔ آپ کا رُواں رُواں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام اور کام کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے موقوف تھا۔ رات اور دن سوتے اور جاگتے یہی خیال آپ کو رہتا۔ تحریرات اور تقریروں اور جلسے جلوسوں کے انعقاد کے علاوہ حضور نے اپنی زندگی کو بھی کامل طور پر سنّتِ نبویؐ کے مطابق ڈھال لیا تھا۔ ہر حرکت اور ہر سکون حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حرکت و سکون کے مطابق تھا۔ روایت ہے کہ آپؓ کبھی کرسی پر ایک ٹانگ پر دوسری ٹانگ رکھ کر نہ بیٹھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کبھی ایسے نہ بیٹھے تھے۔ رمضان شریف میں بہت خیرات کرتے کہ ان کے محبوب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی رمضان المبارک میں صدقہ و خیرات معمول سے بھی بہت بڑھ کر فرماتے تھے۔ غریبوں۔ بیواؤں اور یتیموں کی خبرگیری فرماتے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اوصاف میں سے ایک یہ بھی تھا۔ غرضیکہ اپنی ہستی پر فنا وارد کرکے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور فرمانبرداری کا نہایت اعلےٰ درجہ کا نمونہ دکھایا۔ عید کا دن آتا تو لوگ خوشیاں مناتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بھی خوشی تو مناتے کہ عید کی خوشی منانے کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے لیکن ساتھ ہی فرماتے اور حضورؓ کے کئی خطبہ ہائے عیدین اسی مضمون پر ہیں کہ ہماری عید تو اُس دن ہوگی جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ماننے والے اور آپؐ سے محبت کرنے والے دنیا میں زیادہ ہوں گے۔

"ہماری عید درحقیقت وہی ہو سکتی ہے جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عید ہو۔ اگر ہم تو عید منائیں لیکن محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عید نہ منائیں تو ہماری عید قطعاً عید نہیں کہلا سکتی بلکہ وہ ماتم ہوگا۔ جیسے کسی کے گھر میں کوئی لاش پڑی ہو اُن کا کوئی بڑا آدمی فوت ہو گیا ہو تو لاکھ عید کا چاند نکلے اُن کے لئے عید کا دن ماتم کا دن ہی ہوگا۔ اسی طرح ایک مسلمان کے لئے چاہیے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر ۱۳۰۰ سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے۔ اگر اُس کی عید میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شامل نہیں اور اگر وہ اس ظاہری عید پر مطمئن ہو جاتا ہے تو اس کی عید کسی کام کی نہیں۔ بے شک ہمیں اس دن خدا تعالیٰ نے خوش ہونے کا حکم دیا ہے اور ہم خوش ہونے پر مجبور ہوتے ہیں۔ لیکن پھر بھی ہمارے دلوں کو چاہیئے کہ وہ روتے رہیں کہ ابھی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی عید نہیں آئی۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی عید سویاں کھانے سے نہیں آتی نہ شیر خرما کھانے سے آتی ہے بلکہ اُن کی عید قرآن اور اسلام کے پھیلنے سے آتی ہے۔ اگر قرآن اور اسلام پھیل جائیں تو ہماری عید میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہو جائیں گے اور آپؐ خوش ہوں گے کہ اگرچہ مجھے فوت ہوئے ۱۳۰۰ سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے لیکن جس شئے کو لے کر میں دنیا میں آیا تھا ابھی تک میری اُمت نے اسے قائم رکھا ہوا ہے۔ پس کوشش یہی کرو کہ اسلام کی اشاعت ہو۔ قرآن کی اشاعت ہو تاکہ ہماری عید میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہوں۔ اگر آج کی عید محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بھی عید ہے تو سارے مسلمانوں کی عید ہے۔ لیکن اگر آج کی عید میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شامل نہیں تو پھر آج سارے مسلمانوں کے لئے عید نہیں بلکہ اُن کے لئے ماتم کا دن ہے۔"

(خطبہ فرمودہ ۲؍ فروری ۱۹۵۷ء
بحوالہ الفضل ۲۰ جنوری ۱۹۶۶ء)

غرضیکہ خوشی یا غمی رنج یا راحت سب خدا تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے لئے تھے اور ہر عمل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کے قیام کی کوشش کے لئے تھا۔ ایک موقع پر اہالیان ربوہ کے لئے دعا کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

"ہم اس سے دعا کرتے ہیں کہ وہ یہاں (یعنی ربوہ۔ ناقل) کے رہنے والوں میں دین کا اتنا جوش پیدا کردے۔ دین کی اتنی محبت پیدا کردے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اتنا عشق پیدا کردے کہ وہ پاگلوں کی طرح دنیا میں نکل جائیں اور اس وقت تک گھر نہ لوٹیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ضرورت پڑنے پر
کپڑے کی خریداری کے لئے آپ ہمیشہ اپنی دُکان
الفردوس کلاتھ مرچنٹ ۸۵ انارکلی لاہور
کو یاد رکھیں
ہمارے ہاں ہر قسم کا لیڈیز کپڑا مثلاً ساٹن۔ بروکیڈ۔ شنیل۔ کریپ پرنٹ و پلین اور اعلیٰ قسم و بالکل نئے ڈیزائنوں میں کیرالین۔ وائل اور لون پرنٹ مل سکتی ہیں تشریف لاکر خدمت کا موقع دیں۔
نیاز احمد
پروپرائٹر:۔ الفردوس ۸۵۔ انارکلی لاہور

جب تک دنیا کے کونے کونے میں
محمد رسول اللہ صلے اللہ کی حکومت
قائم نہ کر دیں۔ بے شک دُنیا کہے گی
کہ یہ لوگ پاگل ہیں مگر ایک دن
آئے گا اور یقیناً آئے گا اور یقیناً
آئے گا۔ یہ آسمان ٹل سکتا ہے۔ یہ زمین
ٹل سکتی ہے مگر یہ وعدہ نہیں ٹل سکتا۔
کہ خدا ہمارے ہاتھ سے محمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی حکومت دنیا میں
قائم کر دے گا اور وہ لوگ جو آج
ہمیں پاگل کہتے ہیں شرمندہ ہو کر کہیں گے
کہ اس چیز نے تو ہو کر ہی رہنا تھا۔ آثار
ہی نظر آ رہے تھے جن سے ثابت ہوتا
تھا کہ یہ چیز ضرور وقوع میں آئے گی"
(خطبہ فرمودہ ۲۰ ستمبر ۱۹۲۶ء
بحوالہ الفضل جلسہ سالانہ نمبر ۱۹۶۲ء)
عشقِ رسولؐ سے بھرپور ایک نظم کے چند شعر
یہاں درج ہیں فرمایا ہے

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے
کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے
خبر لے اے مسیحا دردِ دل کی
ترے بیمار کا دم گھٹ رہا ہے
میرا ہر ذرہ ہو قربانِ احمدؐ
مرے دل کا یہی اِک مدعا ہے
اسیؐ کے عشق میں نکلے مری جاں
کہ یادِ یار میں بھی اِک مزا ہے
مجھے اس بات پر ہے فخر محمود
میرا معشوق محبوبِ خدا ہے

آخر میں حضرت اقدس امیر المومنین
خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی
ایک خواہش درج کی جاتی ہے۔ اور
زمین و آسمان گواہ ہیں کہ خدا تعالےٰ نے وہ
من و عن پوری فرما دی:-

"یاد رہے کہ میں کسی خوبی کا
اپنے لئے دعوے دار نہیں ہوں
میں فقط خدا تعالےٰ کی قدرت
کا ایک نشان ہوں اور
محمد رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کی شان کو
دنیا میں قائم کرنے کے لئے
خدا تعالےٰ نے مجھے ہتھیار بنایا
ہے۔ اس سے زیادہ نہ مجھے
کوئی دعوےٰ ہے نہ مجھے کسی
دعوے میں خوشی ہے۔ میری
ساری خوشی اسی میں ہے کہ
میری خاک محمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی کھیتی میں
کھاد کے طور پر کام آ جائے
اور اللہ تعالےٰ مجھ پر راضی
ہو جائے اور میرا خاتمہ
رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم
کے دین کے قیام کی کوشش
پر ہو"
(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۴۴ء)

اور آپؓ نے بطور پیشگوئی کے فرمایا تھا کہ

دیکھ لینا ایک دن خواہش بر آئے گی مری
میرا ہر ذرہ محمدؐ پر فدا ہو جائے گا

خاکسار
ملک محمود احمد
کرشن نگر۔ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہر قسم چمڑا ایکنوئس و فائبر کے ٹرنک۔ سوٹ کیس۔ اٹاچی کیس
ہولڈال۔ ہینڈ بیگ۔ بریف کیس۔ دیگر سفر کی ضروریات کا سامان
اور جہیز میں دینے والے تحائف وغیرہ خریدنے کے لئے ہمارے
شوروم میں تشریف لاویں۔
ایم الٰہی بخش حسین بخش۔ ۱۳۱۔ انار کلی۔ لاہور

سرمہ نور والوں کا
نورانی کاجل
آنکھوں کی خوبصورتی اور صفائی کیلئے
بہترین تحفہ
ہمیشہ خریدتے وقت
شفاخانہ رفیقِ حیات رجسٹرڈ سیالکوٹ
کا لیبل ملاحظہ فرما لیا کریں
مینیجر

رشید اینڈ برادرز سیالکوٹ کے نئے ماڈل کے چولھے
بلحاظ اپنی خوبصورتی
مضبوطی، تیل کی بچت
اور
افراطِ حرارت
دنیا بھر میں
بے مثال ہیں۔

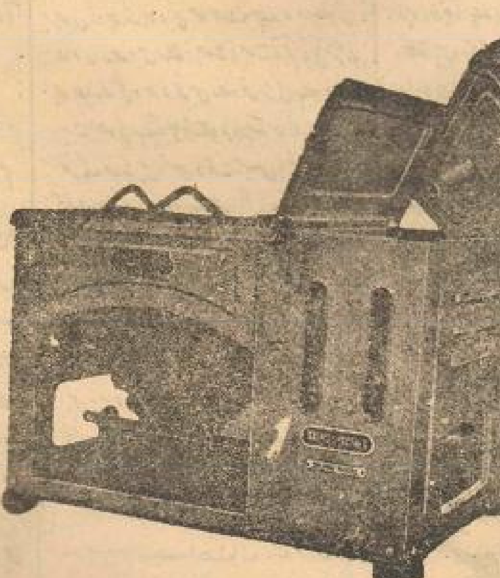

اپنے شہر کے
ہر ڈیلر سے
طلب
فرماویں

۵۔ زمیندار احباب ایک ایکڑ زمین میں سے ایک کرم کے برابر ہر فصل میں سے اس چندہ کے لئے الگ کر لیا کریں۔ اس کی نسبت قریباً ہر سینکڑہ بنتی ہے۔ یعنی اگر سو روپے کی فصل ہو تو اس میں ہر زمیندار آٹھ آنے مسجد فنڈ کے لئے ادا کیا کریں یہ قاعدہ سوائے چارہ کے باقی ہر فصل مثلاً گندم کپاس وغیرہ پر جاری ہوگا

حضور کی اس اسکیم کے تحت اپریل ۱۹۶۵ء تک سات لاکھ ترپن ہزار ایک سو تین روپے کی آمد ہوئی مساجد واشنگٹن ہیگ ہیمبرگ جرمنی فرینکفورٹ جرمنی زیورک (سوئٹزرلینڈ) اور ڈنمارک کی خصوصی تحریکوں کے نتیجہ میں نو لاکھ سولہ ہزار سات سو چھہتر روپے وصول ہوئے۔ اور اس رقم میں سے دس لاکھ ترسٹھ ہزار چار سو اڑسٹھ روپیہ کی رقم سے مذکورہ بالا مساجد تعمیر ہوئیں۔ مسجد ڈنمارک کی تعمیر عنقریب شروع ہو جائیگی اس رقم میں سے ایک لاکھ چونتیس ہزار روپیہ مسجد ہیگ (ہالینڈ) کے لئے اور دو لاکھ بارہ ہزار چھ سو بیس روپیہ ۳۱ جنوری ۱۹۶۶ء تک لجنہ اماء اللہ نے ادا کیا ہے

کئی اور اہم جگہوں پر بھی مساجد تعمیر کرنے کی تجویز زیر غور ہے۔ جو مساجد اب تک تعمیر کی جا چکی ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے تبلیغ کا بہترین ذریعہ ثابت ہوئی ہیں۔ لوگ ان مراکز توحید کو دیکھ کر خود بخود ان کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں۔ اور اس طرح اسلام کی تعلیم سے واقفیت حاصل کرتے ہیں۔ ان مساجد کا وجود عیسائیت کے لئے کھلا چیلنج ہے۔ اور اس بات کی علامت ہے کہ اب اسلام بہرحال غالب ہوگا۔ اور دوسرے مذاہب اسکے سامنے شکست خوردہ کی حیثیت میں دکھائی دیں گے۔

۲۰۔ تحریک اصلاح و ارشاد (مقامی)

جلسہ سالانہ ۱۹۵۰ء کے موقع پر محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب جج عالمی عدالت نے حضور مصلح موعود کے ارشاد پر جماعت کے سامنے ایک سکیم پیش کی۔ کہ جماعت کے ایک سو صاحب ثروت احباب تین سال تک -/۲۵ روپے ماہوار کے حساب سے چندہ دیں اور اس رقم سے اصلاح و ارشاد (مقامی) کو مضبوط کیا جائے۔ عام بجٹ اتنا نہیں ہوتا کہ اس سے اس کام کو کما حقہ تیز کیا جا سکے۔ اس کے لئے زائد رقم کی ضرورت ہے جو اس سکیم کے نتیجہ میں مہیا کی جائیگی۔

اس سکیم کے نتیجہ میں بجٹ سے زائد وصول ہونے والی آمد کی مدد سے۔ دو مبلغ اور مربیوں کی تعداد میں اضافہ کیا گیا۔ اور اس کے نہایت شاندار نتائج نکلے۔ چنانچہ مقامی اصلاح و ارشاد کے ماتحت علاقہ میں پچاس سے زائد جماعتیں قائم ہوئیں۔ جن کی تعداد افراد ہزار تک پہنچتی ہے مگر ان جماعتوں کی تربیت کی گئی اور انہیں بیدار کیا گیا۔

۲۱۔ وقف جدید کی تحریک

۲۷ دسمبر ۱۹۵۷ء کو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اپنی تقریر میں حضرت مصلح موعودؓ نے اصلاح و ارشاد کی ایک نئی تحریک کا اعلان فرمایا جس کا ماحصل یہ تھا کہ جماعت میں ایسے لوگ تیار کئے جائیں جو کسی حصہ ملک میں بیٹھ جائیں اور ایک نظام کے ماتحت اصلاح و ارشاد کا فریضہ ادا کریں۔ سلسلہ کی طرف سے انہیں کسی قدر امداد دے دی جائیگی۔ پھر جوں جوں وقت گزرتا جائیگا اس سکیم کو وسعت حاصل ہوتی جائیگی تا آنکہ تمام ملک میں اصلاح و ارشاد کا ایک جال بچھ جائیگا یہ حضور کے زمانہ خلافت کی آخری مالی تحریک تھی۔ جسے خود حضور نے جماعت کے سامنے پیش کیا۔ اس تحریک کے ماتحت جہاں حضور نے جماعت کے نوجوانوں کو زندگیاں وقف کرنے کی تحریک کی۔ وہاں اس سکیم کے مالی بوجھ کو برداشت کرنے کے لئے چندہ اور وقف زمین کا مطالبہ بھی کیا حضور نے فرمایا کہ جماعت کا ہر فرد کم سے کم مبلغ چھ روپیہ سالانہ کی رقم اس مبارک تحریک میں دے کر اس میں شامل ہو سکتا ہے۔ اور زمیندار احباب اپنے علاقہ میں کم سے کم دس ایکڑ زمین اس غرض کے لئے وقف کریں۔

چندہ کی تحریک کرتے ہوئے حضور نے فرمایا

"جہاں تک چندے کا سوال ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ ہماری جماعت چندہ دینے کی عادی ہے اس لئے آہستہ آہستہ رقم آنی شروع ہو جائے گی۔ جو رقم میں نے تجویز کی ہے وہ بہت معمولی ہے۔ یعنی چھ روپیہ سالانہ ہے۔ تحریک جدید میں اس وقت بیس بائیس ہزار آدمی چندہ دے رہے ہیں۔ اگر زور دیا جائے تو کوئی بعید نہیں۔ کہ اس سکیم میں ایک لاکھ آدمی چندہ دینے لگ جائیں۔ تحریک جدید کی رقم زیادہ ہوتی ہے۔ اس میں بعض لوگ پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ بلکہ سو سو روپیہ بھی چندہ دیتے ہیں۔ یہ رقم چونکہ کم ہے۔ اس لئے کوئی بعید نہیں۔ کہ اس سکیم میں حصہ لینے والے ایک لاکھ ہو جائیں اور اگر ایک لاکھ احمدی چھ روپیہ سالانہ کے حساب سے چندہ دے۔ تو چھ لاکھ روپیہ آجاتا ہے۔ اور زیادہ سے زیادہ خرچ جو ایک واقف زندگی پر اس سکیم کے ماتحت کیا جائیگا وہ -/۵۰ روپے ماہوار ہے۔ گویا دس واقفین پر -/۶۰۰۰ روپیہ سالانہ خرچ آئیگا بلکہ اگر کچھ کم رقم دی جائے یعنی چالیس روپے ماہوار تو دس واقفین پر ۴۸۰۰ روپیہ سالانہ خرچ آئے گا اور سو واقفین ۴۸۰۰۰ روپیہ میں رکھے جا سکتے ہیں۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں اگر پورے طور پر اس سکیم پر توجہ دی جائے تو اس میں حصہ لینے والوں کی تعداد ڈیڑھ لاکھ تک بھی پہنچ سکتی ہے اور اگر ڈیڑھ لاکھ آدمی چھ روپیہ سالانہ کے حساب سے چندہ دے تو نو لاکھ روپیہ سالانہ آمد ہوتی ہے جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ ماہوار پچھتر ہزار روپیہ آجائے گا۔ ... جب صحیح رنگ میں کام ہونا شروع ہو جائیگا۔ تو ڈیڑھ لاکھ تو کیا میرا خیال ہے۔ پانچ چھ لاکھ احمدی اس سکیم میں چندہ دینے لگ جائیں گے۔ اور پھر ممکن ہے کہ وہ چندہ بڑھا کر دینے لگ جائیں۔ اگر ہر ایک آدمی میرے بتائے ہوئے چندہ سے دوگنا یعنی بارہ روپے سالانہ دے اور جماعت کے چھ لاکھ افراد چندہ دیں۔ تو ۷۲ لاکھ روپیہ سالانہ آمد ہو جاتی ہے۔ یعنی چھ لاکھ روپیہ ماہوار اور اس میں ہم دس ہزار مبلغ رکھ سکتے ہیں اور دس ہزار مبلغ رکھنے سے ملک کی کوئی جگہ ایسی نہیں رہتی جہاں ہماری رشد و اصلاح کی شاخ نہ ہو۔ پھر یہ بھی ممکن ہے۔ کہ مشرقی بنگال والے اپنا بوجھ خود اٹھالیں اور وہ خود اس سکیم کے لئے رقم جمع کرلیں"

(الفضل ۱۱ جنوری ۱۹۵۸ء)

آپ نے مزید فرمایا

"میں نے جو شکل وقف کی جماعت کے سامنے پیش کی ہے۔ اور جس کے ماتحت میرا ارادہ ہے کہ پشاور سے کراچی تک اصلاح و ارشاد کا جال بچھا دیا جائے۔ اس کے لئے ابھی بہت سے روپیہ کی ضرورت ہے۔ اس کام کے لئے کم سے کم چھ لاکھ روپیہ سالانہ کی ضرورت ہے اگر چھ لاکھ روپیہ سالانہ آنے لگ جائے تو پھر پچاس ہزار روپیہ ماہوار بنتا ہے اور ایک ہزار مراکز قائم کئے جا سکتے ہیں اور اس طرح پشاور سے کراچی تک رشد و اصلاح کا جال پھیلا سکتے ہیں"

(الفضل ۱۷ جنوری ۱۹۵۸ء)

کیا اس سکیم میں صرف چھ روپیہ سالانہ چندہ ہی دیا جا سکتا ہے۔ یا کم و بیش حصہ لے کر بھی اس میں شامل ہوا جا سکتا ہے۔ اسکے متعلق حضور نے فرمایا

"جس کی توفیق بارہ روپے سالانہ کی ہو وہ بارہ روپیہ سالانہ بھی دے سکتا ہے جس کی توفیق پچاس روپے سالانہ دینے کی ہو وہ پچاس روپے سالانہ بھی دے سکتا ہے۔ دوستوں کو ہدایت دینے کے لئے یہ بات کافی ہے کہ میرا چندہ چھ سو تک ہو چکا ہے۔ اور چھ سو چھ روپے سے کچھ زیادہ ہے۔ ... میرا ارادہ ہے کہ خدا تعالیٰ مجھے توفیق دے تو بجائے چھ سو کے چھ ہزار یا اس سے بھی زیادہ ہوں ......

- - - - - - - - - - - -

- - - - ... میں یہ اعلان بھی کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ جہاں امیر آدمی بہت زیادہ دے سکتے ہیں۔ وہاں چھ غریب آدمی مل کر ایک ایک روپیہ ڈال کر چھ روپے پورے کر سکتے ہیں"

(الفضل ۱۵ اپریل ۱۹۵۸ء)

زرعی زمین وقف کرنے کے متعلق فرمایا۔

"میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کے معزز زمیندار کراچی سے پشاور تک اپنے اپنے گاؤں کے ارد گرد دس ایکڑ زمین اس سکیم کے لئے وقف کر دیں گے۔ اس میں یہ واقفین کھیتی باڑی کریں گے۔ اور اس سے سکیم کو چلانے میں مدد ملیگی"

(الفضل ۷ جنوری ۱۹۵۸ء)

اس زرعی زمین سے اس سکیم کو کیا مدد ملے گی۔ اسکے متعلق فرمایا۔

"دس ایکڑ زمین کوئی معمولی زمین نہیں بلکہ میں نے دریافت کیا تھا۔ وہاں تین ہزار روپیہ فی ایکڑ آمد ہوتی ہے۔ اگر تین ہزار روپیہ فی ایکڑ آمد ہو تو دس ایکڑ سے تیس ہزار آمد ہو سکتی ہے۔ اگر سو مربع زمین بھی اس سکیم میں مل جائے تو ۴۰ لاکھ سالانہ آمد ہو جاتی ہے اور اس سے ہم سارے مشن کا خرچ چلا سکتے ہیں" (الفضل ۱۵ جنوری ۱۹۵۸ء)

اس سکیم کے جاری کرتے وقت حضور کو خدا تعالیٰ اور اپنی مخلص جماعت پر کس قدر اعتماد تھا۔ وہ آپ کے ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ

"یہ تحریک آہستہ آہستہ قدموں سے شروع ہوتی ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے مجھے امید ہے کہ جماعت میں اس قدر اخلاص اور جوش پیدا ہو جائے گا کہ وہ لاکھوں اور کروڑوں روپیہ دینے لگ جائے گی۔ تم یہ مت دیکھو کہ ابھی ہماری جماعت کی تعداد زیادہ نہیں۔ اگر یہ سکیم کامیاب ہو گئی۔ تو تم دیکھو گے کہ وہ تین کروڑ لوگ تمہارے اندر داخل ہو جائیں گے اور جب دو کروڑ احمدی تمہارے ساتھ شامل ہو جائیں گے۔ تو آمد کی کمی خود بخود دور ہو جائے گی۔ دو کروڑ آدمی چھ روپیہ سالانہ دے۔ تو بارہ کروڑ روپیہ بن جاتا ہے۔ گویا ایک ایک کروڑ روپیہ ماہوار آمد ہو۔ تو دو لاکھ مبلغ

مرض اٹھرا کی مشہور اور کامیاب دوا
جوہر مفید اٹھرا
قیمت فی شیشی پانچ روپے
مکمل کورس۔ پندرہ روپے
مکمل فہرست ادویہ مفت طلب کریں
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گول بازار۔ ربوہ

رکھا جا سکتا ہے۔ جو بیس لاکھ مربع میل کے رقبہ میں پھیل جاتا ہے۔ اور اتنا رقبہ تو ہمارے سارے پاکستان کا بھی نہیں۔"
(الفضل ۵ اجنوری ۱۹۵۸ء)

یہ تحریک خدا تعالیٰ کی طرف سے القاء ہوئی تھی۔ اور اس کی کامیابی پر حضور کو اتنا یقین تھا۔ کہ اگر خدانخواستہ جماعت آپ کی آواز پر لبیک نہ بھی کہے۔ تب بھی یہ سکیم کامیاب ہوگی۔ اور خدا تعالیٰ کے فرشتے آپ کی مدد کو پہنچ جائیں گے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

"یہ کام خدا تعالیٰ کا ہے۔ اور ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ میرے دل میں چونکہ خدا تعالیٰ نے یہ تحریک ڈالی ہے اس لئے خواہ مجھے اپنے مکان بیچنے پڑیں۔ میں اس فرض کو تب بھی پورا کروں گا۔ اگر جماعت کا ایک فرد بھی میرا ساتھ نہ دے خدا تعالیٰ ان لوگوں کو الگ کر دیگا۔ جو میرا ساتھ نہیں دے رہے۔ اور میری مدد کیلئے فرشتے آسمان سے اتارے گا۔"
(الفضل ۷ جنوری ۱۹۵۸ء)

حضور کی یہ مالی تحریک بھی کامیابی کے منازل طے کر رہی ہے۔ اور اپنے شیریں پھلوں سے پاکستان کے دونوں حصوں کے رہنے والوں کو روحانی غذا پہنچا رہی ہے پہلے سال اس تحریک میں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ روپے کی آمد ہوئی۔ اور سال کے آخری چار ماہ کا بجٹ دس ہزار روپیہ تھا۔ گویا سالانہ ۳۰ ہزار روپے کے بجٹ سے یہ تحریک شروع ہوئی۔ اور اپنی ترقی کے منازل طے کرتے کرتے اس سال ایک لاکھ ستر ہزار روپیہ تک پہنچ گئی ہے۔ قریباً سات سو ایکڑ زمین اس سکیم کے تحت وقف ہو چکی ہے جو آئندہ اصلاح و ارشاد کے سلسلہ میں آمد کا ایک مستقل ذریعہ بنے گی۔

پہلے سال حضور نے صرف دس واقفین لینے کا اعلان فرمایا تھا۔ لیکن ۱۹۶۵ء کے آخر میں اس کے ۷۱ باقاعدہ معلم کام کر رہے ہیں۔ ان ۷۱ معلمین کے ذریعہ ملک کے ۲۰۶ مراکز میں اصلاح و ارشاد کی مہم چلائی گئی ہے۔ گو ان معلمین کی نہ تو تعلیم کافی زیادہ ہے اور نہ شروع میں انہیں تربیت کا ہی زیادہ موقع ملا۔ لیکن ان کی

مساعی کے خوشکن نتائج پیدا ہو رہے ہیں جہاں وہ سابقہ احمدیوں کی تربیت اور ان کی جانی و مالی قربانیوں میں اضافہ کا موجب ہوئے ہیں۔ وہاں ان کے ذریعہ اس وقت تک تین ہزار آٹھ سو ستائیس نئے افراد احمدیت میں داخل ہوئے ہیں۔ گذشتہ سال سے سابق معلمین اور نئے وقف کرنے والوں کی باقاعدہ تربیت کا مرکز میں انتظام کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس سال رمضان کے آخر میں پہلی باقاعدہ تربیت یافتہ کلاس نئے مراکز میں کام کرنے کیلئے تیار ہوئی۔ اور انہیں مناسب جگہوں پر بھیج دیا گیا۔

گزشتہ سال اس تحریک کی منتظمہ جس کا نام وقف جدید انجمن احمدیہ رکھا گیا ہے اور وہ ملک کے سوسائٹیز ایکٹ ۱۹۶۰ء کے XXI کے تحت رجسٹرڈ شدہ ہے۔ اپنے مرکزی دفتر کے لئے ایک عمدہ اور خوبصورت عمارت تعمیر کر چکی ہے۔ جو گول بازار کے عقب میں مجالس انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ کے دفاتر کے متصل واقع ہے۔ اس عمارت کی تعمیر پر قریباً ایک لاکھ روپیہ خرچ آیا ہے جو انجمن مذکور نے اپنے محصولات سے ادا کیا ہے۔ انجمن مذکور نانسرہ میں ایک مسجد بہاولپور اور نخلہ ضلع سرگودھا میں اپنے مستقل مراکز اور معلمین کے لئے کوارٹرز تعمیر کرا چکی ہے۔ اس وقت اس انجمن کے صدر محترم شیخ محمد احمد صاحب ایڈووکیٹ لائل پور ہیں۔ اور دفتر انچارج اور حقیقت میں اس کے روح رواں بانی تحریک کے فرزند دلبند محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ہیں ہمیں کامل یقین ہے کہ اپنے بانی کی دعاؤں کے نتیجہ میں یہ تحریک بھی دن دگنی اور رات چوگنی ترقی حاصل کرے گا اور قریب عرصہ میں وہ احمدیت اور اسلام کی ترقی اور اشاعت کے لئے ایک مضبوط اور بہترین ذریعہ ثابت ہو گی۔

انشاء اللہ تعالیٰ

گلشنِ دل کا شجر مُرجھا گیا تیرے بغیر

(مکرم حکیم سید عبدالهادی صاحب)

کس طرح جیوں گا تو ہی بتا تیرے بغیر
اے مسیحا مر رہا ہوں بے دوا تیرے بغیر
آ کے بالیں پر ذرا دکھلا تو دے روئے حسیں
مضطرب دل ہے مرا اے مہ لقا تیرے بغیر
تیرے دم سے تھی چمن میں ہر طرف اک تازگی
گلشنِ دل کا شجر مُرجھا گیا تیرے بغیر
باغِ عالم ہر طرف اب ہو گیا ویران ہے
کس طرح بن جائیگا اب خوشنما تیرے بغیر
تیرے اخلاقِ کریمہ کے ہزاروں تھے اسیر
کون پہنے گا یہاں زنجیرِ پا تیرے بغیر
تھا جہاں کا تو معاون سب کو تجھ پر ناز تھا
کس بھروسہ پر کرے دل میں حوصلہ تیرے بغیر
تو اسیروں کیلئے بھی تھا جہاں میں رستگار
رستگاری کس طرح اب پائے گا تیرے بغیر
خلق اور احسان میں اپنے پدر کا تھا نظیر
ہر بشر مجروح دل اب ہو گیا تیرے بغیر
بیکسوں اور بینواؤں کے درد کا درماں تھا تو
غمزدوں کے دل پہ ہے چھائی گھٹا تیرے بغیر
آہ تیرے غم میں اب ہادی کا دل مجروح ہے
اب کہاں سے لائیگا مرہم شفا تیرے بغیر
تو ہی ہادی تھا جہاں میں گمرہوں کا رہنما
کون اب دکھلائیگا راہِ ہدیٰ تیرے بغیر

ایک خط

صرف ایک کارڈ لکھ کر ہم سے فہرست کتب اردو و انگریزی طلب فرمائیں آپ کو ضرور کسی کتاب کی ضرورت ہو گی

اورینٹل اینڈ ریلیجس پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ
ربوہ

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیۂ نفس کرتی ہے

حضرت مصلح موعود رض کے احسانات طبقۂ نسواں پر!

(از محترمہ امۃ المالک صاحبہ ایم اے۔ بنت ملک عبد الحمید صاحب دہلوی)

حضرت فضل عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی قائم فرمودہ تنظیم لجنہ اماء اللہ نے حضور کی زیر نگرانی مخلوق خدا کی بہبودی کے لئے اور اپنے رب کی رضا حاصل کرنے کی غرض سے جو عظیم الشان کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ان کا مختصر سا خاکہ پیش کیا جاتا ہے تاکہ اندازہ لگایا جا سکے کہ جو پودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس فرزند دلبند نے اپنے دست مبارک سے لگایا تھا اس نے کیسے عمدہ اور شیریں پھل دیئے ہیں۔

آج جب کہ جماعت احمدیہ کا ہر بچہ بوڑھا اور جوان سیدنا حضرت فضل عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ان گنت احسانات کو یاد کر رہا ہے طبقۂ نسواں بھی اپنی ان خوش بختیوں کی وجہ سے جو مصلح موعود رض کے آنے سے اس کے حصہ میں آئیں جذبات تشکر و امتنان سے لبریز ہو کر بارگاہ ایزدی میں سربسجود ہے کہ وہ رحمت اور قربت اور فضل کا نشان اس کے لئے بھی رحمتوں ہی کا بادل بن کر آیا تھا جس کے چھینٹوں سے نہ صرف برصغیر ہندو پاک کی خواتین نے وافر حصہ پایا بلکہ سات سمندر پار کی رہنے والیوں نے بھی ان رحمتوں اور برکتوں سے اپنی جھولیوں کو بھر بھر لیا جو اس کے آنے کے ساتھ آئی تھیں۔

گلشن احمد کے اس حسین پھول کی مہک سے صرف دار الہجرت اور دار الامان میں بسنے والیوں ہی نے اپنے اذہان کو معطر نہیں کیا بلکہ دُور دراز علاقوں میں پھیلی ہوئی خواتین بھی اس کو محسوس کئے بغیر نہ رہ سکیں حضور کا وجود باجود خواتین کے لئے سرتا پا رحمت تھا۔ ہر قدم پر، ہر موقعہ پر آپ نے ان کی بہبودگی اور تربیت و اصلاح کے لئے انتھک کوششیں کیں۔ ہمیشہ ہی آپ کی یہ خواہش رہی کہ کسی طرح اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے وقت بھی دین اسلام کے لئے دلیا ہی دردمند دل رکھنے والی خواتین بکثرت نظر آئیں۔ جیسی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت اولےٰ کے وقت پائی جاتی تھیں۔ وہ امہات المؤمنین رض کی سی سادگی اختیار کرنے والی ہوں۔ حضرت فاطمۃ الزہرا کی طرح دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والی ہوں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرح قرآن کریم سے بے پناہ محبت کرنے والی ہوں اور صحابیات کی مانند اسلام کے لئے ہر تکلیف میں لذت محسوس کرنے والی ہوں۔ وہ توحید کی پرستار ہوں۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عاشق صادق ہوں۔ مسیح موعود علیہ السلام کی جانثار ہوں اور امام وقت کی اطاعت گزار ہوں۔ بہادر ہوں۔ دلیر ہوں۔ محب وطن ہوں اور دین کے لئے انتہائی درجہ کی غیرت کا مظاہرہ کرنے والی ہوں تا ان کی گودوں سے وہ فرزند پروان چڑھیں جو لوائے احمدیت کو لہراتے ہوئے جاء المسیح جاء المسیح کے نعرے لگاتے ہوئے صحابہ کرام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح مشرق میں، مغرب میں۔ شمال میں۔ جنوب میں دنیا کے ہر گوشے میں ہر حصے میں۔ ہر قریہ اور ہر بستی میں پھیل جائیں۔ جنہیں نہ عظمت اسلام کی لگن لے کر۔ صرف احمدیت کی خاطر۔ بس یہی ان کا مقصود ہو اور یہی ان کا نصب العین ہو۔

حضرت اقدس رض کو اس حقیقت کا خوب احساس تھا کہ مستورات کی اصلاح کے بغیر مردوں کی کوششیں بار آور نہیں ہو سکتیں اور اس وقت تک دنیا میں انقلاب رونما نہیں ہو سکتے جب تک عورتیں تربیت یافتہ نہ ہوں جیسا کہ ایک بار مستورات کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"حقیقت یہی ہے کہ عورتوں کی تعلیم و تربیت کے بغیر کام نہیں چل سکتا۔ مجھے خدا تعالےٰ نے الہاماً فرمایا ہے کہ اگر پچاس فیصد عورتوں کی اصلاح کر لو تو اسلام کو ترقی حاصل ہو جائے گی۔ گویا خدا تعالےٰ نے اسلام کی ترقی کو تمہاری اصلاح کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے۔ جب تک تم اپنی اصلاح نہ کر لو یہ سلسلہ خواہ کچھ کریں کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔"

(از تقریر جلسہ سالانہ برائے خواتین ۱۹۴۴ء)

خدا تعالےٰ کا یہ محبوب بندہ جس کا ہر سانس یہ درد لئے ہوئے نکلتا تھا کہ کسی طرح اسلام کا نور اقطائے عالم میں پھیل جائے۔ اور جس نے عزم صمیم کے ساتھ للکار کر یہ اعلان صادر فرمایا تھا ؎

محمد کے محبوں پر جو ہم جل کی تلوار
تختۂ زمیں کو خواہ ہلا ڈالے پہیں
کس طرح یہ برداشت ہو سکتا

تھا کہ اس طبقہ کی اصلاح کی کوشش نہ کرے جس کے ساتھ اسلام کی ترقی وابستہ ہو۔ چنانچہ اس سلسلہ میں آپ نے انتھک کوششیں کیں۔ آپ کی اس بے مثال جدوجہد کا شیریں پھل ہمیں تنظیم لجنہ اماء اللہ کی صورت میں نظر آتا ہے جس کی بدولت ہزاروں جاہل، ناخواندہ اور مذہبی امور سے قطعی طور پر بے گانہ رہنے والی مستورات نے تعلیمی، تنظیمی، مالی اور تربیتی شعبہ جات میں حیرت انگیز ترقی کی ہے۔ گزشتہ نصف صدی میں انہوں نے تو اسلام کی سربلندی کی خاطر ایسی ایسی عظیم الشان انفرادی اور اجتماعی قربانیوں کے مظاہرے کئے ہیں کہ ان کو دیکھ کر قرون اولیٰ کی یاد تازہ ہو گئی ہے اور لوگ تو صرف یہ راگ ہی الاپتے رہے ؎

شراب کہن پھر پلا ساقیا
وہی جام گردش میں لا ساقیا

لیکن ہمارے آقا رضی اللہ تعالےٰ نے خدا تعالےٰ کی خاص تائید و نصرت کے ساتھ اپنی ساعیٔ جمیلہ کے ذریعہ وہ جام گردش میں لا کر دکھا دیا۔

۱۵ر نومبر ۱۹۲۲ء کو آپ نے لجنہ اماء اللہ کا قیام فرمایا۔ جس کا تیرہ ممبرات پر مشتمل پہلا اجلاس ام المومنین حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ زوجہ مطہرہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں حضرت سیدہ ام ناصر رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو لجنہ کی صدر منتخب کیا گیا۔ اور پھر چند خواتین پر مشتمل یہ انجمن دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرتی چلی گئی۔ حتیٰ کہ کچھ عرصہ میں اس کے اندر اتنی وسعت پیدا ہو گئی کہ اس کی شاخیں برصغیر ہندو پاک کی حدود کو پھلانگ کر لنڈن۔ امریکہ۔ مشرقی و مغربی افریقہ، جرمن، ہالینڈ، ماریشس، لائبیریا، انڈونیشیا، ملایا اور جہاں جہاں احمدیہ مشن قائم ہوئے پھیل گئیں۔ اور آج بھی یہ عداً قافلہ دنیا کے کونے کونے میں بسنے والی سینکڑوں ہزاروں خواتین پر مشتمل کمل شان کے ساتھ آپ ہی کی حرم محترم حضرت سیدہ ام متین صاحبہ کی اقتدا میں خراماں خراماں اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔ اس تنظیم میں حضور رض کی ذاتی دلچسپی کا یہ عالم تھا کہ ابتداء ہی سے آپ کے ارشاد کی تعمیل میں آپ کی ازواج مطہرات نہایت جانفشانی اور تندہی سے اسے کامیاب بنانے کی کوشش کرتی رہیں۔ سب سے پہلی جنرل سیکرٹری حضرت سیدہ امۃ الحیٔ صاحبہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا تھیں۔ آپ کی وفات کے بعد حضرت سیدہ سارہ بیگم رض نے یہ عہدہ سنبھالا۔ ۱۹۳۳ء میں جب آپ کا انتقال ہو گیا تو حضرت سیدہ ام طاہر رضی اللہ عنہا جنرل سیکرٹری منتخب ہوئیں جو بعد میں کچھ عرصہ تک صدارت کے عہدے پر بھی فائز رہیں اور بڑی عرق فشانی سے لجنہ کی روح رواں کی حیثیت سے کام کرتی رہیں۔ اس وقت حضرت سیدہ ام متین صاحبہ صدر لجنہ مرکزیہ کی حیثیت سے اور حضرت سیدہ مہر آپا آپ کی نائبہ کی حیثیت سے کام کر رہی ہیں ـــــ الغرض اگر ایک طرف حضرت اقدس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنی زندگی دین اسلام کے لئے وقف کی ہوئی تھی۔ اپنی اولاد کو وقف کیا تھا تو دوسری طرف اپنی بیویوں کو بھی خاص تربیت دے کر مستورات کی اصلاح کے لئے کھڑا کیا۔ گویا اس مقدس گھرانے کا ہر فرد خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ بچہ ہو یا بوڑھا آسمان احمدیت کا درخشندہ ستارہ تھا جس نے ہمیشہ ہی اس مہ کامل کے گرد ہالہ بنائے رکھا۔ اور وہ چودھویں کا چاند اپنے آخری سانس تک تاروں کے اس جھرمٹ کے کمال

تعاون سے ایک نیا آسمان اور ایک نئی زمین بنانے کی سعی پیہم کرتا رہا۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت پاک سے فیض یاب ہونے والی ان "خواتین مبارکہ" کا لجنہ کی اہم ذمہ داریوں کو قبول کرنا اور ان سے باحسن عہدہ برآ ہونا ہی یہ ظاہر کرتا ہے کہ حضور پرنور کس طرح گہری دلچسپی کے ساتھ عورتوں کی اس انجمن کو پروان چڑھاتے رہے۔

آپ کے عہد بابرکات میں خواتین کی علمی ترقی

آج سے نصف صدی قبل ملک بھر میں عورتوں کی تعلیمی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ جہاں دنیوی نقطۂ نگاہ سے علمی میدان میں وہ بہت زیادہ پیچھے تھیں وہاں دینی لحاظ سے تو گویا بالکل ہی اندھی تھیں۔ اس کے بعد جب ذرا تعلیم کا رواج ہوا بھی تو وہ مغربیت کے زیر اثر محض مادی اور روحانیت سے قطعی طور پر بیگانہ کرنے والی تعلیم تھی۔ زمانے کی یہ روش دیکھ کر ہی تو اکبر الٰہ آبادی نے پکار پکار کر یہ اعلان کیا تھا۔

تعلیم جو دی جاتی ہے ہمیں وہ کیا ہے فقط بازاری ہے
جو عقل سکھائی جاتی ہے وہ کیا ہے فقط سرکاری ہے

سیدنا حضرت فضل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنہیں شروع ہی سے تعلیم نسواں سے گہری دلچسپی تھی عورتوں کی یہ حالت زار دیکھ کر سخت دکھ ہوتا۔ آپ کی تو دلی خواہش تھی کہ کسی طرح اب بغیر آ جائے کہ جماعت احمدیہ کی کوئی عورت غیر تعلیم یافتہ نظر نہ آئے فرمایا:۔

"عورتوں کی تعلیم سے مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی خاص دلچسپی ہے۔ میں نے اس کی وجہ سے لوگوں کے اعتراضات بھی سنے ہیں اور مخالفانہ آراء بھی سنی ہیں لیکن پھر بھی پورے یقین کے ساتھ اس رائے پر قائم ہوں کہ عورتوں کی تعلیم کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔"

(الازھار لذوات الخمار ص ۳۲۳)

چنانچہ اپنی اس خواہش کی تکمیل کے لئے لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے ذریعہ آپ نے تعلیم نسواں کے کام میں بہت زیادہ توسیع کی اور اس پہلو کی طرف خاص توجہ دی کہ زیادہ سے زیادہ تعلیمی ادارے ہندوستان پاکستان اور بیرونی ممالک میں کھولے جائیں چنانچہ قادیان میں لڑکیوں کے لئے مڈل سکول کا افتتاح آپ نے کیا ۱۹۲۵ء میں بڑی عمر کی مستورات کے لئے ایک مدرسۃ الخواتین کھولا۔ احمدیہ گرلز سکول سیالکوٹ کا اجراء کیا جو اب بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ ترقی کی جانب سے چل رہا ہے۔ قادیان میں نصرت گرلز ہائی سکول جاری کیا جس کی ایک شاخ خصوصیت کے ساتھ دینی تعلیم کے لئے وقف کر دی اور پھر مغربی افریقہ (گولڈ کوسٹ) میں بھی ایک زنانہ سکول کھولا۔ تقسیم ملک کے بعد از سر نو ربوہ میں بہت سے تعلیمی ادارے آپ نے کھولے۔ نصرت گرلز ہائی سکول ربوہ، جامعہ نصرت کالج۔ فضل عمر جونیئر ماڈل سکول اور نصرت انڈسٹریل سکول سب ہی آپ کے عہد بابرکات کی خاص یادگار ہیں۔

۱۹۶۲-۶۳ء میں گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ میں لجنہ مرکزیہ کے زیر انتظام ایک مڈل سکول کا اجراء ہوا۔ اسی طرح ہلال پور اور ملک منگلا میں بھی زنانہ سکول قائم کئے گئے جہاں عام مروجہ تعلیم کے علاوہ تفسیر القرآن۔ قرآن کریم ناظرہ و باترجمہ کی تعلیم بھی باقاعدگی سے طالبات کو دی جاتی ہے۔ ۱۹۶۱-۶۲ء کی رپورٹ کارگزاری سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت لجنہ اماء اللہ ڈھاکہ کے پروگرام میں بھی ایک احمدیہ مشن سکول کا اجرا شامل تھا جس کے لئے چندے کی منظوری کی اجازت بیت المال سے لی جا چکی ہے۔

بہرحال ربوہ میں لجنہ اماء اللہ لاہور کے زیر انتظام نصرت گرلز سکول کا اجراء ہوا ہے۔ یہ سب ادارے حضرت اقدس کی خاص توجہ کے مرہون منت ہیں۔ اور ان کی امتیازی شان یہ ہے کہ مروجہ علوم کی تدریس کے ساتھ ساتھ ان میں دینی تعلیم کا اہتمام بھی خصوصیت کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ جس سے احمدی لڑکیوں کو دینی ماحول میں اعلیٰ تعلیم کے حصول میں بڑی مدد ملی ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان اداروں کے ذریعہ احمدی مستورات کی کثیر تعداد اب خواندہ ہو گئی ہے۔ بڑی بڑی اعلیٰ معزز ڈگری یافتہ لڑکیاں کثرت سے دیکھنے میں آتی ہیں۔ لیکن ابھی کیا ہے ابھی تو حضور پرنور کا لگایا ہوا پودا ابتدائی مراحل طے کر رہا ہے۔ یہ بڑھے گا۔ پھلے گا پھولے گا اور روئے زمین کے کونے کونے میں اس کی شاخیں پھیلیں گی اور انشاء اللہ العزیز وہ دن دور نہیں جب احمدی مستورات کی ایک بہت بڑی تعداد دینی اور دنیوی تعلیم سے اس طرح آراستہ و پیراستہ ہو جائے گی کہ حق و باطل کے اس آخری معرکہ میں وہ بڑھ چڑھ کر حصہ لے کر دلائل و براہین سے مخالفین کے منہ بند کیا کرے گی۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

ہے ساعت سعد آئی اسلام کی جنگوں کی
آغاز تو ہم کر دیں انجام خدا جانے

مصباح کا اجراء

۱۹۲۶ء میں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احمدی مستورات کے لئے علمی۔ مذہبی اور ادبی جریدے کا اجراء کیا جس کا مطالعہ کرنے اور اسکی اشاعت کو بڑھانے کی تلقین آپ نے عورتوں کو کی۔ فرمایا:۔

"خصوصیات سلسلہ کے لحاظ سے یہاں کے اخباروں میں سے دو اخبار الفضل و مصباح کا مطالعہ ضروری ہے اس سے نظام سلسلہ کا علم ہوگا۔ بعض لوگ اس وجہ سے ان اخباروں کو نہیں پڑھتے کہ ان کے نزدیک ان میں بڑے اونچے مضامین ہوتے ہیں جن کے سمجھنے کی قابلیت ان کے خیال میں انہیں نہیں ہوتی اور بعض کے نزدیک ان میں ایسے چھوٹے چھوٹے مضامین ہوتے ہیں کہ وہ انہیں پڑھنا فضول خیال کرتے ہیں۔ یہ دونوں خیالات غلط ہیں۔۔۔۔ پس تجربہ مت کرو اور اپنے علم کی بڑائی میں رسائل اور اخبار کو معمولی نہ سمجھو۔ قوم میں وحدت پیدا کرنے کے لئے ایک خیال بنانے کے لئے ایک قسم کے رسائل کا پڑھنا ضروری ہے۔"

(از تقریر جلسہ سالانہ برائے خواتین ۲۸ دسمبر ۱۹۲۹ء)

حضور رضی اللہ تعالیٰ کی زیر نگرانی یہ رسالہ بھی ترقی کے مراحل طے کرتا چلا گیا اور مستورات کے دینی علوم میں اضافہ کا موجب ہوا۔ یکم اپریل ۱۹۴۷ء کو مصباح کا کام کلی طور پر آپ نے لجنہ کے سپرد کر دیا اور خواتین کو اپنے اس رسالہ کو کامیاب بنانے کی خاطر خود مضامین رقم کرنے کی تلقین کی تا سلطان القلم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کی مستورات دور حاضرہ کے تحریری جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے سکیں۔ یہ رسالہ جو ہر ماہ مرکز احمدیت سے شائع ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی کی راہوں پر گامزن ہے۔ ہر اگلا شمارہ پچھلے سے بہتر صورت میں منظر عام پر آتا ہے۔ جہاں اہل علم حضرات کے فاضلانہ مضامین اس میں شائع ہوتے ہیں۔ وہاں مستورات کی علمی کاوشیں بھی اس کے صفحات کی زینت بنی رہتی ہیں۔ ہر سال اس کا ایک خاص نمبر بھی نکالا جاتا ہے جو بہترین معلوماتی مضامین کے علاوہ عمدہ تصاویر سے بھی مزین ہوتا ہے۔

امۃ الحی لائبریری

دینی کتب کے مطالعے کے لئے سہولت بہم پہنچانے کی خاطر ۱۹۲۳ء میں حضرت اقدس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواتین کے لئے ایک علیحدہ لائبریری کا قیام فرمایا جس کا نام آپ کی زوجہ مطہرہ حضرت سیدہ امۃ الحی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اسم گرامی کی طرف منسوب کیا گیا۔ یہ لائبریری اس وقت سے کام کر رہی ہے اس میں ۹ صد کے قریب کتب موجود ہیں ۱۹۶۰ء سے ایک مستقل لائبریرین کا تقرر بھی کر لیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے مرکز میں رہنے والی مستورات اس سے کافی فائدہ اٹھا رہی ہیں۔

تربیتی کلاسز کا اجراء

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد وحید قرآنی تعلیمات کو کرۂ ارض کے چپے چپے پر پھیلانا تھا۔ اسی مقصد کے حصول کی خاطر ابتدائے اسلام میں لاکھوں پاکباز دلوں نے اپنی جانیں بکروں کی طرح ذبح کرائیں۔ مسیحائے زماں کا یہ فرزند دلبند اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی) کا یہ عاشق صادق بھی اپنے دل میں اس چیز کی شدید تڑپ محسوس کرتا تھا کہ کسی طرح روئے زمین پر پھیلے ہوئے کفر و الحاد کے بتوں کو چکنا چور کر کے وہاں نور قرآن کی شمعیں فروزاں کر دے اور ہر ظلمت کدے میں توحید کا پرچم لہرا دے تا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کھوئی ہوئی عزت پھر سے ساری دنیا میں قائم ہو جائے۔ فرمایا:۔

"ایک تپش ہے جو مجھے ہمہ وقت بے قرار رکھتی ہے۔ میں مسلمانوں کی ذلت سے

معجون کہربا زنانہ امراض کے لئے مفید نسخہ. قیمت مکمل کورس -/۵ روپے دواخانہ خدمت خلق ربوہ

اختیار کر عزت کے مقام پر پہنچانا چاہتا ہوں۔ میں پھر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلانا چاہتا ہوں۔ میں پھر قرآن کریم کی حکومت دنیا میں قائم کرنا چاہتا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ یہ بات میری زندگی میں ہوگی یا میرے بعد لیکن میں یہ جانتا ہوں کہ میں اسلام کی بلند ترین عمارت میں اپنے ہاتھ سے ایک اینٹ لگانا چاہتا ہوں یا اتنی اینٹیں لگانا چاہتا ہوں۔ جتنی اینٹیں لگانے کی خدا تعالیٰ مجھے توفیق دے۔"

(از تقریر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی جلسہ سالانہ ۱۹۴۷ء)

اپنی اس تپش کو اور اپنی اس بے قراری کو قرار و سکون میں بدلنے کے لئے ضروری تھا کہ جماعت کے افراد کو کثرت کے ساتھ علوم قرآنیہ سے بہرہ ور کیا جاتا تا وہ قرآن پر مبنی علم و حکمت کے موتی بکھیر سکیں۔ سو آپ نے اپنی خلافت کے اوائل ہی سے اس طرف خاص توجہ دی جہاں مردوں کے لئے درس و تدریس کا سلسلہ قائم تھا۔ وہاں عورتوں کے لئے بھی علیحدہ باپردہ انتظام ہوتا۔ بسا اوقات آپ خود ان کی مجالس میں تشریف لا کر روحانیت کے خزانے لٹاتے اور انہیں قرآن پاک با ترجمہ بالتفسیر پڑھاتے۔ آہستہ آہستہ اس کام میں توسیع ہوتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ لجنہ مرکزیہ کے زیر انتظام ۱۹۴۶ء میں مکرمہ محترمہ سیدہ ام داؤد کی نگرانی میں خواتین کی پہلی تعلیم القرآن کلاس کا اجرا ہوا جس کا سلسلہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بعد میں بھی جاری رہا۔ اور اب تک جاری ہے۔

ہر سال لجنہ مرکزیہ کے شعبہ تعلیم کے زیر اہتمام ایک ماہ کی یہ کلاس رمضان المبارک میں ربوہ منعقد ہوتی ہے جس میں قرآن مجید، احادیث نبوی، فقہ، کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور کتب حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پڑھائی جاتی ہیں۔ اس کلاس میں مقامی خواتین کے علاوہ مغربی پاکستان کے اطراف و جوانب سے بھی لڑکیاں بغرض شمولیت ربوہ جاتی ہیں جن کے قیام و طعام کا انتظام لجنہ مرکزیہ کے سپرد ہوتا ہے اور وہ ایک ماہ اس روحانی ماحول میں گزار کے نئے ولولے، نئے جوش اور نئی امنگوں کے ساتھ گھروں کو لوٹتی ہیں۔

پھر لجنہ مرکزیہ کے زیر ہدایت ہر سال پاکستان کے طول و عرض میں پھیلی ہوئی بہت سی لجنات اپنے طور پر بھی دس روزہ یا پندرہ روزہ تربیتی کلاس کا انعقاد کرتی ہیں جن میں مربیان سلسلہ درس دیتے ہیں۔ ضرورت پڑنے پر مرکز سے معلمات بھجوائی جاتی ہیں۔

قرآن کریم اور احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے علم کے ساتھ حضور رضی اللہ تعالیٰ کو یہ بھی شوق تھا کہ مستورات مامور وقت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پر عبور حاصل کریں اور کثرت سے ان کو زیر مطالعہ رکھا کریں۔ اپنی اس خواہش کا اظہار آپ نے کئی بار براہ راست مستورات کو مخاطب کرتے ہوئے کیا۔ فرمایا:-

"اللہ تعالیٰ نے تمہاری حالت پر رحم کر کے اس زمانہ کے نبی سے اردو میں کتب لکھوائیں تاکہ تم انہیں آسانی سے پڑھ کر فائدہ اٹھا سکو۔ اب تمہیں کوئی عذر نہیں ہو سکتا۔ قرآن کا اس زمانے کے متعلق ضروری علم آپ کی کتابوں میں موجود ہے اگر تم اس کے پڑھنے یا سننے کی کوشش کرو تو تم میں وہ قابلیتیں پیدا ہو سکتی ہیں کہ بڑے بڑے مسئلوں کو حل کر سکو۔"

(از تقریر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی [illegible] ۱۹۲۶ء)

پھر ایک بار تو آپ نے یہاں تک فرمایا کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کسی ایک کتاب کو مقرر کروں گا جس کا مطالعہ کرنا ہر عورت کے لئے لازمی ہوگا۔ اور یہ دیکھنے کے لئے کہ کتنی مستورات نے اس کتاب کو پڑھا ہے۔ میں خود اس کا امتحان لوں گا۔ اس طرح امتحانات کا سلسلہ شروع ہوا جو ۱۹۴۵ء سے باقاعدہ صورت اختیار کر گیا اور پہلی بار سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف لطیف "کشتی نوح" کا تحریری پرچہ لیا گیا۔ اب اس کی ترقی یافتہ صورت یہ ہو گئی ہے کہ سال میں دو بار لجنہ مرکزیہ کے زیر انتظام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کسی ایک مقررہ کتاب اور قرآن مجید کے ایک یا نصف پارے کے ترجمے کے امتحانات ہوتے ہیں جن کے پرچے شائع کر کے مختلف لجنات کے پاس بھجوا دیئے جاتے ہیں۔ نتائج شائع ہونے پر اول، دوم، اور سوم آنے والی طالبات کو انعامات دیئے جاتے ہیں تا ان کی حوصلہ افزائی ہو۔ نیز اب اختلافی مسائل سے مستورات کو روشناس کرانے کی خاطر لجنہ مرکزیہ نے تربیتی نصاب کا حصہ اول اور حصہ دوم بھی طبع کرایا ہے جس میں علمائے سلسلہ کے قابل قدر مضامین بعنوان دلائل ہستی باری تعالیٰ۔ صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ وفات حضرت مسیح ناصری اور معراج کی حقیقت ... وغیرہ شائع ہوئے ہیں۔ ان ہر دو کتب کے امتحانات بھی لئے جا چکے ہیں جن میں کافی تعداد میں خواتین نے شرکت کی۔

مجلس شوریٰ اور سالانہ اجتماعات

تنظیم لجنہ اماء اللہ کو اور زیادہ منظم بنانے کے لئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام لجنات کو سال میں کم از کم ایک بار اکٹھے ہو کر اپنے سابقہ کاموں کا جائزہ لینے اور آئندہ کے لئے لائحہ عمل تجویز کرنے کی تحریک کی۔ فرمایا:

"جس طرح مردوں کے دو اجتماع ہوتے ہیں ایک جلسہ سالانہ اور ایک مجلس شوریٰ اسی طرح عورتیں بھی اس جلسہ (جلسہ سالانہ) کے علاوہ کسی اور موقع پر اپنا ایک دوسرا اجتماع کیا کریں اور ہندوستان کی تمام لجنات کی طرف سے عورتیں اس اجتماع میں شامل ہو کر اپنے کاموں پر غور کریں اور ایسے قواعد مرتب کریں جن سے وہ مزید ترقی کر سکیں۔"

(از تقریر حضرت مصلح موعود فرمودہ [illegible] دسمبر ۱۹۳۹ء)

چنانچہ آپ کے ارشاد کی تعمیل میں لجنہ مرکزیہ کے زیر انتظام شوریٰ کا انعقاد ہر سال ہوتا رہا۔ ہر لجنہ اپنی طرف سے تنظیم کی ترقی کے لئے تجاویز بھجواتی۔ ایجنڈا مرتب ہوتا اور بعد میں نمائندگان کی موجودگی میں ان تجاویز پر غور کیا جاتا۔ اور ۱۹۵۷ء سے تو خواتین کے اس اجتماع کا پروگرام تین روزہ ہو گیا ہے جو ہر سال ماہ اکتوبر کے آخر میں مرکز میں منعقد ہوتا ہے۔ اس میں شوریٰ کے علاوہ درس قرآن کریم، درس حدیث اور ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درس کا انتظام بھی ہوتا ہے۔ تلاوت قرآن پاک کے مقابلہ جات، مضمون نویسی کے مقابلہ جات اور فی البدیہہ تقریری مقابلہ جات ہوتے ہیں۔ معیار اول، معیار دوم اور معیار سوم کی لڑکیاں لجنہ مرکزیہ کی طرف سے منتخب کردہ عنوانات پر تقاریر کرتی ہیں۔ یہ مقابلے بڑے دلچسپ ہوتے ہیں۔ ناصرات الاحمدیہ کی بچیاں جب اپنے اپنے شہر کا جھنڈا اٹھائے ہوئے مخصوص یونیفارم میں ملبوس ہو کر خوش الحانی سے ترانے گاتی ہوئی مختلف مقابلہ جات میں حصہ لینے کی غرض سے لجنہ ہال میں داخل ہوتی ہیں تو عجب ہی ایمان افروز نظارہ دیکھنے میں آتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کی یہ ننھی منی کونپلیں اپنے رفیع الشان آقا کی توجہ خاص کی بدولت کمال تنظیم و ضبط اور اتحاد کے ساتھ ہر سال مرکز احمدیت میں جمع ہو کر نئے سرے سے اپنے ایمانوں کو تازہ کرتی ہیں اور اپنے اس عہد کی تجدید کرتی ہیں کہ تادم زیست احمدیت کی ترقی کے لئے کوشاں رہیں گی۔ ان کے بھی تقریری اور تلاوت کلام پاک کے انعامی مقابلہ جات ہوتے ہیں نیز مختلف کھیلوں کے دلچسپ پروگرام بھی ہوتے رہتے ہیں گزشتہ چند برس سے تو حضرت سیدہ ام متین کی گہری دلچسپی کے باعث یہ اجتماع زیادہ ہی ترقی یافتہ صورت اختیار کر چکا ہے اگر کبھی ناصرات کی بہت بڑی تعداد ہوتی ہے تو لجنہ کی پرانی کارکنات کی عظیم الشان قربانیوں کے واقعات سنائے جاتے ہیں۔ بیرونی لجنات کے پیغامات سنانے کا انتظام بھی ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رقم فرمودہ عربی قصیدہ در مدح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پندرہ پندرہ اشعار زبانی یاد کر کے لڑکیاں سناتی ہیں نیز تمام حاضر ممبرات کا ایک عام دینی معلومات کا پرچہ ہوتا ہے جس میں اول، دوم اور سوم آنے والوں میں انعامات تقسیم کئے جاتے ہیں۔ پھر ان ایام میں مسجد مبارک میں نماز تہجد کے علاوہ درس قرآن کریم کا خصوصی انتظام ہوتا ہے جس سے بیشتر خواتین مستفید ہوتی ہیں۔ الغرض یہ تینوں دن خالص دینی اور روحانی ماحول میں گزار کر عورتیں اور بچیاں گھروں کو واپس لوٹتی ہیں۔

حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں ایسے کل آٹھ عظیم الشان اجتماعات منعقد ہوئے ہیں۔ خدا کرے آپ کے وصال کے بعد بھی یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے اور کمال شان کے ساتھ یہ سالانہ اجتماعات منعقد ہوتے رہیں تا احمدی مستورات کثیر تعداد میں ان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمدرد نسواں (دانے دار گولیاں) دواخانہ خدمت خلق رجسٹرڈ ربوہ سے طلب کریں۔ مکمل کورس بیس ۲۰ روپے

سے استفادہ حاصل کریں ۔ آمین

سالانہ نمائش

سیدنا حضرت فضل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مستورات میں اپنا وقت بچا کر محنت سے اشیاء تیار کرنے کی تحریک کی تا ان سے حاصل ہونے والا نفع دینی ضروریات کے لئے خرچ کیا جا سکے۔ فرمایا:-

"مستورات عورتیں اگر اپنے کام کاج کرنے کے درمیان درمیان گھنٹہ آدھ گھنٹہ وقت نکالیں اور بچیاں اور لڑکیاں تیلیں تو آٹھ دو آنہ ضرور کما سکتی ہیں۔ اور بڑی بڑی ہنر والیاں بیس تیس روپے ماہوار تک کما سکتی ہیں۔ لیکن چونکہ میں نے آج کل حکم دیا ہے کہ آرائش نہ کرو اس لئے ایسی سادہ چیزیں بنائیں مثلاً پنکھے اور ازاربند وغیرہ اور آئندہ کے لئے میں تجویز کرتا ہوں ۱۹۳۶ء سے نمائش ہوا کرے گی اور اس میں سب جگہ کی عورتیں چیزیں بھیجا کریں گی۔ یہ نمائش لاہور میں ہو اور اس میں ہر جگہ کی عورتیں شامل ہوں۔ حیدرآباد دکن، بنگال، یوپی، سرحد اور پنجاب کی عورتیں بھی آئیں"

(تقریر جلسہ سالانہ برائے خواتین ۱۹۳۲ء)

حضور رضی اللہ عنہ کی اس تحریک پر خواتین نے قادیان میں ازاربند اور پراندے وغیرہ بنانے کا کام وسیع پیمانہ پر کیا اور پھر بعد میں نمائش لگانے کا انتظام بھی ہوتا رہا جس میں تمام لجنات حصہ لیتی ہیں۔ اب یہ سالانہ نمائش لجنہ مرکزیہ کے زیر انتظام جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ربوہ میں لگائی جاتی ہے جس میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تربیت یافتہ خواتین بڑے ذوق و شوق کے ساتھ حصہ لیتی ہیں۔ بیشتر اشیاء وقف کر دی جاتی ہیں اور باقی کم قیمت پر مرکز بھجوائی جاتی ہیں۔ ان سے حاصل ہونے والا نفع اہم دینی ضروریات پر خرچ ہوتا ہے۔

حال میں شعبہ دستکاری کی زیرنگرانی ربوہ میں ایک انڈسٹریل سکول کام کر رہا ہے اور ایک انڈسٹریل ہوم کراچی میں جاری ہے۔

یہ سب کچھ ہمارے اس امام کی توجہ خاص کا نتیجہ ہے جس کی عقابی نگاہیں ہمیشہ فضا کی وسعتوں پر رہتی تھیں۔ آپ ہمیشہ ہی خواتین کو مختلف طریقوں سے دینی خدمات سرانجام دینے کے سلسلہ میں ابھارتے رہتے رہے۔

آپ کے عہد مبارک میں خواتین کی مالی قربانیاں

سمجھ نہیں آتی کہ اپنے آقا کے کس کس احسان کو یاد کروں کس کا تذکرہ کروں اور کس کو چھوڑ دوں۔ کوئی پہلو کوئی شعبہ اور کوئی مد بھی ایسی نظر نہیں آتی جہاں آپ نے مردوں کی مانند سنوارنے کی فکر کی ہو اور مستورات کو نظر انداز کر دیا ہو۔ عورتوں میں عظیم الشان جذبہ ایثار پیدا کرنے کے لئے جہاں آپ انہیں اپنے اوقات دین اسلام کی عظمت کے قیام کے لئے استعمال کرنے کی تلقین فرماتے وہاں مالی قربانیوں میں بھی صحابیات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نظیر پیش کرنے کے لئے ابھارتے رہے جس کے نتیجہ میں احمدی عورتوں نے ہمیشہ ہی شاندار مالی قربانیوں کا مظاہرہ کیا ہے۔

۱۹۲۳ء میں حضرت اقدس نے برلن میں احمدی مستورات کو اپنے چندہ سے خانۂ خدا تعمیر کرانے کی تحریک کی اس کے لئے لجنات نے اس اعلیٰ درجہ کی قربانی کا ثبوت دیا کہ ان کا یہ کارنامہ ہمیشہ ہی تاریخ احمدیت میں سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔ کہا جاتا ہے کہ زیور سے عورت کو خاص طور پر محبت ہوتی ہے لیکن اپنے محبوب آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے انہوں نے دیوانہ وار اپنے ہاتھ پاؤں اور گلے کے زیورات اتار کر حضور کے قدموں میں پھینک دیئے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ... روپے کی کثیر رقم تھوڑے ہی عرصہ میں جمع کر دی احمدیت کے لئے عورتوں کے اس ولولے اور جوش و خروش کو دیکھ کر خدا تعالیٰ کا وہ محبوب بندہ بھی خوشی سے جھوم اٹھا فرمایا:-

"برلن میں مسجد کے متعلق جو تحریک کی گئی ہے اس میں دیکھا گیا ہے کہ عورتوں نے اپنے اخلاص کا ایسا اعلیٰ نمونہ دکھایا ہے جو کسی اور جگہ ہرگز نہیں مل سکتا اس وقت تک ۳۵ ہزار روپے کے وعدے ہو چکے ہیں اور کوئی تعجب نہیں کہ جو رقم کہی گئی ہے اس سے بہت زیادہ ہو جائے"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۵ مارچ ۱۹۲۳ء)

اسی طرح ہالینڈ کی مسجد بھی خواتین ہی کے چندہ سے تعمیر ہوئی ہے۔ پھر جب حضور نے مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کا سلسلہ شروع کیا تو بھلا طبقۂ اناث کو فراموش نہ کیا بلکہ جرمن زبان میں قرآن پاک کے ترجمہ کے لئے ۲۸ ہزار کی رقم ان کے ذمہ لگائی لیکن انہوں نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے ۳۳ ہزار سے زائد کی رقم جمع کر دی۔ گولڈ کوسٹ میں زنانہ سکول کی تعمیر کے لئے چار ہزار روپے ہندوستان کی لجنات نے اکٹھے کر دیئے۔ خلافت جوبلی کے سلسلہ میں تین ہزار کی رقم قادیان کی مستورات نے اپنے ذمہ لی لیکن ادائیگی چار ہزار کی ہوئی۔

دور کیوں جائیے ابھی ایک ہی سال کی تو بات ہے کہ جلسہ سالانہ ۱۹۶۴ء کے موقع پر حضرت سیدہ ام متین صاحبہ نے عورتوں کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ کے پچاس سالہ کامیاب دور خلافت کے اختتام پر تشکر و امتنان کے اظہار کے لئے ڈنمارک میں اپنے چندہ سے مسجد تعمیر کروانے کی تحریک کی تو آپ کی اس تحریک پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیوض اور تربیت قدسی سے تربیت یافتہ خواتین نے جس اخلاص کا مظاہرہ کیا۔ میرا قلم اس کی صحیح تصویر کھینچنے سے قطعی قاصر ہے۔ دیوانہ وار اپنے نئے نئے زیورات کے سیٹ لا کر عورتوں نے پیش کئے۔ نقد دیا۔ وعدے کئے تین لاکھ کا مطالبہ تھا اور ۱۰ جنوری ۶۶ء کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے دو لاکھ بہتر ہزار روپے کے وعدہ جات دفتر میں موصول ہو چکے ہیں جن میں سے دو لاکھ ۳۳ ہزار دو سو چھبیس روپوں کی ادائیگی بھی ہو چکی ہے اس میں نہ صرف پاکستان کی لجنات نے حصہ لیا ہے بلکہ بیرون پاکستان کی لجنات بھی بڑھ چڑھ کر شامل ہو رہی ہیں

لجنات اماء اللہ کی دفاعی مساعی

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ صرف عورتوں کو اشاعت اسلام کے لئے زیادہ سے زیادہ جانی و مالی قربانیاں کرنے کی ترغیب دیتے رہے بلکہ آپ کی پرانی تقاریر کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی یہ بھی دلی خواہش تھی احمدی مستورات صحیح معنوں میں محب وطن ہوں۔ حکومت کی وفادار ہوں نڈر اور دلیر ہوں۔ آپ صحابیات کی حب الوطنی اور بہادری کے واقعات سنا سنا کر ان کو تلقین فرماتے کہ وہ اپنے وطن عزیز کے تحفظ اور اس کے دفاع کے لئے سر قربان میں ہمیشہ پیش پیش رہیں حتیٰ کہ اگر ضرورت پڑے اور حکومت اجازت دے تو بذات خود عملی طور پر بھی جہاد میں حصہ لے سکیں

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ان زریں نصائح کا بہترین ثمرہ ہم نے آپ کی زندگی کے آخری ایام میں ہونے والی پاک بھارت جنگ کے دوران دیکھ لیا ہے اس موقعہ پر جب صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے قومی دفاعی فنڈ کا اعلان کیا تو صدر لجنہ مرکزیہ حضرت سیدہ ام متین نے لجنات اماء اللہ کو اس مد میں اپنی روایتی شان کو برقرار رکھنے کی تحریک کی۔ فرمایا:-

"اس وقت پاکستان کی حفاظت کے لئے ضروری ہے کہ ہم جہاں تک ممکن ہو اپنے اخراجات میں کمی کریں۔ تحریک جدید کے اصولوں پر عمل کریں صرف ایک کھانا کھائیں۔ سادہ لباس پہنیں۔ نئے کپڑوں گھر کی آرائش اور دیگر اخراجات میں انتہائی حد تک کمی کر کے رقوم بچا کر قومی دفاعی فنڈ میں ملک کے دفاع کے لئے دیں۔ گھر کا بجٹ عورت کے ہاتھ میں ہوتا ہے اس لئے احمدی مستورات سے میری اپیل ہے کہ جب کہ ہمارے وطن کو ایک سخت آفت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے ہمارے لئے بڑی آزمائش کا وقت ہے ملک کی بہبودی اور وطن کی عزت کی خاطر اپنی ہر ضرورت اپنے آرام اور اپنی آسائش کو پس پشت ڈال دیں آپ کا ملک آپ سے قربانی چاہتا ہے۔ خدا کرے آپ اس قربانی میں پوری اتریں"

(الفضل ۱۱ ستمبر ۱۹۶۵ء)

حضرت سیدہ ام متین صاحبہ کی اس تحریک پر لبیک کہتے ہوئے احمدی مستورات نے اپنی ہر ضرورت، آرام اور آسائش کو پس پشت ڈال کر جس بہترین ایثار کا مظاہرہ کیا ہے وہ بھی قابل صد فخر رہے جہاں انہوں نے اپنے وقت کی قربانی کر کے مجاہدین کے لئے ان گنت سویٹر بن کر دیئے۔ لحاف اور رضائیاں مہیا کر دیئے۔ بے شمار برتن۔ جوتوں کے جوڑے۔ نئے اور پرانے کپڑے اور بستر وغیرہ مہاجرین کے لئے اکٹھے کئے وہاں قومی دفاعی فنڈ میں بھی دل کھول کر چندہ جمع کرایا۔ الفضل میں شائع ہونے والے اعداد و شمار کو جمع کرنے سے معلوم ہوتا ہے

قریباً پچاس ہزار روپیہ صرف مغربی پاکستان کی چھوٹی بڑی لجنات کی طرف سے اس مد میں جمع کرایا گیا ہے جس میں سے پندرہ ہزار لجنہ کراچی کی پیش کش تھی۔ دس ہزار ربوہ نے اور ۲۲۵۰ کی رقم لجنہ سرگودھا نے جمع کرائی۔

اگرچہ اس فنڈ کے لئے ہر فرقہ سے تعلق رکھنے والی ملک بھر کی مستورات کی کثیر تعداد نے دل کھول کر روپیہ فراہم کیا تھا تاہم پھر بھی احمدی خواتین کی یہ قربانی امتیازی شان کی حامل ہے کیونکہ انہیں تو اس چندہ کے علاوہ اور شعبہ جات میں بھی ہمیشہ ہی حصہ لینا پڑتا ہے اور پھر اسی دوران تو مسجد ڈنمارک کے لئے بھی تین لاکھ روپیہ فراہم کرنے کی ذمہ داری انہوں نے قبول کی ہوئی تھی۔ جس میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے کوئی رکاوٹ پیدا نہیں ہوئی۔

ان خصوصی تحریکات کے علاوہ حضرت اقدس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جاری کردہ اس تنظیم کے لازمی بنیادی چندوں میں بھی ہمیشہ ہی اضافہ ہوتا رہا ہے ہر نئے سال کا بجٹ گذشتہ برس سے بڑھ چڑھ کر منظر عام پر آتا رہا۔ قارئین کی دلچسپی کے لئے گذشتہ دس برس میں ہونے والی چندہ جات کی اس افزائش کو گراف کی شکل میں پیش کرتی ہوں

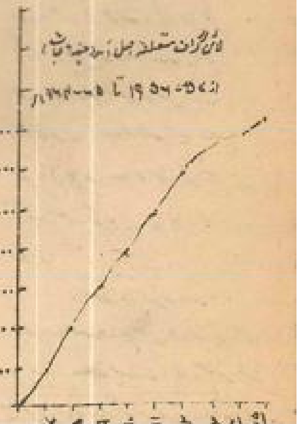

مندرجہ بالا گراف اس حقیقت کی شہادت دے رہا ہے کہ سیدنا حضرت فضل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ دعویٰ کہ

"میرے آخری سانس تک خدا تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت کے لئے نصرت اور ترقی اور کامیابی مقدر ہے اور کوئی اس الٰہی تقدیر کو بدلنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا ..... یہ تقدیر مبرم ہے جس کا فیصلہ آسمان پر ہو چکا ہے" (الفضل ۴۲ء)

کس شان کے ساتھ اور کس آب و تاب کے ساتھ پورا ہو گیا ہے۔

خدا کرے حضور پر نور رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد آپ کے فرزند دلبند کے عہد مبارک میں اور بعد میں بھی ہمیشہ ہی یہ کاروان ترقی کی شاہراہوں پر گامزن رہے۔ اس پر کبھی سورج غروب نہ ہو۔ یہ ہمیشہ قدم بہ قدم منزل بہ منزل چلتا چلا جائے۔ یہاں تک کہ ساری دنیا پر۔ دنیا کے ہر شہر ہر قریہ اور ہر بستی پر غالب آ جائے۔ آمین

حضرت مصلح موعودؓ کی ایک تڑپ

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زندگی میں اسلام کا دفاع کرنے والے اور اسلام کی فتح مبین کا نقارہ بجانے والے سینکڑوں مبلغین تیار کئے ہیں کیونکہ آپ کے دل میں اس امر کی شدید تڑپ تھی کہ جلد از جلد ساری دنیا کے ادیان باطلہ پر دین محمدی غالب آ جائے۔ تبلیغ اسلام کی یہ لگن آپ نے خواتین کے دل میں بھی لگانے کی کوشش کی۔ مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جہاں اور شعبہ جات میں مستورات نے اطاعت امام کا بہترین نمونہ پیش کیا ہے وہاں اس مد میں اُن سے کچھ سستیاں اور کچھ غفلتیں بھی سرزد ہوئی تھیں۔

پس اے میری واجب الاحترام بزرگو اور عزیز بہنو —— اگر اب بھی آپ کے قلوب میں اپنے محبوب آقا کی محبت کی کچھ رمق موجود ہے اور اگر آپ اس پاک روح کی برکات سے جن کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا مستفید ہونا چاہتی ہیں تو اُٹھیے اور آج ہی اپنے محسن کی اس عظیم خواہش کو پورا کرنے کا عزم کیجئے تا ان کی مقدس روح آپ کے اس اقدام کو دیکھ کر فرحت و انبساط سے جھوم اٹھے۔

دیکھیے کس درد کے ساتھ حضور فرماتے ہیں:۔

افسوس وہ کونسی کوشش ہے جس سے میں تمہیں بیدار کروں۔ دنیا میں ایک آگ لگی ہوئی ہے اور تم خواب غفلت میں سوئی ہوئی ہو؟

(از تقریر جلسہ سالانہ ۲۸ دسمبر ۱۹۲۹ء)

"پس تم سستیوں اور غفلتوں کو ترک کرو اور اپنے آپ کو احمدیت کے لئے ایک مفید وجود بناؤ۔ تم کو یہ عزم کرنا چاہیئے کہ یا تو ہم احمدیت قائم کریں گی اور یا مر جائیں گی جب تک تم یہ عزم نہیں کر لیتیں اس وقت تک تم احمدیت کے لئے مفید وجود ثابت نہیں ہو سکتیں۔ تم پر جو ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں ان کو پورا کرنے کی کوشش کرو تاکہ تم اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک کامیاب حیثیت سے کھڑی ہو سکو اور اس کے لئے ضروری ہے کہ تم اپنے اندر ایک عظیم الشان تبدیلی پیدا کرو جس کو تم بھی تمہارے ہمسایے بھی اور باقی دنیا بھی محسوس کرے کہ اب تم میں ایک نئی روح پیدا ہو گئی ہے..... تمہیں تبلیغ کا اس قدر شوق ہونا چاہیئے کہ اگر تمہیں ایک مکان میں رہتے ہوئے ایک دو سال گزر جائیں اور تمہاری تبلیغ وہاں موثر ثابت نہ ہو تو تمہیں چاہیئے کہ اپنے بھائی یا اپنے خاوند سے کہو کہ اب کسی اور جگہ مکان لے لو تاکہ ہم کسی دوسری جگہ جا کر احمدیت کو پھیلائیں"

(منقول از الفضل ۲ فروری ۱۹۶۵ء)

نیز فرمایا

"ہم تو جس طرح بنے کام کئے جاتے ہیں آپ کے وقت میں یہ سلسلہ بدنام نہ ہو"

اللہ تعالیٰ تمام احمدی مستورات کو اپنے محسن عظیم کے ان احکامات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

حرف آخر

اجتماعی طور پر طبقۂ نسواں پر کئے جانے والے حضرت اقدس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احسانات کا ہلکا سا نقشہ کھینچنے کی میں نے کوشش کی ہے۔ لیکن مجھے اعتراف ہے کہ میں اس کوشش میں ناکام رہی ہوں۔ کیونکہ تخت قادیان کے تاجدار کا وہ دلبند نور رحمت کا ایک بادل تھا جو مسلسل اکیاون برس تک شبانہ روز رحمتوں ہی کی بارشیں برساتا رہا —— میں بھلا اس کے ان گنت احسانات کا احاطہ کیسے کر سکتی ہوں اور پھر الفضل کے صفحات اس کے متحمل ہی کہاں ہو سکتے ہیں۔ اس کے لئے تو ایک ضخیم کتاب چاہیئے۔

نیز انفرادی طور پر بھی تو حضور رضی اللہ عنہ کے خواتین پر اتنے زیادہ احسانات ہیں کہ ان کو احاطہ تحریر میں لایا ہی نہیں جا سکتا

پس اے ہمارے خدا۔ تو اپنی نہ ختم ہونے والی رحمتوں کا نزول کرنا ملت احمدیہ کے اس غمخوار پر کہ اس نے اپنی تمام عمر تیری مخلوق کی بہبودی و اصلاح میں صرف کر دی ہے۔ اے ہمارے رب العزت! اپنے حبیب اور ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدموں کی ٹھنڈک نصیب کرنا ہمارے محبوب آقا کو کہ ان کی زندگی کا ہر لمحہ تیری رضا کی جستجو میں صرف ہوا ہے۔

آج حضور پر نور کے وصال کے بعد جہاں ایک طرف آپ کی المناک جدائی کی وجہ سے دل میں درد کی ٹیسیں اٹھ رہی ہیں۔ وہاں دوسری طرف یہ دیکھ کر کہ آپ نے مردوں کے ساتھ ساتھ مستورات کے لئے بھی ضبط و نظم اور اتحاد تنظیم کی ایک ایسی خوش آئند فضا پیدا کر دی ہے جسے دیکھ کر مستقبل قریب میں احمدیت کے غلبہ اور اسلام کی فتح کی امید ہو گئی ہے۔ بے اختیار سر آستانۂ الوہیت پر جھک جاتا ہے اور دل سے یہ صدا بلند ہوتی ہے ؎

اے جانے والے تجھ پہ درود و سلام ہو
ہر لحظہ تیری روح کا اونچا مقام ہو

واخر دعوانا ان الحمد
للہ رب العالمین
واللھم صل علی
سیدنا محمد وعلی
عبدک المسیح الموعود
والمصلح الموعود
وبارک وسلم انک
حمید مجید۔

ترسیل زر
اور
استفسار جملہ امور
سے متعلق
مینیجر روزنامہ الفضل ربوہ
سے خط و کتابت کیا کریں۔

بقیہ

آپ کی طرف سے طبیعت پوچھیں۔ دوائیں دیں۔ اور ان کی پرہیز اور غذا وغیرہ کا اہتمام کروائیں۔

اسلام کی فتح اور پاکستان کی کامیابی کا یقین

میری اکثر اور دلی تمنا ہوتی یہ خواہش ہوا کرتی تھی کہ جس طرح آپ قادیان میں ہماری کے دن آیا کرتے تھے۔ پھر ایسا دن آئے جس میں آپ پوری صحت سے ہوں اور پھر اسی طرح ہمارے گھروں میں آپ بھی آئیں۔ یہ خواہش پوری تو ہوئی۔ مگر اس بیماری کی حالت میں اور اس جنگ کے دوران میں۔ آپ تقریباً پونے دو ماہ میرے پاس میرے گھر میں رہے باوجود جنگی حالات کے میرے گھر کا نقشہ ہی بدل چکا تھا۔ رونق تھی۔ برکت تھی اور ایک روحانی سی خوشی۔ ہم پر جنگ کا کوئی اثر نہ تھا۔ اس دوران میں مجھے زیادہ سے زیادہ دعائیں کروانے کا موقع ملا۔ اسلام کی فتح۔ احمدیت کے غلبہ کے لئے۔ جماعت کے لئے مجموعی دعائیں۔ تمام واقفین اور مبلغین کے لئے دعائیں۔ اور کشمیریوں کی حالت زار کے لئے خصوصی دعائیں کرتے اور پھر اس جنگ میں پاکستان کی فتح کے لئے بار بار دعا کی یاد دہانی کرواتی۔

ایک دن جنگی خبریں پریشان کن تھیں میں نے تمام حالات بتا کر دعا کے لئے کہا اور پھر دشمن کی زیادتی اور ظلم کی وجہ سے شدید درد مند ہو کر۔ میں نے آپ سے کہا کہ اب چونکہ ظالم اپنے ظلم میں بہت بڑھ گیا ہے۔ اب آپ ان کے لئے بد دعا ہی کریں۔ آپ فوراً سنجیدہ ہو گئے اور فرمایا میں کیوں بد دعا کروں؟ بد دعا کرنا میرا کام نہیں میں ان کے لئے ہدایت کی دعا ہی کروں گا تم مجھے گھبرا گھبرا کر ایسی بات کہتی ہو تو یاد رکھو اسلام ہی کو فتح ہوگی —— اور اس کے بعد جب کبھی بھی جنگی اطلاعات مخدوش ہوتیں میں ایسے دن میں کئی ...... دفعہ دعا کی تلقین کرتی۔ ہر دفعہ آپ کا جواب نہایت یقین کے ساتھ یہی ہوتا۔ انشاء اللہ ہماری ہی فتح ہوگی۔ اور جب میں یہ کہتی کہ ہر قسم کی طاقت کے لحاظ سے بظاہر ہمارا پاکستان کمزور ہے۔ اور دشمن کیل کانٹوں سے لیس ہے تو آپ فرماتے سب کچھ صحیح مگر میرے خدا کی طاقت کے سامنے وہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔

ایک دفعہ رات کے وقت بار بار بمباری کی وجہ سے بلڈنگ تک ہلنے لگی۔ چونکہ آپ آرام فرما رہے تھے۔ بمباری کی وجہ سے گہری نیند سے بیدار ہو گئے مجھے فرمایا کیا زلزلہ آیا ہے؟ میں نے جو اس بمباری کی وجہ سے احتیاطاً آپ کے پاس سرہانے ہی خاموشی سے بیٹھی۔ جواب دیا کہ نہیں دشمن بمباری ہم پر کر رہا ہے آپ کا چہرہ تمتما اٹھا —— تھوڑی دیر سکوت کے بعد ہنس کر پورے وثوق سے فرمایا کہ انشاء اللہ ہماری ہی فتح ہوگی۔ اسلام کی فتح ہوگی۔ یہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ یہ کہہ کر پورے اطمینان کے ساتھ آپ پھر سو گئے۔

جنگ کی ابتداء سے لے کر آخر تک آپ کی زبان مبارک پر یہی الفاظ رہے کہ اسلام ہی کی فتح ہوگی۔ ہماری فتح ہوگی خواہ وہ کس قدر دشمن بھی اپنی طاقت پر نازاں کیوں نہ ہوں ان کے لئے رسوائی ہی ہے —— فالحمد للہ علیٰ ذالک

خدا تعالیٰ کا بے حد احسان اور اس کا انعام ہے کہ ان پونے دو مہینوں میں میں نے بفضل تعالیٰ سب ہی کے لئے بلا امتیاز آپ سے دعائیں کروائیں۔ اور میرا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دعاؤں کو ضرور ہی انشاء اللہ العزیز شرف قبولیت بخشے گا

حضرت اقدس جب بچوں کی کوٹھیوں کی بنیادیں رکھیں۔ تو یہ دعا فرماتے تھے کہ اے اللہ میں ان گھروں کی بنیاد رکھنے جا رہا ہوں۔ یہ گھر تیرے دین کے مرکز بنیں اور ان دعاؤں کا اعادہ فرما کر کے ساتھ میرے کانوں نے سنا اور باقی جو دعائیں تھیں وہ بعد تھیں۔

خدام اور خادمات کے ساتھ سلوک

ڈھوریے (سندھ) پر پکنک کرنے کا پروگرام بنایا تو آپ نے ہمیں تاکیدی حکم دیا کہ آج ڈھوریے پر سیر و تفریح کا تم لوگوں کا پروگرام ہے۔ کل تم لوگ ان کام کرنے والوں (خادم اور خادمات) کو بھی جگہ بھجوا کر ان کو پکنک کروانا۔ تمام دن ان کو چھٹی دی جائے۔ اور ان کی جگہ تم لوگ مل کر تمام کھانا پکانے کا انتظام خود کرنا —— چنانچہ حضور کا یہ معمول تھا کہ ان کام کرنے والوں کو اپنے ساتھ ساتھ ضرور تفریح کرواتے اور ان کے لئے اسی طرح گاڑیوں جیپوں اور بس گاڑیوں وغیرہ کا انتظام کروایا جاتا اور پھر تفریح کے لئے وہی سامان وہی تیاری کروائی جاتی اور تمام خورد و نوش کا سامان ان لوگوں کی حسب پسند تیار کروایا جاتا۔

(مہر آپا) ۲۷ ۳

گورنمنٹ سے منظور شدہ
لائسنس نمبر ۶۲/۳۴
ٹیلیفون نمبر ۵۶۵۳
میسرز محمد اسماعیل اینڈ سنز
موٹر باڈی بلڈنگ کنٹریکٹرز
۱۱۶ کشمیر روڈ۔ راولپنڈی کینٹ
بہترین اسٹیل بس باڈی۔ عام بسیں۔ اسٹیشن ویگن۔ ٹرک باڈی بنانیوالا ادارہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قومی خدمات

کا

ایک پہلو

(مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ)

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پچاس سال تک مسلمانان برصغیر کی جو شاندار خدمات سرانجام دی ہیں۔ اور ہر مشکل مرحلہ پر ان کی جس طرح راہنمائی فرمائی ہے۔ اگر اس کی تفصیلات صفحہ قرطاس پر لائی جائیں تو اس کے لئے دفتر درکار ہیں۔

آپ کے محاسن انشاء اللہ تعالیٰ رہتی دنیا تک بیان ہوتے رہیں گے۔ حضور کی شخصیت اور انداز گفتگو اس قدر پرکشش، استدلال اور شیریں ہوتی تھی کہ کوئی دشمن سے دشمن شخص بھی آپ کو ملتا اور گفتگو کرتا تو حضور کی ملاقات کا اثر اس پر ہمیشہ قائم رہتا۔ اس ضمن میں بیسیوں نہیں سینکڑوں واقعات بیان کئے جا سکتے ہیں۔

مسلمانان کشمیر کی حضورؓ نے جو بے لوث خدمات سرانجام دی ہیں وہ ہمیشہ سنہری حروف سے لکھی جائیں گی اور بلاخوف تردید یہ دعوےٰ کیا جا سکتا ہے کہ اس مظلوم و بے کس قوم کے لئے حضورؓ نے جو کچھ کیا اس کا عشر عشیر بھی کسی اور لیڈر نے نہیں کیا۔ حضورؓ کی پرکشش شخصیت اور مؤثر انداز گفتگو کی چند مثالیں جو بالواسطہ تحریک آزادی کشمیر سے بھی تعلق رکھتی ہیں اور راقم الحروف ان کا عینی شاہد ہے یہاں درج کرتا ہے۔

(۱)

جولائی ۱۹۳۱ء میں شملہ کے مقام پر آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا قیام ہوا۔ مسلم اکابرین ہند کی درخواست پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کمیٹی کے صدر منتخب ہوئے۔ حضور ابھی شملہ میں ہی مقیم تھے۔ راقم الحروف کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ اس سفر میں حضور کے ہمراہیوں میں شامل تھا کہ ایک روز گورنمنٹ آف انڈیا کے چند مسلم افسر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ شملہ میں دو بڑی مساجد یعنی جامع مسجد اور کشمیری مسجد کے امام ایک دوسرے کے معاند بنے ہوئے ہیں۔ اور سٹیج پر ایک دوسرے کے خلاف دشنام طرازی کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ اب ان کے مقتدیوں میں بھی اختلاف پیدا ہو رہا ہے۔ آپ مسلمانوں کے خیرخواہ اور ہمدرد ہیں۔ اس معاملہ میں ضرور دخل دیں اور علماء کی صلح کرا دیں۔ حضورؓ نے اس درخواست کو منظور فرماتے ہوئے کوشش کا وعدہ فرمایا۔

حضورؓ نے ہر دو امام صاحبان کو مختلف اوقات میں اپنی قیام گاہ "فیرویو" میں مدعو کیا۔ ان کی باتیں سنیں۔ ایک دوسرے کے خلاف وہ جو الزامات لگا رہے تھے ان کا علم حاصل کر کے اپنا مقصد "صلح" بیان کیا۔ وہ حضرات جو ایک دوسرے کے خلاف نہ صرف یہ کہ کفر کے فتوے لگاتے تھے بلکہ ایک چھت کے نیچے جمع ہونا بھی کفر یقین کرتے تھے۔ ان کو اپنی مخلصانہ مدلل گفتگو کے بعد اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ "فیرویو" میں اکٹھے ہو کر بالمشافہ بات چیت کریں۔

اس کے بعد ہر دو علماء کو حضورؓ نے ایک روز رات کے کھانا پر مدعو کیا۔ کھانے کے بعد گفتگو شروع ہوئی جس میں بعض اوقات شدید تلخی بھی پیدا ہوئی۔ یہ مجلس کئی گھنٹے جاری رہی۔ جب برخاست ہوئی تو صورت یہ تھی کہ دونوں امام صاحبان ایک دوسرے سے مصافحہ ہی نہیں بلکہ معانقہ کرنے کے بعد گھروں کو سدھارے اور مخالفانہ تقریروں کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ مسلم اکابرین نے حضور کا شکریہ ادا کیا کہ حضورؓ کی کوشش سے مسلمانوں میں اتحاد پیدا ہو گیا۔

(۲)

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے قیام کے بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس بات کی تلاش تھی کہ اندرون ریاست جو آزادی کی تحریک چل رہی ہے اسے احسن طور پر چلانے کے لئے کوئی ایسا نوجوان مل جائے جو بطور لیڈر کام کر سکے۔ تعلیم یافتہ ہو۔ تقریر بھی کر سکتا ہو اور اپنے ملک کو آزاد کرانے کے لئے اخلاص کے ساتھ دل میں تڑپ رکھتا ہو۔ حضورؓ فرماتے ہیں:-

"جب آل انڈیا کشمیر کمیٹی قائم ہو گئی اور میں نے یہ فیصلہ کیا کہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کو آزادانہ طور پر باہر کام نہیں کرنا چاہیئے بلکہ کشمیر اور جموں کے لوگوں سے مل کر کام کرنا چاہیئے تو میں نے کشمیر اور جموں کے نمائندے قادیان بلوائے اور ان سے مشورہ لیا کوئی پندرہ سولہ آدمی آئے میں نے ان لوگوں سے پوچھا کہ کیا کوئی اور ایسا آدمی رہ تو نہیں گیا جس کا کشمیر میں اثر ہو۔ انہوں نے کہا کہ شیخ عبداللہ ایک نوجوان ہیں جن کا نوجوان لڑکوں پر اچھا خاصا اثر ہے اور وہ بلا بھی سکتے ہیں۔ بلکہ میں نے پوچھا کہ آپ لوگ ان کو کیوں ساتھ نہیں لائے انہوں نے جواب دیا کہ ان کے متعلق ہمیں معلوم ہوا ہے کہ حکومت نے مخفی آرڈر دئے ہوئے ہیں کہ اگر یہ ریاست سے باہر نکلیں تو پھر ان کو واپس نہ آنے دیا جائے۔ مجھے جو شیخ عبداللہ کے حالات معلوم ہوئے ان سے میں نے سمجھا کہ یہ کام کا آدمی ہے۔ پس کشمیر کی لیڈری کے متعلق میں نے اس وقت تک کوئی فیصلہ کرنا مناسب نہ سمجھا جب تک میں شیخ عبداللہ سے نہ مل لوں۔ چنانچہ میں نے مولوی عبدالرحیم صاحب درد کو جو آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے سیکرٹری تھے اسی غرض کے لئے کشمیر بھجوایا کہ وہ کشمیر کے حالات بھی دریافت کریں اور دوسرے امکانات کا انتظام کریں کہ شیخ عبداللہ کشمیر کی کسی سرحد پر مجھ سے مل لیں۔ چنانچہ درد صاحب نے اس بات کا انتظام کیا۔ میں قادیان سے گڑھی حبیب اللہ گیا اور درد صاحب شیخ عبداللہ صاحب کو لے کر گڑھی حبیب اللہ آ گئے۔ چونکہ گڑھی حبیب اللہ سرحد کشمیر پر تو واقع ہے لیکن سرحد کشمیر سے باہر ہے۔"

(تاریخ احمدیت جلد ششم صفحہ ۴۸۸)

صدر آل انڈیا کشمیر کمیٹی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کے ساتھ شیخ محمد عبداللہ کی یہ پہلی اور تاریخی ملاقات تھی۔ وہی شیخ عبداللہ جو بعد میں "شیر کشمیر" کہلائے اور اقوام عالم میں کشمیر کے سب سے بڑے لیڈر کی حیثیت سے متعارف ہوئے وہ اسی تاریخی ملاقات کے نتیجے میں اس مقام پر پہنچے ہیں۔

راقم الحروف ان دنوں سرینگر میں ہی تھا۔ مولانا درد صاحبؓ اور شیخ عبداللہ کی روانگی اور واپسی کا نظارہ میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ اس کی تفصیلات کو نظرانداز کرتے ہوئے میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس ملاقات کا شیخ محمد عبداللہ صاحب پر اس قدر گہرا اثر ہوا کہ جب وہ گڑھی حبیب اللہ کے بنگلہ سے واپس ہونے لگے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس قدر احترام ان کے دل میں پیدا ہو چکا تھا کہ بنگلہ اونچی جگہ پر واقع ہے۔ سڑک نیچے جاتی ہے۔ حضور بنگلہ میں کھڑے اس چھوٹے سے قافلہ کی واپسی کو دیکھ رہے تھے اور دعاؤں میں مصروف تھے یہ دو فرلانگ کا سارا فاصلہ شیخ محمد عبداللہ نے اس طرح الٹے پاؤں چل کر طے کیا کہ حضورؓ کی طرف شیخ صاحب کی پیٹھ نہ ہو اس نظارہ کے چشم دید گواہوں میں اکثر اللہ تعالےٰ کو پیارے ہو چکے لیکن اب بھی ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے یہ نظارہ دیکھا اور آج تک ان کو یاد ہے۔ مولوی ظہور الحسن صاحب آف سیالکوٹ، مولوی عصمت اللہ صاحب پھلو پوری، نذیر احمد صاحب بھاگلپوری ڈرائیور سب کو یہ واقعہ اچھی طرح یاد ہے۔

شیخ محمد عبداللہ کے بعد کے بیسیوں خطوط اور بیانات اس بات کے لئے کافی ہیں کہ ان کے دل میں حضورؓ کے لئے اس ملاقات کے بعد کس قدر احترام پیدا ہو گیا تھا۔ گزشتہ سال کی بات ہے وہ حج بیت اللہ کے لئے گئے ہوئے تھے۔ ایک روز اتفاقاً مسجد الحرام میں ان کی ملاقات عزیزم ڈاکٹر رشید احمد صاحب (میڈیکل آفیسر) مسقط کے ساتھ ہو گئی۔

مرزا افضل بیگ صاحب بھی شیخ صاحب کے ساتھ تھے۔ جب ان کو علم ہوا کہ ڈاکٹر صاحب احمدی ہیں تو شیخ صاحب نے ان سے کہا کہ میرا نیازمندانہ سلام حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں پہنچائیں اور ان سے عرض کریں کہ ان کی نوازشات کو نہ شیخ عبداللہ بھولا ہے اور نہ کشمیری قوم فراموش کر سکتی ہے۔ نیز یہ بھی عرض کریں کہ ہمیں اب بھی آپ کی امداد اور توجہ کی ضرورت ہے۔ چنانچہ عزیزم ڈاکٹر صاحب نے راقم الحروف کی معرفت ان کا یہ پیغام حضور رضی اللہ عنہ تک پہنچا دیا۔

دسمبر ۱۹۳۱ء کے آخر کی بات ہے مولانا عبدالرحیم صاحب درد مرحوم سیکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی جو مسلمانانِ کشمیر کی امداد کے لئے سرینگر میں تھے کشمیر کے بعض لیڈروں کے ساتھ قادیان گئے۔ میں بھی ان کے ساتھ ان دنوں سرینگر میں مقیم تھا۔ ان کی روانگی کے وقت کسی کام سے باہر گیا ہوا تھا اس لئے وہ میرے لئے یہ تحریری نوٹ چھوڑ گئے کہ اگر خواجہ غلام محمد صاحب صادق (مقبوضہ کشمیر کے موجودہ وزیر اعظم) اور ان کے نسبتی اور عم زاد بھائی خواجہ غلام محی الدین کرہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی ملاقات کے لئے آنا چاہیں تو انہیں اپنے ساتھ لے آنا۔ میں ان کے مکان پر بٹ مالو گیا اور ان سے محترم درد صاحب کی ہدایت کا ذکر کیا۔ دونوں چلنے کو تیار ہو گئے اور ہم راولپنڈی کے راستہ قادیان پہنچ گئے۔ یہ ہر دو اس وقت کالج میں تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ نوجوانوں میں جوش زیادہ ہوتا ہے اور ہوش کم یہ بھی سختی سے ریاست کے حقوق منوانے کے حق میں تھے اور اس کے لئے آئین کا پابند رہنے کو ضروری خیال نہ کرتے تھے اسی وجہ سے احرار کی طرف ان کا زیادہ رجحان تھا۔ قادیان پہنچے۔ حضور سے پہلی ہی ملاقات میں حضور کی شخصیت اور مدلل گفتگو سے اس قدر متاثر ہوئے کہ برملا کہنے لگے کہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا مسلک ہی درست ہے اور اسی پر چل کر اہالیان کشمیر آزادی حاصل کر سکتے ہیں۔ جب قادیان سے واپسی کی غرض سے روانہ ہونے لگے تو حضور نے فرمایا کہ آپ لاہور میں احرار لیڈروں سے بھی ملتے جائیں۔ چنانچہ وہ لاہور بھی گئے۔ اس وقت احرار کی تحریک سول نافرمانی ناکام ہو کر ختم ہو چکی تھی جس کا ذکر وضاحت کے ساتھ ان کے اپنے لیڈر نے تاریخ احرار میں کیا ہے۔ وہ ان سے بھی ملے اور اس بات پر بہت تعجب کا اظہار کیا کہ احرار تو جماعت احمدیہ کے قابلِ احترام امام کے اتنے معاند ہیں لیکن حضرت امام جماعت احمدیہ اتنے بلند اخلاق کے مالک ہیں۔ انہوں نے اپنی ساری گفتگو میں ایک بات بھی قابلِ اعتراض نہیں کی بلکہ اگر کسی وقت کسی مخالف لیڈر کا ذکر آتا تو اس کا نام عزت سے لیتے اور ہر ایک کے نام کے بعد صاحب ضرور کہتے۔ اس کے برعکس انہوں نے لاہور جا کر تصویر کا دوسرا رخ بھی دیکھ لیا یہ دونوں حضرت مصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی شخصیت سے بہت زیادہ متاثر ہوئے۔

حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"امانت فنڈ تحریک جدید میں روپیہ
جمع کروانا فائدہ بخش بھی ہے اور
خدمتِ دین بھی۔" (افسر امانت تحریک جدید)

ٹوٹا وہ گُل جو زینتِ باغِ جہان تھا

(محترمہ صادقہ قمر صاحبہ شعبۂ سیاسیات پنجاب یونیورسٹی لاہور)

تھی جن سے روشنی وہ ستارے چلے گئے
غمخوار و غمگسار ہمارے چلے گئے

ٹوٹا وہ گُل جو زینتِ باغِ جہان تھا
نصرت جہاں کے راج دلارے چلے گئے

بیواؤں بیکسوں کا سدا رکھتے تھے خیال
بیواؤں بیکسوں کے سہارے چلے گئے

بُلبل خموش، پھول پریشاں، چمن اداس
گُلشن کا روپ رنگ نظارے چلے گئے

آنکھوں میں اشک، لب پہ دُعا، دل میں درد ہے
تربت پہ ان کی۔ اُن کو پکارے چلے گئے

اشکوں نے غم کی آگ لگا دی جہان میں
آہوں کے آسماں پہ شرارے چلے گئے

چھائی ہوئی ہے عالمِ ہستی پہ تیرگی
روشن ہوئے جو چاند ستارے چلے گئے

یادِ حزیں میں آج تڑپتے ہیں سوگوار
جانے کہاں وہ جان سے پیارے چلے گئے

اے شمع! بجھ گئی ہے جو کر کے ہیں گداز
پروانے تیرے ہجر کے مارے چلے گئے

اشکوں میں ڈھل گئی ہے متاعِ دل
ایک ایک کر کے آنکھ کے تارے چلے گئے

دوائی فضلِ الٰہی اولادِ نرینہ کیلئے مفید و مجرب نسخہ۔ مکمل کورس ۱۶/- روپے دواخانہ خدمتِ خلق گولبازار ربوہ

لنڈن

(بقیہ صفحہ ۳)

ہندوؤں اور سکھوں کو بھی ہندوستان پہنچانے کا کام لیا گیا۔ اس طرح آپ کی ذات نہ صرف احمدیوں کے لئے بلکہ دوسروں کے لئے بھی رحمت بنی۔

آپ نے نہ صرف دارالامان کی حفاظت کی غرض سے بلکہ عام مسلمان مہاجرین کے قافلوں کی حفاظت کے لئے دہلی وفود ارسال فرمائے۔ اور پنڈت نہرو اور دیگر کانگرسی لیڈروں سے رابطہ پیدا کیا۔ آپ کی ہدایات کے مطابق دارالامان میں دیگر جانبازوں کے علاوہ خود خاندان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے افراد بھی تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے علاوہ سیدنا حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت مرزا عزیز احمد، صاحبزادہ مرزا وسیم احمد اور صاحبزادہ مرزا خلیل احمد وہاں تھے جنہوں نے کارروائیوں کا انتظام اس خوش اسلوبی سے سرانجام دیا کہ تاریخ میں اس کی نظیر نہیں۔ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قادیان سے کاروانوں کی روانگی کی خبریں ملتی رہتی تھیں۔ نہ صرف آپ نے اس کا بندوبست کر رکھا تھا بلکہ قادیان میں خوراک کی بعض اشیاء مثلاً خشک دودھ وغیرہ بھی ارسال کرنے کا انتظام تھا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اولوالعزمی اور دوراندیشی کے نتیجہ میں دارالامان کے بعض نواحی علاقے کے مسلمان خاندان بھی صحیح وسلامت پاکستان پہنچ گئے اور دارالامان کا ایک مقدس حصہ ہر طرح سے محفوظ رہا اور اب تک قبضہ میں ہے۔ آج حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے مرزا وسیم احمد اور دیگر درویش ہزاروں کی تعداد میں قادیان میں آباد ہیں +

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ وہ اخبار الفضل خود خرید کر پڑھے (مینجر)

روزانہ خط و کتابت
کیلئے
نصرت رائٹنگ پیڈ
جن پر
اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار درج ہیں خریدیں۔ نیز خود اپنے نام پتہ کے لیٹر پیڈ حسبِ منشاء چھپوائیں۔ ہم حاضر ہیں۔
مینجر نصرت آرٹ پریس گولبازار ربوہ

امانت فنڈ تحریک جدید میں روپیہ رکھوانا فائدہ بخش بھی ہے اور خدمتِ دین بھی۔
(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ)

بابو قاسم الدین صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع سیالکوٹ فرماتے ہیں:-
اکسیر اٹھرا کی گولیوں کا معجزانہ اثر
شفاخانہ زندگی حیات ٹرنک بازار سیالکوٹ کی تیار کردہ اکسیر اٹھرا کی گولیاں میں نے ایک عزیزہ کو استعمال کرائی ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم سے ان کا معجزانہ اثر ہوا اسکی ڈلیوری کا وقت اچھا گزر گیا ہے اور تندرست لڑکا پیدا ہوا ہے۔
الحمد للہ!
اس کے پہلے بچے پیدائش کے وقت ہی ضائع ہو جایا کرتے تھے
شفاخانہ زندگی حیات سیالکوٹ کے علاوہ اکسیر اٹھرا ربوہ میں ادارالخیر جنرل سٹور مین بازار اور افضل برادرز گول بازار ربوہ سے مل سکتی ہیں۔

نظر و دھوپ کی عینکوں کی
مشہور دکان
ممتاز اپٹیکل سروس
ڈاکٹر ممتاز احمد دندان و عینک ساز
کچہری بازار لائل پور

مغربی پاکستان میں روزنامہ الفضل کی ایجنسیاں

مغربی پاکستان کے جن مقامات پر روزنامہ الفضل کی ایجنسیاں موجود ہیں ان کی فہرست درج ذیل کی جاتی ہے — احباب کرام ان ایجنسیوں کے ذریعے الفضل حاصل کر سکتے ہیں — (مینجر)

۱۔ ملک ہدایت اللہ صاحب نیوز ایجنٹ ملک بکسٹال کچہری بازار لائل پور۔
۲۔ خواجہ اللہ دتہ صاحب منیاری فروش بڈھی بازار سیالکوٹ
۳۔ میاں صاحب عطاء الرحمٰن صاحب ابن ماسٹر محمد ابراہیم صاحب مسجد احمدیہ بیرون دہلی دروازہ لاہور
۴۔ قریشی رشید احمد صاحب سرگودہا۔
۵۔ ایم۔ بی۔ احمد اینڈ سنز پٹرول پمپ جھنگ صدر۔
۶۔ محمد اشرف صاحب عارف نیوز ایجنسی کھاریاں ضلع گجرات
۷۔ حنیف جنرل مرچنٹ اینڈ نیوز ایجنٹ گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ
۸۔ صوفی سمیع اللہ صاحب سیکرٹری مال سانگلہ ہل۔
۹۔ احمدیہ کلاتھ ہاؤس ریل بازار اوکاڑہ۔
۱۰۔ حکیم مرغوب اللہ صاحب مین بازار شیخوپورہ۔
۱۱۔ صوفی عبدالرشید صاحب نیوز ایجنٹ بھیرہ
۱۲۔ چوہدری لطیف احمد صاحب طاہر کالج شو سٹور مین بازار جہلم شہر۔
۱۳۔ شیخ محمد صدیق صاحب فاروقی معرفت لطیف سائیکل ورکس نزد تھانہ کچہری حافظ آباد۔
۱۴۔ عبدالرشید صاحب نیوز ایجنٹ پنڈ دادنخان۔
۱۵۔ ملک جی برادرز گول بازار۔ ربوہ
۱۶۔ شیخ عنایت اللہ صاحب جنرل مرچنٹ وزیر آباد
۱۷۔ رحمٰن برادرز نیوز ایجنٹ طوغی بازار۔ کوئٹہ
۱۸۔ بشیر احمد صاحب صحرائی نیوز ایجنٹ ریل بازار۔ گوجرانوالہ ٹاؤن۔
۱۹۔ راجہ سجاول خاں صاحب نیوز ایجنٹ منڈی بہاؤالدین۔
۲۰۔ عبدالرزاق صاحب ولد ملک محمد حسین صاحب گلی جوگیاں والی۔ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ
۲۱۔ جنتا لہ کارپوریشن [illegible] منڈی منٹگمری۔
۲۲۔ سعادت احمد صاحب [illegible] معرفت کاز ریڈیو ارباب روڈ پشاور کینٹ۔
انڈیا۔ مولوی فخر الدین صاحب مالا باری قادیان ضلع گورداسپور

"اک سے ہزار ہوویں، بابرگ وبار ہوویں" (حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزندانِ گرامی

محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب

محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب

محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب

قدرتِ ثانیہ کے تیسرے مظہر

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب

محترم صاحبزادہ مرزا حفیظ احمد صاحب

حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ

محترم صاحبزادہ مرزا نعیم احمد صاحب

محترم صاحبزادہ مرزا انور احمد صاحب

محترم صاحبزادہ مرزا اظہر احمد صاحب

محترم صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب

محترم صاحبزادہ مرزا حنیف احمد صاحب

محترم صاحبزادہ مرزا رفیق احمد صاحب

مغربی جرمنی کی چند انتہائی مفید اور روزمرہ کے استعمال

کی

انگریزی ادویات

۱۔ ریوٹے سی لوکل :۔ خواہ کس قدر اور کہیں سے خون بہہ رہا ہو اس دوائی کے چند قطرے ڈالنے سے خون فوراً بند ہو جاتا ہے۔ اس کا ہر گھر میں، سفر میں، کاروں، بسوں میں اور فرسٹ ایڈ کے بکسوں میں ہونا بہت مفید ثابت ہوگا۔ قیمت فی شیشی .. ـــــ ۶ روپے

۲۔ ایگزالب مرہم :۔ ہر قسم کے ایگزیما اور دھدری وغیرہ کے لئے نہایت موثر اور مفید مرہم ہے۔ قیمت فی ٹیوب ۱۰ گرام .. ـــــ ۶ روپے

۳۔ پوسٹری سال فورٹ مرہم :۔ بواسیر کے لئے بالکل نئے فارمولے کے تحت بنائی گئی ہے۔ قیمت فی ٹیوب ۵۰ ـــــ ۴ روپے

۴۔ افروڈور :۔ عام کمزوری، نیند نہ آنا، کام کرنے کو جی نہ چاہنا۔ طبیعت میں چڑچڑاہٹ، جلد غصہ آنا، ذہنی انتشار، تھکن اور مردانہ بانجھ پن

قیمت ۵۰ گولیوں کی شیشی .. ـــــ ۱۵ روپے

۵۔ ڈواڈالین :۔ موٹاپا دور کرنے اور وزن کم کرنے کے لئے بے ضرر اور نہایت مفید گولیاں عورتوں اور مردوں کے لئے یکساں مفید ہیں۔

قیمت ۷۵ گولیوں کی شیشی .. ـــــ ۱۲ روپے

۶۔ الکیٹ کیپسول :۔ آجکل کی ملاوٹ والی خوراک کھانے کی وجہ سے اور تفکرات کے باعث کمزوری اور سستی ہو جاتی ہے۔ روزانہ دو کیپسول کھانا کھانے کے بعد استعمال کرنے سے صحت برقرار رہتی ہے۔ بچے، مرد اور عورتیں سب استعمال کر سکتے ہیں۔ قیمت ۴۰ کیپسول .. ـــــ ۵ روپے

۷۔ ایم ویلم :۔ یہ خاص شہد سے ٹیکے تیار کئے گئے ہیں۔ جگر کی تمام بیماریوں کے لئے عام کمزوری کے لئے خاص طور پر بڑھاپے کی کمزوری اور دل کی کمزوری کے لئے یہ ٹیکے بہت مفید ہیں۔ ان کے لگانے سے عورتوں کے چہرے پر چھائیوں کو بہت فائدہ ہوتا ہے اور عام رنگت نکھر جاتی ہے۔ یہ ٹیکے کسی ڈاکٹر سے لگوانے چاہئیں۔ قیمت فی ٹیکہ ۵۰ ـــــ ۲ روپے

۸۔ ٹیرگان :۔ ہر قسم کی قبض دور کرنے کے لئے نہایت موثر ہیں۔ قیمت ۳۰ گولیوں کی شیشی ۲۵ ـــــ ۲ روپے

یہ تمام ادویات مغربی جرمنی کی چیدہ چیدہ اور بہت بڑی دواساز کمپنیوں کی بہت مشہور اور تجربہ شدہ ادویات ہیں ہر لحاظ سے قابل اعتبار ہونے کے علاوہ بے حد مفید ہیں۔

نوٹ :۔ اوپر درج شدہ قیمتوں میں محصول ڈاک شامل نہیں۔

شفا میڈیکو چوک ہسپتال لاہور

فون ۳۲۱۱ / ۶۳۶۹۳

[illegible] نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کی

حضرت فضلِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرۃ اور اخلاق عالیہ کی ایک جھلک

○ قبولیتِ دُعا کی چند مثالیں ○ دینی غیرت ○ عزیز و اقارب اور خدام سے حسنِ سلوک
○ دعائیں اور اسلام کی فتح اور پاکستان کی کامیابی پر یقین کامل

درقلم فرمودہ حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کو چار مہینے گزر چکے ہیں۔ لیکن میرے لئے ہنوز روزِ اول ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اس وقت اس شدید اور اچانک زلزلے کی وجہ سے مجھ پر سکتے کا سا عالم تھا۔ اور اب جو اس کیفیت سے نکلی ہوں تو دل و دماغ ماؤف ہیں۔ شعور و یادداشت پر اس قدر کاری ضرب لگی کہ فی الحال آپ کی سیرت عالیہ پر روشنی ڈالنا اور صحیح معنوں میں کچھ لکھنا میرے بس کی بات نہیں۔ جو کچھ بھی لکھنے کی کوشش کرونگی وہ اس کا عشر عشیر بھی نہیں ہو سکتا۔ میری اس حالت میں یہ کوشش صرف اور صرف ایک بزرگ کی حسین خواہش کا احترام ہے۔

قبولیتِ دُعا کی چند مثالیں

مصلح موعود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے مستجاب الدعوات کے صحیح معنی مجھے معلوم نہ تھے۔ اس کے صحیح معنے مجھے اس وقت معلوم ہوئے جب مستجاب الدعوات کا منظر میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور سنا۔ اس کی چند مثالیں عرض کرتی ہوں۔

پارٹیشن سے پہلے کے تمام حالات سب جانتے ہیں کس دور سے گزرے اور کن حالات سے ہمیں دوچار ہونا پڑا؟ حضرت مصلح موعودؓ۔ ہاں وہ جانثارِ اسلام۔ جو دنیا کے کونے کونے میں نہ صرف منصب دینِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) دیکھنا چاہتا تھا بلکہ ہر جگہ اسی کا جھنڈا نصب کرنے کی فکر میں کوشاں رہتا تھا جس کا اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، سونا جاگنا صرف اور صرف خدمتِ دینِ محمدؐ کے لئے ہی وقف تھا۔ ہاں وہ فکر مند بہت تھا! ان دنوں شدید پریشانی کے عالم میں تھا۔ اسے دنیا کے مال و متاع کا غم نہ تھا۔ اسے بیوی بچوں کی پریشانی نہ تھی بلکہ غم تھا تو یہی کہ یہ کیا ہوا" جیس

اعلائے کلمۃ الحق میں روک نہ بن جائے۔ تبلیغی راہیں مسدود نہ ہو جائیں۔ گو کہ آپؓ کو یہ خوب علم تھا کہ جس راستہ پر آپؓ گامزن ہیں وہ راستہ "فالفتح" اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔ لیکن آزمائشیں تو انبیاء پر بھی آتی رہتی ہیں۔ آپ دن رات دعاؤں میں لگے رہتے۔ بسا اوقات میں نے آپ کو گھنٹوں سجدہ ریز سسکیوں کی حالت میں دیکھا۔ آپ کو ان حالات کے متعلق بشارات بھی ملتی رہیں لیکن پھر بھی کرب اور فکر کی کیفیت ضرور تھی۔

صحت کے زمانہ میں آپ کا معمول تھا کہ تمام وقت دفتر میں تنہا اپنے کام میں مصروف رہتے۔ بات کو یا پھر کھانے کے اوقات میں گھروں میں آتے۔

پارٹیشن کے پریشانی کے دنوں کا واقعہ ہے، ایک دن عصر کے وقت آپؓ میرے پاس آئے۔ آپ کی آنکھیں سرخ اور متورم تھیں۔ آواز میں رقت تھی۔ مگر اس پر پورا ضبط کئے ہوئے تھے۔ مجھے فرمانے لگے

"صبح عید ہے میں شاید آپ لوگوں کو عید" دینی بھول جاؤں۔ کام کی مصروفیت غیر معمولی ہے۔ اور مجھے موجودہ حالات کے متعلق شدید گھبراہٹ ہے۔ گو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے میری دعا کو سنا ہے اور اس کا یہ وعدہ ہے کہ "اینما تکونوا یاتِ بکم اللہ جمیعا۔" میں سجدہ کی حالت میں تھا جس وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ بشارت ملی ہے۔ اور مجھے اس پر پورا ایمان ہے۔ لیکن پھر بھی دعا کی سخت ضرورت ہے۔ تم بھی درد سے دعائیں کرو۔ اللہ تعالیٰ تبلیغ کے راستے ہمیشہ کھلے رکھے۔"

میں نے آپ کا یہ الہام و بشارت نوٹ کر لیا۔ اور اس کے پورا ہونے کی منتظر رہنے لگی۔ آج آپ سب دیکھ رہے ہیں کہ وہ دعا اور پھر اس کا جواب جس میں بشارت تھی کس خوبی اور کس خوبصورتی سے پورا ہوا! کس طرح قادیان سے نکلنے کے بعد پھر یہ ساری جمعیت ایک جھنڈے تلے جمع ہوئی اور پھر کس شان و شوکت سے اسلام کی تبلیغ چار دانگ عالم میں پہونچی۔ کس طرح زیادہ سے زیادہ حق کی تڑپ و جستجو رکھنے والے احمدیت کے اس دوسرے مرکز میں جوق در جوق پہونچے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

ایک اور واقعہ زمانہ قریب کا ہے جو اس مستجاب الدعوات کے شانِ نزول کا شاہد ہے۔ پارٹیشن کے بعد خاص مشکلات کا سامنا رہا۔ اسلام دشمنی کے سند یافتہ کب پیچھا چھوڑ سکتے تھے۔ محض اور محض احمدیت کی دشمنی کی بنا پر جب عزیز محترم میاں ناصر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) اور حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قید کر لیا گیا آپ کا پریشان ہونا ایک قدرتی امر تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ اس لحاظ سے ضرور مطمئن تھے کہ میرا بیٹا اور بھائی محض اس جرم میں ماخوذ ہیں کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہیں اور دینِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علمبردار ہیں۔ اور دین کے راستہ میں آزمائش بھی سنت نبوی ہے۔

گرمیوں کے دن تھے اور پھر ربوہ کی گرمی۔ عشاء کے وقت ہم حسب معمول صحن میں تھے۔ باوجود اوپر کی منزل میں ہونے کے گرمی کی شدت میں کمی نہ تھی۔ رات کا کھانا ہم اکٹھے کھا رہے تھے۔ اس دوران میں آپؓ نے گرمی کی شدت اور اس سے بے چینی کا اظہار فرمایا کہ منہ سے بے ساختہ نکل گیا "پتہ نہیں میاں ناصر (خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ) اور میاں صاحب (رضی اللہ عنہ) کا اس گرمی میں کیا حال ہوگا؟ خدا معلوم انہیں وہاں (جیل میں) کوئی سہولت بھی میسر ہے یا نہیں" آپ نے جواباً فرمایا:-

"اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے وہ صرف اس جرم پر ماخوذ ہیں کہ ان کا کوئی جرم نہیں۔ اس لئے مجھے اپنے خدا پر کامل یقین و ایمان ہے کہ وہ جلد ہی ان پر فضل کرے گا۔"

اس کے بعد میں نے دیکھا کہ آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ اور آپ عشاء کی نماز کے لئے کھڑے ہوگئے۔ گریہ و زاری کا وہ منظر میں بھول نہیں سکتی۔ میں اس کیفیت کو قلمبند نہیں کر سکتی۔ جو اس وقت میری آنکھوں نے دیکھا۔ اس گریہ میں تڑپ اور بے قراری بھی تھی۔ اس میں ایمان و یقین کامل کا بھی اظہار تھا۔ اس میں ناز اور نازبرداری کی سی کیفیات بھی تھیں۔ یہی نظارہ پھر میں نے تہجد کے وقت دیکھا۔ اس وقت حضرت مصلح موعودؓ دعائیں بلند آواز سے نہایت عجز اور رقت کے ساتھ مانگ رہے تھے۔ مجھے یوں لگتا تھا کہ ساری فضا سوز اور آپ کے اس درد و کرب میں ڈوبے ہوئے نالہ و شیون نے مجھ میں ایک ایسا ایمان و یقین پیدا کر دیا۔ کہ میں برملا کہنے لگی کہ یہ دعا رائیگاں انشاء اللہ نہیں جائے گی۔ اس نے عرش کے پائے ہلا دیئے ہوں گے۔ ضرور ہی دن چڑھتے چڑھتے اللہ تعالیٰ سنائے گا۔ آپ کی یہ دعا رات کے سکوت میں اس قدر بلند تھی کہ میں سمجھتی تھی کہ یہ آواز محلہ اور گردونواح کے گھروں تک ضرور پہنچی ہوگی۔

چنانچہ جب دن چڑھا اور ناشتہ کا وقت ہوا تو پہلا تار جو ملا وہ یہ خوشخبری لئے ہوئے تھا کہ حضرت میاں صاحب

عزیز محترم میاں ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز ہو چکے ہیں۔

کتنی جلدی میرے خدا نے مجھے قبولیت دعا کا معجزہ دکھایا الحمد للہ ۔ نادان دشمن اپنا یہ حربہ استعمال کر کے خوش تھا کہ وہ آپ کی عزت پر اس طور سے حرف گیر تو ہوا۔ لیکن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے انا الحق کے جرم میں دار پر چڑھ کر وہ رتبہ پایا کہ دشمن ہمیشہ کے لئے خائب و خاسر ہو کر رہ گیا۔

حضرت اقدس کا پہلا خط

حضرت اقدس کا پہلا خط جو آپ نے نکاح کے بعد مجھے لکھا وہ مختلف نصائح پر مشتمل تھا۔ اس میں جو پہلی نصیحت آپ نے فرمائی تھی وہ یہ تھی کہ:۔

"سپاہیوں کی بیویاں سادہ ہوا کرتی ہیں۔ تمہارے اماں ابا اپنی محبت و شفقت سے مجبور ہو کر اگر تمہارے رخصتانہ کی تیاری میں غیر معمولی اسراف کریں اور جہیز وغیرہ کی تیاری میں اس حد تک بڑھیں کہ وہ زیر بار ہو جائیں تو تم ان کو ایسا نہ کرنے دینا۔ اگر وہ ایسا کریں تو تم صفائی سے اس جہیز کو ہاتھ لگانے سے انکار کر دینا۔ سوا اس کے کہ جو سہولت سے گھر میں میسر آئے۔ مجھے یہ خیال آیا کہ ہو سکتا ہے کہ میری وجہ سے اہمیت دیتے ہوئے وہ رخصتانہ کی تیاری کو اپنے لئے پریشانی کا موجب بنا لیں۔ اس لئے تم اس کا خیال رکھنا یہ خدا تعالےٰ کو پسند نہیں۔"

مگر آج موجودہ دور میں ہمیں جگہ جگہ اس کے خلاف مثالیں نظر آنے لگی ہیں جن کا سدباب ضروری ہے۔

عبادت کا احترام

ایک دفعہ حضرت اقدسؓ ہم لوگوں کو راجپورہ (قادیان) پکنک کے لئے لے گئے۔ دریا، سبز کھیتوں اور شکار وغیرہ سے ہم لوگ خوب محظوظ ہوئے خود ساتھ سے جا کر شکار کر کے تماشہ نہ لگاتے رہے۔ جتنی دیر ہم پکنک کے لئے ٹھہرے آپ نے نہ صرف اپنے گھر والوں کا ہی خیال رکھا بلکہ کام کرنے والوں کا اس حد تک خیال کرتے رہے۔ کہ اپنے ہاتھ سے کھانے پینے کی اشیاء اٹھا اٹھا کر ان لوگوں کو دیتے۔ اور ہمیں ساتھ ساتھ نصیحت فرماتے۔ کہ ان کام کرنے والوں کا خاص خیال رکھا کرو۔ اور انہیں پوری طرح آزادی دو کہ یہ لوگ بھی پکنک ہماری طرح "منائے" کریں۔

جب ہم تمام شکار اور نشانہ بازی سے فارغ ہوئے تو نماز کا وقت تھا۔ آپ نماز پڑھانے مردوں کے ساتھ ہم سے ذرا دور ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔ چونکہ پردے کا انتظام نہیں ہو سکا تھا اس لئے ہم لوگ سبز کھیتوں کی اوٹ میں ہو کر الگ نماز پڑھنے لگے۔ جب ہم نماز سے فارغ ہوتے تو ہمیں اس بات کا خیال ہی نہ رہا کہ ابھی مرد نماز پڑھ رہے ہیں۔۔۔۔۔ اور دوسرے یہ بات بھی تھی کہ ہمارا اور مردوں کا فاصلہ بھی تھا۔ ہم میں سے کوئی کسی بات پر ہنسا اور ہنسی کی آواز آپ تک پہنچ گئی۔ نماز سے فراغت کے بعد آپ تشریف لائے۔ اور آپ نے اس پر ناپسندیدگی کا اظہار اس حد تک کیا کہ کم از کم دو گھنٹے تک آپ ہم لوگوں سے ریزرو رہے۔ جب آپ کی ناراضگی کی کیفیت دور ہوئی۔ تو میں نے کہا۔ اب کم از کم میں پکنک کے لئے پھر نہیں آؤں گی۔ اگر تمام دن کی تفریح کے بعد اس طرح کی بدمزگی انجام میں ہو تو پھر کیا فائدہ؟ خواہ مخواہ آپ کو تکلیف ہوئی۔ اس پر آپ ہنس پڑے اور فرمانے لگے۔ تم بیسیوں دفعہ میرے ساتھ پکنک پر آؤ گی۔ اور میں بیسیوں دفعہ تم لوگوں کو سیر و تفریح کے لئے لے کر جاؤں گا۔ مگر جہاں عبادت کا سوال ہو گا وہاں عبادت کا احترام مقدم۔ جہاں دین اور سلسلے کا سوال ہو گا وہاں پوری سنجیدگی اور اس کا احترام سب سے افضل اور اس کے لئے حمیت اور اہمیت تمام باتوں پر سبقت لے جائیگی۔ اس قسم کی کوتاہیاں میرے لئے حقیقت میں ناقابل برداشت ہیں۔

تحریک جدید کے ماتحت
ایک کھانا کھانے کا التزام

ڈلہوزی کا واقعہ ہے کہ آپ میز پر کھانا کھانے کے لئے تشریف لائے۔ تھوڑی دیر میں کیا دیکھتی ہوں کہ آپ خاموشی سے بغیر کھانا کھائے اپنے کمرہ میں چلے گئے۔ میں کچھ نہ سمجھ سکی کہ آپ کی ناراضگی کی وجہ کیا ہے ہم سب حیران تھے کہ اب پھر تمام دن فاقہ میں رہیں گے۔ اور کام کی اس قدر بھرمار ہے کہیں آپ کو ضعف نہ ہو جائے۔ آخر میرے پوچھنے پر حضرت بڑی آپا جان رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ حضرت اقدسؓ نے اپنے کمرہ میں جا کر چٹ بھجوائی ہے کہ میں نے تحریک جدید کے ماتحت روکا ہوا ہے کہ میز پر صرف ایک ڈش ہوا کرے۔ آج میں نے ایک کی بجائے تین ڈش دیکھے ہیں۔ ایسا کیوں ہے میں کھانا ہرگز نہیں کھاؤں گا۔

دراصل بات یہ تھی کہ ہم لوگ اس تحریک کے بعد ایک ہی ڈش دستر خوان پر رکھا کرتے تھے۔ لیکن بعض اوقات وہ ڈش حسب پسند نہ ہوتا کبھی نمک مرچ وغیرہ میں یا پکنے میں کمی بیشی رہ جاتی۔ تو ہم لوگ صرف اس خیال سے احتیاطاً ایک کی بجائے دو ڈش حضرت اقدسؓ کے لئے کر لیتے۔ کہ اگر ایک چیز ناپسند ہوئی تو دوسری سامنے رکھ دیں گے۔ مقصد یہ ہوتا تھا کہ حضور کچھ نہ کچھ کھا لیں۔ یہ نہ ہو کہ ایک ڈش ناپسند ہونے پر کھانا ہی چھوڑ دیں۔ آپ اس میں اتنے سخت گیر تھے کہ اپنے لئے اس پر بھی ہمیں دوسرے کھانے کی اجازت نہ دی۔ بعد میں حالات ہی ایسے ہو گئے تھے کہ ہمیں مجبوراً ایک سے زیادہ ڈش کرنے پڑتے۔ کیونکہ حضرت اقدس کی طبیعت دن بدن کمزور ہوتی چلی گئی آپ کے لئے پرہیزی کھانا ہوا کرتا اور وہ لازماً ایک سے زیادہ ڈشز پر ہوتا۔

ملازمین کے ساتھ حضور کا سلوک

ڈلہوزی ہی کی بات ہے کہ حضورؓ نے اپنے کام کے لئے ایک لڑکا رکھا ہوا تھا جس کا کام یہ تھا کہ وہ باہر سے پیغامات ڈاک وغیرہ لا کر حضور کو دیتا۔ اور پھر آپؓ کے کمرہ کے باہر بیٹھ جاتا۔ اس کے لئے حضور کی بڑی خواہش تھی کہ وہ لڑکا پڑھے۔ اس کی اچھی تربیت ہو۔ ہم لوگوں کو ہدایت تھی کہ تم لوگ قاعدہ یسرنا القرآن اسے شروع کراؤ، نماز سکھاؤ۔ جب یہ قرآن کریم ختم کرلے تو اسے سکول کی باقاعدہ تعلیم دی جانے گی مگر وہ لڑکا کچھ عجیب فطرت کا مالک تھا۔ نہ پیار و نرمی اسے متاثر کرتی نہ سختی۔ روزانہ باہر سے اس کی کوئی نہ کوئی شکایت آتی۔ باہر کے عملہ کو ستانا۔ غلط بیانی کرنا پڑھنے کی طرف بالکل توجہ نہ کرنا وغیرہ۔ کافی لمبے عرصہ تک اس کا یہی وطیرہ رہا۔ حضرت اقدسؓ اس کی تمام شکایات سنتے۔ اور یہی فرماتے یہ لوگ بے وطن ہیں اور غریب ہیں۔ البتہ راہ راست پر آجائے گا۔

ایک دن اس لڑکے نے انتہا کر دی۔ باہر کے عملہ میں سے ایک معقول اور معمر شخص کی گستاخی کی۔ اور پھر جھوٹ اور دھوکے سے کام لیا۔ حضرت اقدسؓ کو یہ بات از حد ناگوار تھی کہ کوئی اپنے سے بڑی عمر والے کے سامنے بدتمیزی اور بدتہذیبی کا مظاہرہ کرے۔ اور پھر جھوٹ اور غلط بیانی ناقابل برداشت تھی۔ اس لڑکے کے متعلق جو آپ نے اس کی اس قدر شکایات کے باوجود خاموشی اختیار کئے رکھی وہ صرف ایک رحم لئے ہوئے تھی کہ وہ غریب ہے اور پھر اپنا وطن چھوڑ کر حالات کی مجبوری کی وجہ سے آیا ہے۔ تیسرے آپ دل سے چاہتے تھے کہ اچھی تعلیم و تربیت سے اس کی بھلائی ہو جائے۔

آخر آپ نے اسے بلا کر باہر کی شکایت کی تحقیق کی۔ اس کی غلطی ثابت ہوئی۔ اس وقت آپ کا غصہ انتہائی عروج پر تھا آپ نے اسے دو چھڑیاں لگائیں اور توبہ کروائی۔ دو چھڑیاں کھانے کے بعد وہ لڑکا ایسا سیدھا ہوا کہ پھر اس سے کوئی شکایت نہ ہوئی۔ آجکل بفضلہ تعالےٰ خوشحالی کی زندگی بسر کر رہا ہے۔

اس تمام عرصہ میں میں نے آپ کا یہ غصہ دیکھا اور یہی ایک تادیبی بار جو صرف اور صرف دو چھڑیوں پر ہی منحصر تھی اس سے پہلے اور پھر اس کے بعد میں نے کبھی کسی خادم پر ہاتھ اٹھاتے ناراض ہوتے اس رنگ میں نہیں کبھی نہیں دیکھا۔

ہم لوگ باہم بیٹھے ایک دفعہ گھر وں میں کام کرنے والوں کے متعلق معمولی قسم کا تبادلہ خیال کر رہے تھے۔ موضوع یہ تھا کہ یہ لوگ باوجود ہر چیز میسر ہونے کے دیانتداری سے کیوں کام نہیں لیتے جبکہ ان کو تاکید کی ہوتی ہے۔ کہ اگر کسی چیز کی زائد ضرورت ہو۔ تو تم لوگ کہہ کر لے لیا کرو وغیرہ۔ آپؓ دوسرے کمرہ میں کام کر رہے تھے۔ ہماری باتوں کی آواز ان کے کان میں پڑ گئی۔ آپؓ نے فرمایا

"کیا بیان تم لوگ کر رہے ہو تم لوگوں کا یہ طریق ان کی اصلاح کا موجب نہیں ہو سکتا۔ یا تو ان کی اصلاح کی صحیح راہ اختیار کرو۔ اگر سمجھانے کے بعد بھی وہ ایسا ہی رویہ اختیار کرتے ہیں۔ تو تم لوگ ان کے متعلق اس طریق پر باتیں نہ کرو تم لوگ یہ کیوں نہیں سمجھتے کہ آخر یہ لوگ جو کام کرنے والے اور ہم ایک ہی طرح کی خدا تعالےٰ کی مخلوق ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کی ذات انتہائی رحیم ہے۔ ان کا یہ حال کیوں ہوا کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ گرمی سردی میں باورچی خانہ وغیرہ کی تپش کے

سامنے ہوتے ہیں — تمہیں ان لوگوں کی اصلاح کرنی چاہیئے مگر پیار و محبت اور نرمی سے — اور دلداری سے نہ کہ یوں بیٹھ کر ان کے خلاف اس طریق پر باتیں کرنا! تمہارا یہ طریق بھی خدا تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ ہے۔"

تادیب میں محبت وہمدردی کا پہلو

کوٹھی میں ایک دفعہ دفتر کے عملہ میں سے ایک شخص سے کوئی غلطی اس طرح ہو گئی جو ان کی لاپرواہی پر دلالت کرتی تھی۔ اور کام کوئی اہم ہی تھا۔ حضرت اقدسؓ ان سے بذاتِ خود کھڑے باز پرس اور تحقیق فرما رہے تھے۔ آپؓ ان کو غصے میں غالباً صرف اسی قدر فرمایا اسی طرح کھڑے رہیں میں ایسے کوئی کام نہیں لوں گا — یہ کہہ کر حضور خود اندر تشریف لے آئے اور آ کر اپنے کام میں حسبِ معمول مصروف ہو گئے۔ آپ تقریباً ڈیڑھ دو گھنٹے مسلسل اسی طرح میز پر جھکے ہوئے کام کرتے رہے — اسی دوران میں اچانک بارش آ گئی اور موسلا دھار برسنے لگی مجھے کسی طرح سے پتہ چلا کر عملے میں سے کوئی شخص جس پر کہ حضرت اقدسؓ تھوڑی دیر ہوئی ناراض ہوئے وہ بارش میں کھڑے بھیگ رہے ہیں — مجھے اس خیال سے پریشانی ہوئی — لیکن دل میں یہ پورا یقین تھا کہ حضورؓ کا اس قسم کا قطعاً کوئی آرڈر نہیں ہو گا۔ غصے میں سرسری بات بھی ہو گی اور پھر کام میں مصروف ہو جانے کے بعد آپ کو یاد بھی نہیں رہا ہو گا۔

میں بھاگی ہوئی حضرت اقدسؓ کے پاس پہنچی۔ چائے کا وقت تھا۔ ایک تو خود آپ کو چائے بھی دینی تھی دوسرے اس وقت ان بھیگتے ہوئے شخص کے متعلق بھی مجھے کچھ کہنا تھا۔ میں نے آپ کی طرف چائے کی پیالی بڑھاتے ہوئے اس بھیگتے ہوئے شخص کے متعلق تفصیلی بات کر دی — اور پھر جلدی سے دریافت کیا کہ کیا میں اسے جلدی سے چائے بھیج دوں؟ انہیں سردی لگ جائیگی اور کیا وہ اپنے گھروں میں چلے جائیں؟ — میری اتنی بات کہنا تھا کہ آپ گھبرا کر انا للہ وانا الیہ راجعون کہتے ہوئے میز سے اٹھے۔ چائے کی پیالی وہیں رکھ دی اور فرمایا میرے اس طور پر ناراضگی کے اظہار کا یہ مطلب تو نہیں تھا کہ وہ اس طرح دروازہ پر کھڑے بارش میں بھیگتے رہیں — جلدی کرو انہیں کہو کہ وہ بھیگا لباس فوراً تبدیل کریں — چائے بھیجو۔ باہر کہو ان کے کمرہ کو گرم کرنے کا فوری انتظام کریں۔ وغیرہ۔

اب دیکھیں! آپؓ تربیت کرتے ہیں — تادیب کرتے ہیں مگر اس میں کس قدر پیار و محبت اور ہمدردی کا پہلو نمایاں ہوتا ہے۔ بالکل اس طرح جس طرح ایک باپ اپنی اولاد کی کرتا ہے — بلکہ ان معنوں میں آپؓ کا وجود ایک باپ سے بھی کہیں بڑھ کر تھا۔

کسی صاحب کو ان کی غلطی کی وجہ سے غالباً "اخراج" کا حکم تھا — انہوں نے تھوڑے عرصہ کے بعد اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور بار بار معافی کی درخواستیں پوسٹل ڈاک سے آنے لگیں۔ میں نے ڈاک میں سے وہ خطوط آپ کو پیش کر کے کہا کہ سلسلہ کے معاملہ میں اگرچہ مجھے کچھ کہنے کا حق نہیں لیکن ان کی اس قدر منتیں اور بیقراری جس میں انہوں نے بار بار اپنی غلطی کا اعتراف کر رکھا ہے دیکھ کر میں آپ سے ان کی معافی کے لئے درخواست کر سکتی ہوں تاہم اس سے پہلے بھی ان کی درخواستیں آپ کی نظر سے گزر چکی تھیں۔ آپؓ پہلے تو میری اس اپیل پر تبسم ہوئے پھر سنجیدہ ہو گئے اور فرمایا جب ہم اس قسم کی تادیبی کارروائی کسی کے لئے کرتے ہیں اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ہم اسے اپنے سے کاٹ دینا چاہتے ہیں۔ اس دوران میں ایسے لوگ جن کے لئے مجبوراً یہ حکم صادر کرنا پڑتا ہے غرض یہی ہوتی ہے کہ ان کی اصلاح ہو جائے اور خدا تعالیٰ ان کو ضائع نہ کرے۔ مجھے ان کے لئے یہ فیصلہ دیتے ہوئے روحانی اذیت ہوتی ہے اور میں اس دوران میں ان کی بھلائی اور اصلاح کے لئے دعائیں بھی کرتا ہوں اور شدید خواہش ان کے لئے یہی ہوتی ہے کہ وہ حق سے روگردانی نہ کریں — پھر اس کے بعد آپ نے باغ کی مثال دی کہ باغ کے ناقص پودوں کی پہلے نگہداشت کی جاتی ہے اگر وہ پودا پھر بھی درست نہ ہو تو پھر گلے سڑے پودے اکھاڑنے پڑتے ہیں۔ اس ڈر اور خیال کی وجہ سے کہ اس سے تندرست پودے اثر انداز ہوں گے۔ یہی حال جماعت کے افراد کا بھی ہے — اس بات کے کرنے کے دوران میں آپؓ کے چہرے کی رنگت کو بار بار متغیر ہوتے دیکھ رہی تھی آپ کا چہرہ سُرخ تھا اور آواز میں درد اور پیار کے دونوں پہلو نمایاں تھے — اور پھر تحقیق کے بعد آپ نے انہیں معاف فرما دیا۔

عزیزوں سے سلوک

غالباً ۴۴ء کا ہی ذکر ہے کہ آپؓ کو ڈلہوزی "راشمی" میں حضرت میاں بشیر احمد صاحبؓ کی اچانک بیماری کی اطلاع ملی سلسلہ کے کاموں میں انتہائی طور پر مصروف ہوتے مجھ پر یہی اثر تھا (ابتداء میں) کہ آپ کو صرف اور صرف ایک لگن ہے تو اللہ تعالیٰ کی یا پھر دینی مصروفیتوں سے اس حد تک عشق ہے کہ اس کے سوا باقی کام کچھ ہیچ ہے لیکن جب حضرت میاں صاحبؓ کی بیماری کی اطلاع آئی میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ پھر اس خبر سے اس قدر بیقرار ہوئے جس طرح ایک ماں اپنے بچے کی تکلیف پر بے چین ہوتی ہے۔ اس حد تک کہ پھر سوائے حضرت ام المومنین حضرت اماں جانؓ کے اور کسی کو جاتے ہوئے مل نہ سکے۔ خود بخود ہی تمام گھر آپ کو الوداع کرنے دروازہ تک گیا۔ "راشمی" دو منزلی کوٹھی تھی۔ میں یہ سب منظر اوپر بیٹھی اپنے کمرہ کی کھڑکی میں سے دیکھ رہی تھی۔ باوجود چاہنے کے — غیر معمولی حجاب اس بات کے مانع رہا کہ میں بھی جا کر حضرت اقدسؓ کو الوداع کہوں — آپ تشریف لے گئے۔ قادیان پہنچتے ہی آپ کو اطلاع ملی کہ حضرت میاں صاحبؓ کی طبیعت نسبتاً بہتر ہے۔ آپ نے تین دن وہاں قیام کیا (غالباً) آپ نے وہاں سے مجھے خط لکھا اس میں جہاں حضرت میاں صاحبؓ کی بیماری اور پھر روبصحت ہونے کی اطلاع دی وہاں مجھ سے اس گھبراہٹ میں نہ مل کر جانے کا افسوس اور پھر میرے آپ کو تمام گھر کے ساتھ الوداع نہ کرنے کا شکوہ بھی کیا۔ اور پھر آخر میں یہ بھی لکھا کہ غالباً حجاب ہی مانع ہو گا —

مجھے خط پڑھ کر تعجب ہوا کہ آپ کی نگاہیں کس قدر دور بین ہیں آپ سب کچھ کس قدر صحیح "سمجھتے" ہیں — آپؓ اپنے بہن بھائیوں۔ عزیزوں کے لئے کس قدر خوبصورت محبت کرنے والا اور ہمدرد دل رکھتے ہیں — اور پھر بیوی ہونے کی حیثیت سے میری کس طرح دلداری کی؟ اور میری کوتاہی کا اظہار بھی کس خوبصورت طریق پر کیا اور کوتاہی کی وجہ بھی کتنی صحیح آپؓ نے سمجھی!

غالباً سندھ کا سفر تھا۔ رات ہم لاہور ٹھہرے (محترم شیخ بشیر احمد صاحب کے ہاں) ایک بڑا کمرہ تھا جس میں ہم سب اکٹھے ٹھہرے اس سفر میں عزیزہ محترمہ ناصرہ بیگم ہمارے ساتھ تھیں (ہماری بڑی بیٹی) رات جب ہم سونے لگے تو حسبِ معمول روشنی گل کر دی حضرت اقدسؓ کو اور خود مجھے بھی رات اندھیرا کر کے سونے کی عادت ہے۔ ہم اس بات سے لاعلم تھے کہ ناصرہ بیگم رات سونے کے دوران روشنی ضرور رکھتی ہیں — تھوڑی دیر کی معمولی جھپکی لینے کے بعد اچانک ناصرہ بیگم کی زور سے آواز (جس میں شدید خوف و ہراس شامل تھا) ابا جان! ابا جان! آ گئی — آپ گھبرا کر چارپائی سے اٹھے اور "کیا ہے بیٹے" کہتے ہوئے جلدی سے روشنی کی۔ آپ کے پوچھنے پر ناصرہ بیگم نے بتایا کہ اندھیرے میں وہ سو نہیں سکتیں اور اگر آنکھ لگ جائے تو وہ ڈر جایا کرتی ہیں — اس پر آپ نے تمام رات روشنی رکھی۔ خود تکلیف اٹھائی مگر بچے کی تکلیف گوارہ نہ تھی — ادھر ناصرہ بیگم نے بھی (میرا جہاں تک خیال ہے) حضرت اقدسؓ کے احترام محبت کے آپ کی تکلیف کا خیال ہونے سے پہلے اپنی اس عادت کا اظہار دانستہ نہ کیا۔ اتنی شدید محبت ہونے کے باوجود اپنے بچوں کی تربیت و اصلاح اور دینی معاملات میں کوتاہی کو کبھی برداشت نہ کیا۔

ہومیوپیتھک سے دلچسپی

ہومیوپیتھک سے کافی دلچسپی تھی بے شمار ادویہ سے الماریاں بھری رہتیں علاوہ اپنے تمام گھروں کی پبلک بھی ہر وقت بوقت ضرورت آپؓ سے مشورہ لیتی اور ادویہ لے جاتی۔ اب سب کا معمول یہ تھا کہ گرمی دیکھتی نہ سردی — دن دیکھتی نہ رات رجب اور جس وقت کسی کو ضرورت پڑتی دوائی کے لئے لوگ چلے آتے۔ اس حد تک کہ لوگوں نے کبھی یہ نہ سوچا تھا کہ اس وقت آپ کے آرام کا وقت ہے یا سلسلہ کے کام میں مصروف ہوں گے یا یہ وقت کھانے کا ہے۔ بلالحاظ و امتیاز لوگ آتے تھے اور دوائیاں لے جاتے۔ بعض اوقات شدت کی گرمی میں رات بارہ بجے اور ایک بجے بھی ضرورت مند آ جاتے۔ اس وقت اس گرمی میں اندر جا کر الماریوں میں سے دوائیاں نکالنا اور بنانا میرے نزدیک تو اک کارِ دارد تھا۔ اور میں بعض دفعہ اس خیال سے کہ آپ کو تکلیف ہو گی چڑ بھی جاتی۔ لیکن میں آپ کو دیکھتی کہ باوجود تکان کے۔ باوجود طبیعت کی خرابی کے آپ اس ضرورت مند کے لئے فوراً اٹھ کھڑے ہوتے اور دوائی

اپنے ہاتھ سے بند کر دیتے۔ کھانا چھوڑ کر دوائی دینے کھڑے ہو جاتے۔ کئی دفعہ رات سوتے ہوئے بھی آپ کو اٹھنا پڑا۔ بارہا ان جاتی لیکن آپ اسی طرح خندہ پیشانی سے اپنی نیند خراب کرتے اپنی بھوک خراب کرتے لیکن ضرورت مند کی یہ ضرورت اسی وقت پوری کرتے — اندر جذبہ جو کار فرما تھا وہ یہی کہ پوری انسانیت کی ہمدردی بھلائی تھی۔ آپ نے روحانی علاج اور جسمانی دونوں ساتھ ساتھ کئے — دوائی دینے کے بعد پھر آپ ایسے بیماروں کے متعلق استفسار فرماتے کہ فلاں دوائی استعمال کرنے کے بعد اب فلاں مریض کی طبیعت کیسی ہے؟

ایک مریضہ جس کے جسم پر عام پھنسیاں تھیں اور اس کا کہنا تھا کہ بے شمار علاج کر دیکھے ہیں کوئی افاقہ نہیں ہوا۔ آپ نے غالباً صرف ایک ہفتہ ہی اس کا علاج کیا جس سے اسے خدا کے فضل سے شفا ہو گئی۔ ایک دوسرا مریض جسے گردے کی پتھری کی شدید تکلیف تھی اور ڈاکٹر کے مسلسل علاج کے باوجود اس مریض کی طبیعت دن بدن دگرگوں ہوتی جا رہی تھی۔ ڈاکٹر نے اسے آخری علاج اپریشن تجویز کیا۔ وہ مریض حضور کے پاس آیا۔ دوائی اور دعا کے لئے درخواست کی۔ آپ نے دوائی بھی دی کچھ لازمی پرہیز بتائے اور دعا بھی آپ فرماتے رہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ وہ مریض صرف ایک ماہ کے علاج سے تندرست ہو گیا۔ اور اب تک بفضلہ تعالیٰ پوری صحت میں ہے — آپ ہمیں نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ اگر تم لوگ اپنے اندر خدمت خلق اور بھلائی کا جذبہ صحیح رنگ میں پیدا کر دو گے تو پھر تمہیں سردی اور گرمی آرام و راحت کا احساس بھی مٹ جائے گا۔ تم لوگ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے محبت کرو۔ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا

ایک شدید مخالف سلسلہ سے حسن سلوک

ایک مشہور صاحب جنہوں نے آپ کی مخالفت میں اپنی تمام عمر ختم کی۔ اپنی تقریر و تحریر میں جس طرح بھی بن پڑا انہوں نے مخالفت اور دشمنی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہونے دیا۔ ایک دفعہ ہم مری کا سیزن گزارنے گئے ہوئے تھے ان دنوں اتفاق وہ صاحب بھی مری میں صاحب فراش تھے ایک تو عمر کا تقاضا تھا۔ دوسرے عوارض بھی سخت تھے۔ جونہی آپ نے ان کی اس حالت کے متعلق سنا آپ نے فوراً حضرت ڈاکٹر صاحب کو ان کی بیمار پرسی کے لئے بھجوا دیا اور ان کے لئے پرہیزی کھانے تک بھجوائے اور پھر ڈاکٹر صاحب سے فرمایا کہ آپ بھی اگر وہ پسند کریں تو انکے لئے کوئی حسب حال دوائی تجویز کر دیں۔ اور بار بار آپ ان کی کسمپرسی پر تاسف فرماتے تھے۔

اہل خانہ سے سلوک

"ڈلہوزی" برف باری کے بعد ہم لوگ حضرت اقدسؓ کی معیت میں ذرا تفریح کے لئے باہر نکلے۔ میں نے آپؓ سے کہا چلیں برف میں دوڑ لگاتے ہیں۔ دیکھیں کون آگے نکلتا ہے۔ چنانچہ ہم تینوں نے (حضرت اقدسؓ خاکسار اور چھوٹی آپا) دوڑ لگائی۔ میں سب سے آگے نکل گئی۔ میرے بعد آپ کا نمبر تھا۔ خوب ہنسے اور محظوظ ہوئے۔ "پارٹیشن" کے بعد ہم سندھ کے سفر پر گئے۔ ایک دن سیر کے لئے باغ (ناصر آباد) میں جا رہے تھے وہ باغ خاصا بڑا ہے۔ اور باپردہ ہے۔ چہل قدمی کے دوران میں نے آپ سے کہا کہ چلیں گھاس پر دوڑ لگائیں۔ آپ مسکرائے اور پھر میرے ساتھ دوڑنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اب جو ہم دونوں نے دوڑ لگائی تو میں آپ سے چار پانچ گز پیچھے رہ گئی۔ آپ کھکھلا کر ہنسے اور استہزاءً فرمایا کہ لو سمجھا! بدلہ ہونے کی کوئی بات نہیں یہ "ڈلہوزی" برف کی دوڑ کا بدلہ ہے جب تم جیت گئی تھیں آج ہم جیتے۔ اور گھر پہنچ کر سب کو بتایا کہ آج یہ دوڑ میں ہار گئیں۔

میرے گلے کا اپریشن تھا۔ آپ کو غیر معمولی گھبراہٹ تھی۔ لاہور جانے سے پہلے آپ نے میرے گھر میں تین بکرے صدقہ ذبح کروائے۔ مجھے حیرت تھی کہ آخر اس قدر معمولی اپریشن پر آپ اتنے پریشان کیوں ہیں۔ میرے ابا جان کو دعا کے لئے لکھا اور تار دے کر بلوایا۔ میں نے ہنستے ہوئے آپ سے کہا کہ اس قدر معمولی اپریشن پر پریشانی کی وجہ تو مجھے کوئی نظر نہیں آتی۔ آپ نے فرمایا تم سمجھ نہیں سکتیں کہ یہ وہی دن ہیں۔ جن میں ام طاہرؓ (حضرت پھوپھی جان رضی اللہ عنہا) کا اپریشن ہوا تھا۔ اور وہی ہاسپٹل ہے۔ گو دعا اور صدقات کے بعد تسکین ہے۔ لیکن وقتی پریشانی ضرور ہے۔ آپ اس وقت تک لاہور میں ٹھہرے رہے۔ جب تک میں ہاسپٹل سے نہیں آئی۔ اس دوران روزانہ ہاسپٹل میرے پاس آتے رہے — میری صحت ہونے پر سندھ کے دورہ کا پروگرام تھا۔ سندھ کا تمام سفر چونکہ ریگستان ہی ہے۔ راستے میں مٹی گرد و غبار کے خیال سے مجھے "ایرکنڈیشن" میں لے کر گئے۔ آگے اسٹیشن سے گھر تک بیل گاڑیوں میں جانا تھا۔ میں نے کہا کہ آپنے "ایرکنڈیشن" اس لئے کر دیا تھا کہ میرے گلے کے اپریشن پر مٹی گرد اثر انداز نہ ہو لیکن آگے تو تمام راستہ مٹی ریت ہی ہو گی۔ فرمایا میں ابھی اس کا انتظام کرتا ہوں۔ بیل گاڑیوں پر تمام کپڑے وغیرہ بندھے تھے اور چھتوں پر بھی دبیز چادریں تھیں۔ آپ نے اپنی جیب سے رومال نکالا وہ بھگو کر مجھے دیا کہ ناک پر رکھ لو۔ پھر اس کے بعد ایک تولیا بھگو کر دیا کہ ساتھ ساتھ مٹی صاف کرتی جاؤ۔

قادیان میں ایک دفعہ عزیزہ جمیل بہت بیمار ہو گئیں۔ ان کی تیمارداری میں تین دن متواتر رات دن جاگتے سے میری طبیعت خراب ہو گئی۔ کسی نے جا کر میرے متعلق بتایا کہ اس تیمارداری میں ان کی اتنی طبیعت خراب ہے کہ آنکھیں سوجی ہوئی ہیں۔ تھوڑی ہی دیر میں دیکھتی کیا ہوں کہ خود بھاگے چلے آ رہے ہیں۔ دفتر سے نکلتے ہوئے باہر فون پر نرس بلانے کی ہدایت بھی کرتے آئے اور آتے ہی مجھے فرمایا کہ تم نے مجھے کیوں نہ اطلاع دی؟ بیمار کے ساتھ ساتھ تمہاری صحت کی بھی اشد ضرورت ہے۔ اور پھر جب نرس آ گئی تو آپ نے اسے عزیزہ جمیل کی دیکھ بھال پر مقرر کر کے اسے یہ بھی تاکیدی حکم دیا کہ وہ مجھے اپنے کمرہ سے باہر نہ آنے دے اور یہ کہ کر مجھے میرے کمرہ میں اس ہدایت کے ساتھ چھوڑ گئے کہ تم نے سونے کی کوشش کرنی ہے اور شام تک ہرگز کمرہ سے باہر نہیں نکلنا۔ پھر نرس سے تھوڑے تھوڑے وقفہ سے میرے متعلق دریافت فرماتے رہے کہ مجھے نیند آئی ہے یا نہیں؟ اور پھر ہومیوپیتھک نیند کی دوائی لے کر میرے پاس آئے اور دعا کے بعد وہ دوائی مجھے پلائی۔

عزیزہ جمیل بہت چھوٹی عمر میں تھیں جب حضرت پھوپھی جان رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی۔ جمیل مجھ سے اس قدر مانوس تھیں کہ یہ میرے ساتھ ہی سویا کرتی تھیں اس حد تک کہ ایک دفعہ معمولاً جمیل میرے ساتھ سو رہی تھیں تو اس دوران میرے گھر آئے اور آپ نے فرمایا کہ اب جمیل کو الگ بستر پر سلایا کرو۔ صحت کے لحاظ سے دونوں کے لئے درست نہیں۔ اور اب جمیل میں خود اعتمادی پیدا کرنی چاہئے۔ شروع میں تم دونوں کو اس کا احساس ہو گا جمیل کی چارپائی اپنے قریب رکھوا دو پھر وہ آہستہ آہستہ اس کی عادی ہو جائے گی۔ گرمی کے دنوں میں ایک دفعہ بخار سے میں بیمار ہو گئی۔ ایک دن ٹمپریچر ۱۰۵ تک پہنچ گیا اور ہذیان شروع ہو گیا۔ آپ کو کسی طرح پتہ چلا۔ اس گرمی کی شدت میں آپ جلدی سے اوپر سے میرے پاس آئے۔ آپ ایسی شدید گھبراہٹ میں نیچے اترے کہ پاؤں میں سلیپر تک نہ پہنے اور گرمی کی پرواہ کی۔ ڈاکٹر صاحب کو بلایا اور وقت تک میرے پاس سے چلے نہیں جب تک کہ پانی پٹی وغیرہ سے بخار کم نہیں ہو گیا۔ اس دوران ہومیوپیتھک ادویہ وقفے کے ساتھ اپنے ہاتھ سے مجھے دیتے رہے میرے ہوش پر فرمایا کہ سخت بخار کی اطلاع تو کی ہوتی اور پھر میری اماں کو کہا کہ کم از کم اگر انہوں نے مجھے اطلاع نہیں کی تھی تو آپ مجھے کہلا بھیجتیں۔

مجھے بچپن سے ہی گرمی برداشت نہیں۔ آپ کی صحت کے زمانہ میں کام کی اور نوعیت تھی۔ جس طرح آپ سلسلہ کے کاموں میں مصروف رہتے اسی طرح ہم لوگ آپ کے ساتھ کام میں مصروف ہوتے — اور یہ مصروفیت صبح سے لیکر ظہر کی نماز تک مسلسل رہتی۔ کمرہ سے دفتر کے دروازہ تک پیغامات اور ڈاک کے سلسلہ میں بار بار ہم لوگوں کو جانا پڑتا۔ اس وقت قصر خلافت میں ہم لوگ نئے نئے شفٹ کئے ہوئے تھے مجھے مسلسل کام کے چکروں میں دھوپ کی شدت کی وجہ سے بخار ہو گیا۔ آپ نے اسی وقت برآمدہ سے دفتر کے دروازہ تک گیلری پر چھت ڈالنے کا حکم دیا۔

آپ باوجود چوبیس گھنٹے سلسلے کے کام میں مصروفیت کے اور اپنی صحت کی کمزوری کے۔ بے شمار ذمہ داریوں کے باوجود جب موقع ملتا۔ بیویوں کے ساتھ گھر کے کام میں ضرور مدد کرواتے خواہ ہم لوگ کتنا ہی اسے پسند کیوں نہ کریں۔

گرمی کے دن تھے۔ رات تقریباً ایک دو بجے اچانک بارش آ گئی۔ بارش بھی خاصی موسلا دھار۔ ہم لوگ بصد مشکل اٹھے اور سامان سمیٹنے لگے۔ میرا اصرار تھا کہ آپ جلدی کمرہ میں چلے جائیں۔ بستر وغیرہ میں لے آتی ہوں۔ آپ مصر تھے کہ میں تمہارے ساتھ یہ تمام کروں گا۔ میں نے چاہا آپ کی تکلیف کے خیال سے کہ نیچے گھنٹی کر کے کسی لڑکی کو مدد کے لئے بلاؤں۔ لیکن آپ نے فرمایا نہیں یہ کام کرنے والے اس وقت سو رہے ہوں گے یہ آرام ہی کریں۔ تمہارے ساتھ کام میں کروں گا مجھے ڈر تھا کہ آپ اس کیچڑ میں کہیں گر نہ جائیں۔ گھٹنے کی تکلیف دوہری تھی اور مجھے یہ ڈر تھا کہ اگر خدا نخواستہ آپ پھسلے تو پاؤں کی ہڈی کو کوئی ضرب نہ آ جائے۔ لیکن آپ نے ایک ایک تمام بستر اور سامان میرے ساتھ اٹھایا۔ میرے پاؤں تک ہم بھیگے چھت پر کیچڑ کا یہ حال تھا کہ آخر میں ہم دونوں ایک دوسرے کو سپورٹ کر کے کمرے تک پہنچے اس کے بعد ہی چھت پر فرش لگا۔ اور برساتی بنوانے کا آرڈر دیا گیا۔

حضرت بڑی آپا جان مرحومہ رضی اللہ عنہا (حضرت ام ناصر) اور حضرت آپا (ام وسیم) جب کبھی صاحب فراش ہوتیں اور اتفاق سے حضرت اقدسؓ بھی ان دنوں خود بیمار ہوتے تو ہمیں دیکھنے اور "چھوٹی آپا" کو حکم ہوتا کہ جا کر

(باقی)